آسان عقائد و مسائل

مؤلف

بدر الدین مفتاحی
سریارتن پورہ دربھنگہ بہار

تفصیلات

نام کتاب: ــــــــــــــــــــ آسان عقائد ومسائل

مؤلف: ــــــــــــــــــــ محمد بدرالدین مفتاحی رتن پورہ دربھنگہ

باہتمام: ــــــــــــــــــــ مولانا احمد حسن صابری صاحب

تعداد کتب: ــــــــــــــــــــ ۱۰۰۰/ایک ہزار

سن طباعت: ــــــــــــــــــــ ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۰۲۵ء

صفحات: ــــــــــــــــــــ ۲۷۰

کتابت: ــــــــــــــــــــ ابرار عالم قاسمی اشرف العلوم کنہواں

موبائل نمبر:9525569078

ملنے کا پتہ

محمد بدرالدین مفتاحی سریارتن پورہ دربھنگہ بہار 9608573121

قطب الدین بک سینٹر رتن پورہ دربھنگہ 7256928130

تقریظ

نمونۂ اسلاف حضرت الحاج مولانا اظہار الحق صاحب مظاہری دامت برکاتہم
ناظم الجامعۃ العربیہ اشرف العلوم کنہواں سیتامڑھی بہار

حامداً و مصلیاً اما بعد

یہ ایک حقیقت ہے کہ دین اسلام اللہ پاک کا بھیجا ہوا اور حضور فخر دو عالم ﷺ کا لایا ہوا کامل و مکمل آخری دین ہے، جو عقائد، عبادات، اخلاقیات، معاملات و معاشرات وغیرہ شعبوں پر مشتمل ہے، ہر زمانہ میں علماء کرام نے ضرورت و مصلحت کے پیش نظر تمام شعبوں پر یا ان میں سے بعض پر قلم اٹھایا اور مختلف زبانوں میں عامۃ المسلمین کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے حق ادا کر دیا، پوری امت مسلمہ کی طرف سے اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرما کر ان کے اخروی درجات کو بلند فرمائے، آمین۔

دین اسلام پورا کا پورا خیر ہی ہے جس شعبہ پر کام ہو یہ خادمان دین متین کی اپنی پسند ہے، ابھی موجودہ دور میں جدید فضلاء میں بھی ماشاءاللہ دین کی خدمت کا یہ جذبہ کارفرما ہے، انہیں سعادتمند فضلاء میں عزیزم مولانا بدرالدین مفتاحی سلمہ ہیں، ضرورت محسوس کرتے ہوئے ''آسان عقائد و مسائل'' نامی کتاب مرتب کیا ہے، مطالعہ کے بعد میں نے بہت عمدہ اور نافع پایا ہے، عقائد میں اچھی ترتیب رکھی ہے اور مسائل بھی اچھے پیرایہ میں حوالجات کے ساتھ جمع کیا ہے۔

اللہ پاک اسے بے انتہاء قبول فرما کر دونوں جہان کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے اور درس و تدریس، تصنیف و تالیف کے ذوق کو بلند فرمائے اور سب میں اخلاص پیدا فرمائے، آمین۔

محمد اظہار الحق
خادم جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں سیتامڑھی بہار
۲۰ / صفر المظفر ۱۴۴۷ھ

دعائیہ جملہ

حضرت مولانا مفتی ثمین اشرف صاحب قاسمی

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خاتم النبیین محمد رسول اللہ لانبی بعدہ، اما بعد.

قارئین عاجز آبروئے نقشبند عارف باللہ حضرت مولانا شمس الہدی اطال اللہ بقاءہٗ کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہوا، حضرت اپنے خلق عظیم سے بشاشت وطمانیت سے ملے اور اظہار مسرت فرمایا، حال احوال معلوم کر کے خوب خوش ہوئے، عاجز نے دو کتابیں نئی پیش کی، تین قیمتی رسالے، سچے انبیاء اور جھوٹے مدعیان نبوت میں فرق، جب رخصت ہورہا تھا تو حضرت نے مولانا احمد حسن کو طلب فرمایا اوراس عاجز سے حکم ہوا کہ ان کے صاحبزادے مولوی بدرالدین مفتاحی نے یہ کتابچہ ''آسان عقائد ومسائل'' مرتب کیا ہے، اور کچھ لکھنے کی تمنا اور آرزو رکھتے ہیں اب لکھنے کی حالت میں نہیں ہوں تم اس پر کچھ لکھ دو، عرض کیا حکم کی تعمیل کروں گا انشاءاللہ۔

مذکورہ کتابچہ مختلف عقائد ومسائل پر سوال وجواب کی شکل میں مرتب کی گئی ہے اور مختلف کتابوں سے اخذ کیا گیا ہے، حوالہ بھی نقل کیا گیا ہے، حق تعالیٰ اخلاص کی نعمت سے ظاہر وباطن کو منور فرمائے اوراس کتابچہ کو اپنی جناب میں شرف قبولیت سے نواز کر عوام وخواص کے لئے نفع بخش بنائے اور مزید دین حنیف کی خدمت کی توفیق بخشے۔

بجاہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ

العبد محمد ثمین اشرف قاسمی مادھوپور سلطان پور

۲؍شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ مطابق ۱؍فروری ۲۰۲۵ء

تقریظ

حضرت مولانا مفتی ابوبکر صاحب قاسمی
مدرسہ اسلامیہ شکرپور بھرواره دربھنگہ

گرامی قدر مولوی بدرالدین مفتاحی نے عقائد ومسائل کا ایک مجموعہ مرتب کیا ہے جو ہر خاص وعام کے لئے لائق مطالعہ ہے، میں نے اس رسالہ کا سرسری مطالعہ کیا ہے، کتابت کی غلطیوں کو درست کرنے کی کوشش کی ہے۔

مؤلف موصوف نے اس رسالہ میں جہاں عقائد کا مختصر تذکرہ کیا ہے وہیں طہارت کے مسائل بھی لکھے ہیں، نیز نماز روزہ، زکوۃ، صدقۂ فطر، قربانی، عقیقہ، حج وعمرہ کے ضروری مسائل بھی تحریر کئے ہیں، اس طرح یہ کتاب عقائد وعبادات کے مسائل کا گرانقدر مجموعہ اور بیش بہا گنجینہ ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو قوم وملت کے لئے مفید بنائے، اور مؤلف کو مزید لکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

حررہٗ محمد ابوبکر عفا اللہ عنہ

تأثرات

حضرت مولانا مفتی محمد نسیم الدین صاحب قاسمی

الحمد لولیه والصلوۃ والسلام علی نبیه، اما بعد.

بڑے ہی خوشی ومسرت کا لمحہ ہے کہ میرے ہردلعزیز رفیق درس مولانا بدرالدین مفتاحی رتنپوروی نے شبانہ روز محنت وکاوش سے عوام وخواص کی ضروریات دین کے پیش نظر مختلف ابواب پر مشتمل ایک بیش بہا قیمتی تحفہ ”آسان عقائد ومسائل“ مرتب کیا، اللہ کے فضل وکرم سے بالآخر کتاب موجودہ شکل میں منظرعام پر آ گئی، الحمد للہ بندہ ازابتداء تاانتہا تمام مسودہ کو بنظرعمیق دیکھا اور متعدد مقامات پر برائے اصلاح نشاندہی کی، **وفوق کل ذی علم علیم** (سورہ یوسف پ۱۲، آیت ۶)

موصوف کی کتاب ”آسان عقائد ومسائل“ خاص وعام ہرایک کے لئے نفع بخش اورگراں قدر مجموعہ ہے، دل سے دعاہے کہ رب کائنات میرے پیارے عزیز مولانا بدرالدین مفتاحی سلمہٗ کی محنت وجانفشانی کو اپنی رضا کا ذریعہ بنائے، اوراپنی شایان شان اس کا اجر بے پایاں عنایت فرمائے، نیز علم وعمل ،صحت وعمر میں برکت نصیب فرماکر خلوص وللّٰہیت کے ساتھ مزید برمزید خدمت دین متین کے مواقع فراہم فرمائے اور ہم سب کا ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے ،آمین یارب العالمین۔

خاک پائے اسلاف
مفتی نسیم الدین قاسمی عفی عنہ
۲۸/ذوالقعدہ ۱۴۴۶ھ

عرض مرتب

زیر نظر کتاب ''آسان عقائد ومسائل'' ایسے دینی احکام پر مشتمل ہے جن سے ہر اہل ایمان کو سابقہ پڑتا رہتا ہے، جن سے ہر مسلمان کو آشنا ہونا ضروری ہے، ہم سب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسلمان ہیں، دامن اسلام سے وابستہ ہیں، اور اسلام انہیں خطوط ونقوش کا نام ہے جو شریعت نے ہمیں عطا کئے ہیں، ان سے صرف نظر کر کے اسلام کا وجود بے معنی ہے، ہماری تخلیق اور پیدائش کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت یعنی پروردگار کے احکامات پر سر تسلیم خم کرنا اور ان کو اپنے رگ وپے میں بسالینا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ زندگی کے ہر پہلو کو درست نیت اور صحیح علم ورہنمائی کے ذریعہ عبادت بنایا جاسکتا ہے، حدیث پاک انما الاعمال بالنیات کا یہی پیغام ہے، اور اسی فکر کی ترجمانی اسی جذبے کی عکاسی کا شاخسانہ یہ کتاب ہے، تاکہ اصلاح نیت کے ساتھ صحیح علم، راست رہنمائی کے ذریعہ ہم اپنے مقصد تخلیق میں کامیاب ہوں، اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی سے سرفراز ہوں۔

مرتب نے عمومی ضرورت اختصار اور آسان فہم انداز کو پیش نظر رکھا ہے، یوں تو مسائل واحکام کے موضوع پر بے شمار اور مفید کتابیں موجود ہیں، مگر کم علمی، استعداد وصلاحیت کا فقدان، دین اور اس کے متعلقات سے بے رغبتی وغفلت، دنیوی مشاغل ومصروفیات کی کثرت، اور سب سے بڑھ کر تن آسانی اور سہولت پسندی نے ان علمی شاہکاروں سے استفادہ کو مشکل بنا دیا ہے، نیز جدید اصطلاحات والفاظ بھی نئے اسلوب وانداز کے متقاضی ہوتے ہیں، ان سب

امور کے پیش نظر مستند اور معتبر ذخائر فقہیہ سے مختصر عطر کشید کیا گیا ہے، جو مختصر بھی ہے جامع بھی ہے، کارگر بھی، آسان فہم بھی ہے، خوب تر بھی، عام مسلمانوں کی دینی ضروریات کا حل بھی ہے، اور خواص کے لئے یادداشت اور ڈائری بھی، ہر ہر حکم کسی مستند ماخذ سے منقول و مستنبط ہونے کی بنا پر قابل اعتماد بھی ہے، اور ساتھ میں حوالہ جات کا ذکر بھی ہے، اس کتاب کا مطالعہ دینی ضروریات میں مددگار، روز مرہ کی زندگی کے نشیب وفراز سے نبرد آزما ہونے کا ذریعہ، اور پیش آمدہ مسائل کا بہترین حل بھی ہے، ان وجوہات کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ”یہ کتاب ہر فرد کی ضرورت اور ہر گھر کی حاجت ہے۔

مرتب نے ابتداء میں کچھ عقائد بیان کئے ہیں، ان عقائد کا علم اور ان میں پختگی از حد ضروری ہے، کیونکہ عقائد کی درستگی کے بغیر نہ کوئی عبادت عنداللہ مقبول ہے نہ کوئی معاشرتی و اخلاقی معاملہ باعث اجر وثواب ہے، تعلیمات دین پر عمل میں کمی اور کوتاہی ایمان کو کمزور کردیتی ہے، مگر ایمان باقی رہتا ہے، جبکہ عقائد میں ذرا سا شک وشبہ بھی ایمان کے عمارت کو تہہ و بالا کردیتا ہے، اسی اہمیت کے مد نظر عقائد کے بیان کو مقدم کیا گیا ہے۔

اس کے بعد طہارت، نماز، روزہ، زکوۃ، حج، قربانی کے مسائل، تجہیز و تکفین، مرد و عورت کے خاص مسائل جو کہ اکثر ہر کتاب میں موجود نہیں ہوتے ان سب کا مختصر مگر مدلل اور جامع ذکر کیا گیا ہے، کیونکہ عموماً عورت کے مسائل نہ ذکر کئے جاتے ہیں اور ان کے پوچھنے میں شرم وحیا محسوس کرتے ہیں یعنی انسان کے روز مرہ کے اکثر مسائل ذکر کئے گئے ہیں جن کو پڑھ کر اس پر عمل کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوارا جا سکتا ہے۔

اسی طرح مسائل جدیدہ (نئے مسائل) بھی زیر موضوع ہیں اور دعا

وغیرہ بھی ،اگر یہ کتاب اسکول وکالج کے طلبہ وطالبات کو اچھی طرح ذہن نشیں کرادی جائے ،وہ سمجھ کر اس کا مطالعہ کریں تو یہ ان کے لئے بڑی مفید اور دین سے شناسائی کا اہم ذریعہ ثابت ہوگی ،انشاءاللہ۔

اسی لئے اس کتاب کو جتنا زیادہ ہو دوسروں تک پہونچائیں اور گھر کی زینت نہ بنائیں بلکہ مطالعہ کریں اور گھر گھر، اسکول وکالج ،مدرسہ ومکتب کے بچوں اور بچیوں کو دیں تاکہ ان کو صحیح راستہ کی رہنمائی حاصل ہو۔

اس کتاب کے محرک (آمادہ اور توجہ دلانے والے) والد گرامی حضرت مولانا احمد حسن صاحب رتن پوروی ہیں ،جنہوں نے اس طرح کے مختصر مجموعے کی ضرورت محسوس کی ،اور بار بار توجہ دلاتے اور اصرار کرتے رہے،اللہ تعالیٰ والد گرامی کو اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے ،آمین۔

یقیناً آج اس قحط الرجال دور میں ایسے اشخاص کم بلکہ ناپید ہوتے چلے جارہے ہیں جو علماء سے حد درجہ محبت ،اور علم کی قدردانی کے ساتھ اپنی دولت علمی کو اس طرح کے نیک اور ملت کے لئے مفید کاموں میں صرف کرنے کا جذبہ رکھتے ہوں اور دوسروں کو بھی اس پر آمادہ کرتے ہوں۔

ساتھ ہی ساتھ میں اپنے تمام اساتذۂ کرام کے بھی شکر گذار ہیں جنہوں نے محنت کر کے مجھ جیسے نالائق کو اس قابل بنادیا، اللہ تعالیٰ میرے تمام اساتذۂ کرام کو عزت وعافیت صحت وتندرستی ،ایمان عافیت کے ساتھ ان کا سایہ ہم چھوٹوں پر قائم ودائم رکھے، خصوصاً میں حضرت اقدس مفتی ابوبکر صاحب قاسمی استاذ مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھروارہ اور حضرت اقدس مولانا احمد سعید صاحب اور حضرت مولانا رضوان اللہ صاحب قاسمی کا بے حد شکر گذار ہوں کہ انہوں نے جتنی محنت اور شفقت کا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور ابھی بھی وہی شفقت بھری نگاہیں ہیں

مجھ پر جن کی وجہ سے آج میں یہ کچھ کر پایا، اللہ تعالیٰ ان کو نعم البدل عطا فرمائے ،اس کتاب کی تصحیح بھی حضرت فقیہ ملت مفتی ابوبکر صاحب قاسمی نے ہی کیا ہے، تا کہ کتاب میں جو کچھ کمیاں ہوں اس کو دور کیا جا سکے،اور تقویت حاصل ہو،اس کے باوجود اگر کتابت وطباعت میں کوئی غلطیاں نظر آویں تو بطور خاص اہل علم سے ان غلطیوں پر گرفت کرنے اور مرتب کو مطلع کرنے کی مؤدبانہ دوخواست ہے، **هل جزاء الاحسان الا الاحسان۔**

آخر میں اس کتاب کی طباعت میں امداد کرنے والے اہل خیر حضرات کا بھی شکر گذار ہوں کہ انہوں نے مجھ پر یقین کرتے ہوئے اپنی خاص رقم کو راہِ خدا میں خرچ کیا، اللہ تعالیٰ ان سب کو بھی نعم البدل عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو میرے اصلاح کا ذریعہ بنائے،اور میری بخشش کا بھی ذریعہ بنائے،اور اپنی بارگاہ میں اس کتاب کو قبول فرمائے،امت کے لئے نفع بخش بنائے ،نام ونمود شہرت وریاکاری سے بچاتے ہوئے خلوص وللّٰہیت عطا فرمائے۔

نوٹ:۔اس کتاب کو نیٹ پر بھی اپلوڈ کر دیا جائے گا وہاں بھی دیکھ سکتے ہیں۔

خاک پائے اسلاف

دعاؤں کا طالب: محمد بدرالدین مفتاحی عفی عنہ

امام وخطیب جامع مسجد ارئی بردی پور، دربھنگہ بہار

۱۸/صفر المظفر ۱۴۴۷ھ مطابق ۱۳/اگست ۲۰۲۵ء بروز بدھ

مرتب کتاب پر ایک نظر

نام ونسب:۔

مرتب کا نام محمد بدرالدین بن مولانا احمد حسن صابری بن شاہد حسین مرحوم بن ابوالحسنؒ بن اختر حسینؒ بن تفضّل حسینؒ بن غلام جیلانیؒ ہے ان سب کا آبائی مسکن گورا گوری سیتامڑھی بہار تھا۔

ولادت:

ولادت ۴/رمضان المبارک بروز جمعہ، دستاویزی شہادت کے مطابق ۱/جنوری ۲۰۰۲ء کو نانہال رتن پورہ دربھنگہ کے ایک علمی و دینی گھرانے میں ہوئی۔

تعلیمی مراحل:

کچھ حصہ ناظرہ قرآن والدین کے پاس کیا اور وہیں گاؤں میں (بڑے ماموں حضرت مولانا عریف الرحمان صاحب مظاہری کا ادارہ مدرسہ خلیلیہ رشید نگر سریا رتن پورہ جو کہ اس مدرسہ کی بنیاد محدث کبیر حضرت مولانا یونس صاحب جونپور نوراللہ مرقدہ نے رکھی) کچھ دن ناظرہ قرآن پڑھا، غالباً چار سال کی عمر میں عمَّ پارہ کا بیشتر حصہ میری والدہ نے زبانی یاد کرادیا تھا، بعدہٗ والد گرامی گجرات چلے گئے ،کچھ دنوں بعد میں اور میری والدہ بھی وہیں شفٹ ہوگئے، وہاں پانچ سال کی عمر میں تیسواں پارہ مکمل حفظ کرلیا، اور ساتھ ہی ساتھ علوم عصریہ کی ایک یا دو کلاس تک بھی پڑھائی کر چکا، پھر کسی سبب سے وہاں سے آنا پڑا، اس کے بعد کچھ دنوں گھر پر رہا، پھر بہار کا مشہور ادارہ مدرسہ الجامعۃ العربیہ اشرف العلوم کنھواں میں داخلہ لیا، اس وقت ادارہ کے ناظم اعلیٰ بحر العلوم

حضرت مولانا زبیر احمد صاحبؒ تھے ،اور صدر المدرسین نمونۂ اسلاف حضرت مولانا اظہار الحق صاحب مظاہری دامت برکاتہم جو کہ والد گرامی کے استاذ بھی ہیں، ان کا سایہ اور ان کی دعا اس ناچیز کے ساتھ رہیں، وہیں میرے ایک چچا قاری انور علی صاحب بھلہی شعبۂ حفظ کے استاد اور ایک بہنوئی حضرت مولانا ابرار عالم صاحب قاسمی درجات عربی کے استاد تھے اور کتابت بھی سکھانا انہیں کے ذمہ تھا، اور بحمد اللہ آج بھی اس ادارہ میں اپنی خدمات سے علاقہ درعلاقہ کو فیض یاب کررہے ہیں، **اللھم زد فزد۔**

چھ سال کی عمر میں وہیں حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب آواپوری کے پاس ناظرہ قرآن مکمل کیا، پھر بعد رمضان اپنے چچا قاری انور علی صاحب کے پاس حفظ میں داخلہ لیا، محرم الحرام تک تین پارے مکمل ہوئے، اس کے بعد طبیعت کے بگڑنے سے وہاں سے آنا پڑا، اور دوبارہ حفظ کے لئے وہاں نہ جاسکا، تو پھر والد گرامی اپنے قائم کردہ ادارہ مدرسہ قاسمیہ بنی آباد مظفر پور میں حضرت مولانا سیف الرحمان صاحب کے پاس داخلہ کرادیا، اس وقت میرے والد اس ادارہ کو الوداع کہہ چکے تھے، بہر حال اس ادارہ کے ناظم والد گرامی کے ساتھی حضرت مولانا ابوالقمر قاسمی اور صدر المدرسین میرے چھوٹے ماموں مولانا لطیف الرحمان صاحب مظاہری تھے، جن کی سرپرستی مجھے وہاں حاصل رہی۔ پھر بحمد اللہ جس کی خواہش ہر ایک بچے کے ساتھ ان کے گھر والے کو بھی ہوتی ہے وہ دن آگیا کہ بروز جمعرات ۲۶؍صفر المظفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۰؍جنوری ۲۰۱۳ء سات بجکر بارہ منٹ پر حافظ قرآن کا مقام حاصل کیا، اس وقت میری عمر ۱۱؍سال کی تھی، وہیں دور بھی کیا اور پھر ۲۰۱۴ء ہونے والے ایک عظیم مسابقۃ القرآن الکریم میں بھی حصہ لیا،، دور مکمل کرنے کے بعد تراویح پڑھانے کی عمر تو تھی نہیں

اس لئے دو سے تین سال انتظار رہا، صرف پیچھے سنتا تھا، ۲۰۱۵ء میں پھر الجامعۃ العربیہ اشرف العلوم کنھواں میں عالمیت کے لئے درجہ فارسی میں داخلہ لیا اور درجہ عربی اول کے ششماہی امتحان تک وہیں رہا، بعد امتحان وہاں نہ جاسکا، تو پھر چار مہینہ کے لئے اپنے بڑے ماموں کے ادارہ میں دور کیا اور پھر شوال میں بہار کا دوسرا مشہور ادارہ ''مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھروارہ'' میں عربی اول میں داخلہ لیا، اور وہاں عربی اول تا عربی ششم رہا، اساتذہ کی نگرانی اور ان کی دعا شاملِ حال رہیں، خصوصاً میرے مشفق ومربی فقیہ عصر حضرت مولانا مفتی ابوبکر صاحب حفظہ اللہ اور مربی حضرت مولانا احمد سعید صاحب و مولانا رضوان اللہ صاحب اور مفتی قاضی اقبال احمد صاحب ان کی محنت اور توجہ نے آج مجھے ایک صحیح مقام پر کھڑا کیا، اللہ تعالیٰ میرے تمام اساتذہ کو عزت وعافیت اور سلامتی کے ساتھ رکھے، ان کا سایہ تادیر ہم جیسے ناچیزوں پر باقی رکھے، ہر شر ور فتن سے بچائے رکھے، پھر اچانک سے لاک ڈاؤن کا شور ہوا اور تعلیم میں خلل پڑا بہت سے بچوں کو لیکن میرے مشیر ومہربان حضرت مفتی ابوبکر صاحب نے تعلیم میں خلل نہ پڑنے دیا، کہا کہ دارالعلوم اور مظاہر کب تک بند رہیں گے خدا جانے، اس لئے خود ہی ساتھ لیکر ''مدرسہ مفتاح العلوم'' مئوناتھ بھنجن اتر پردیش میں داخل کرادیا اور وہیں سے ایک اور بڑا خواب کو اللہ نے پورا کر دکھایا اور ۱۲/ مارچ ۲۰۲۲ء کو سند فضیلت حاصل کی اور اپنے شیخ حضرت مولانا شمیم صاحب حفظہ اللہ کے ہاتھوں سر پر دستار باندھی گئی، تعلیمی مراحل میں بہت ساری مشکلوں کا سامنا کرنا پڑا، لیکن عزم اور حوصلہ اور والد صاحب کا خواب اللہ نے پورا کر دیا۔

تدریسی خدمات میں تو ابھی زیادہ وقت گذرا نہیں دو سال سے امامت کے فرائض انجام دے رہا ہوں اور تصنیف وتالیف میں بھی تو کوئی بڑا کارنامہ

انجام نہیں دیا یہ پہلی کتاب ہے جس کو ترتیب دیا۔

احقر نے اپنے نانا کی تصنیف ''مَردوں کے مسائل عوام کے لئے'' اور مردوں کے مسائل مدلل خواص کے لئے'' نئی ترتیب اور ان کے سوانح حیات کا بھی ارادہ رکھتا ہے، اور ان کی سوانح تو لکھی ہی جانی چاہئے، کیونکہ نانا محترم ہندوستان کے بڑے مفتیوں میں شمار کئے جاتے تھے، نانا محترم کا نام مفتی یحییٰ قاسمی نور اللہ مرقدہٗ ہے، ان کے نام سے شاید ہی کوئی اہل علم واقف نہ ہوں، حیدرآباد میں وہ کئی سال شیخ الحدیث کے درجہ پر فائز رہے، امارت شرعیہ میں بھی ان کی خدمات ہیں، مکہ والوں نے ان کو غلافِ کعبہ تبدیل کرنے و غسل دینے کے لئے بلایا تھا، اور یہ شرف ان کو حاصل ہے کہ وہ غلاف کعبہ کو تبدیل اور غسل دیئے، دربھنگہ کے مشہور ادارہ مدرسہ امدادیہ میں کئی سال انہوں نے خدمات انجام دی۔

بس اخیر میں دعا گو ہوں کہ اللہ اس ناچیز کو اپنے مقصود میں کامیابی سے نوازے، ہر شر و فتن سے محفوظ رکھے، صحت و عافیت کے ساتھ ایمان پر ثابت قدم رکھے، اور تادم حیات اپنے دین کی خدمت کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین یارب العالمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(ایمانیات)

عقیدوں کا بیان

دین کے احکام کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ احکام جو ماننے سے تعلق رکھتے ہیں اور دوسرے وہ جو کرنے سے تعلق رکھتے ہیں، پہلی قسم کے احکام کو عقائد اور اعتقادات کہتے ہیں، جبکہ دوسری قسم کو عبادات اور معاملات کہتے ہیں، عقائد میں ذرا بھی کمی کوتاہی ہو تو ایمان جاتا رہتا ہے، اور عبادات ومعاملات میں کمی ہو تو ایمان کمزور ہوتا ہے، عقائد کی اہمیت کے پیش نظر پہلے کچھ ضروری عقائد کا ذکر کیا جاتا ہے پھر عبادات کا بیان ہوگا انشاء اللہ۔

سوال:۔ ایمان کس شئ کا نام ہے؟ مومن کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ ایمان کے لغوی معنی ہے "امن دینا، اعتماد کرنا" اصطلاح میں نبی اکرم ﷺ جو دین لے کر آئے اسے دل وجان سے تسلیم کرنا ایمان کہلاتا ہے۔

اور لفظ مومن ایمان سے ماخوذ ہے، ایمان کا تعلق باطن سے ہے، یعنی ایمان، عقائد (اللہ پر رسولوں پر، فرشتوں پر، قیامت کے دن وغیرہ پر ایمان لانا) اور قلبی صفات واعمال (مثلاً اخلاص، توکل، اللہ کی محبت، خوف وغیرہ) پر ایمان رکھنے والے کو مؤمن کہتے ہیں۔ (قاموس الفقہ ج۲ص۲۷۲، آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج۱ص۲۰)

سوال:۔ اسلام کیا ہے؟ اور مسلم کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ لفظ اسلام کے اصلی معنی ہیں اپنے آپ کو اللہ کے سپرد

کر دینا، اور کبھی یہ لفظ ''اسلام'' خصوصیت سے اس دین شریعت کے لئے بولا جاتا ہے جو سب سے آخر میں خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ لے کر آئے جیسا کہ حدیث جبریل میں نبی اکرم ﷺ نے اسلام کی یہی تفسیر بیان فرمائی ہے۔

آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے دین کو مان کر عمل کرنے والا مسلمان ہے۔ (مشکوۃ حدیث جبرئیل، آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۱ص۱۹، قاموس الفقہ ج۲ص۳۸)

سوال:۔ ایمان اور اسلام میں کیا فرق ہے؟ واضح کریں؟

جواب:۔ ایمان اور اسلام میں حقیقت میں فرق نہیں ہے ، البتہ اعتباری فرق ہے، رسول اللہ ﷺ جتنی تعلیمات لے کر آئے ہیں انہیں دل سے ماننا اور دل سے تصدیق کرنا ایمان ہے، اسی کا اظہار اور ان پر عمل اسلام ہے، بعض صوفیہ نے اسے یوں تعبیر کیا ہے کہ ایمان کا سفر باطن سے شروع ہو کر ظاہری اعمال پر مکمل ہوتا ہے، اور اسلام کا سفر ظاہر سے شروع ہو کر باطن پر منتہی ہوتا ہے، بہر حال جو مؤمن ہو وہ مسلم بھی ضرور ہوگا ، لیکن ہر مسلم (ظاہر میں اسلام کا اظہار کرنے والے) کا مؤمن ہونا لازم نہیں ، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی ظاہری طور پر زبان سے تو کلمہ اور نماز پڑھتا ہو لیکن دل میں کفریہ اعتقاد رکھتا ہو۔ (ماخوذ از قاموس الفقہ ج۲ ص۲۷۴، دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان، فتاوی دارالعلوم وقف ج۱ص۹۶)

عقائد اسلام کے تعلق سے درج ذیل سات کلمے مشہور ہیں، لیکن حقیقت میں دو ہی کلمے ہیں (۱) کلمۂ توحید لَاإِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـه (۲) کلمۂ رسالت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

گر چہ چار کلمے تک کا ذکر حدیث میں ملتا ہے، اور باقی کلموں کا ذکر حدیث میں یکجا موجود تو نہیں ہے، البتہ متفرق جگہوں پر مذکور ہیں۔

سوال:۔ ایمان مجمل و مفصل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب:۔ پہلی بات یہ سمجھنی چاہیے کہ ہمارے یہاں رائج چھ کلمے ہیں ،ایمان مجمل ومفصل اس نام اور عنوان کے ساتھ بعینہ قرآن مجید یا احدیث مبارکہ میں (کلمہ) نہیں ہے، اور نہ ہی کسی نے دعویٰ کیا ہے، البتہ ان کلموں کی عبارت مختلف نصوص (احادیث) میں موجود ہیں بعض کلمات بعینہ موجود ہیں، اور بعض متفرق جگہوں پر موجود ہیں، دوسری بات کہ اسلامی عقائد کی تدوین کے مختلف ادوار ہیں، جب غیر عرب لوگوں کو عربی زبان میں اسلامی عقائد (اللہ کی توحید وصفات، نیز کفر وشرک سے بیزاری اور استغفار وغیرہ کے کلمات) کی تعلیم دینے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اسلام کے بنیادی عقائد کو اہل علم نے ایمان مجمل ومفصل اور شش کلموں کی صورت میں جمع کردیا، اوران کلمات میں سے جس کی کوئی فضیلت احادیث میں موجود تھی وہ بھی ساتھ ذکر کردی گئی، آگے بالترتیب کلموں کو ذکر کیا جاتا ہے مع معنیٰ

اول کلمہ طیب:۔ لَاالِٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

دوم کلمہ شہادت:۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُه وَرَسُوْلُه

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اوراس کے رسول ہیں۔

(نوٹ) بعض کتابوں میں الا اللہ کے بعد وَحْدَه لَا شَرِیْکَ لَه کے اضافہ کے ساتھ ہے۔

سوم کلمہ تمجید:۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ

اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

اللہ تعالیٰ کی ذات تمام عیوب سے پاک ہے، اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں، اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے، اور نہیں ہے گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ کی توفیق سے جو بلند (عظیم الشان) عظمت والا ہے۔

چہارم کلمہ توحید:۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَه' لَا شَرِيْكَ لَه' لَهُ الْمُلْكُ وَلَه' الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَداً اَبَداً ذُوْالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ۔

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں، وہ زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے وہ زندہ ہے وہ مرتا نہیں ہے، ہمیشہ ہمیش رہنے والا ہے، بڑائی اور تعظیم اسی کے لئے ہے اور اسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پنجم کلمہ استغفار:۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰـهَ رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُه' عَمَداً اَوْ خَطَأً سِرّاً وَّ عَلَانِيَةً وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِىْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِىْ لَا اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُالذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

مغفرت طلب کرتا ہوں اللہ کی جو میرا رب ہے، تمام گناہوں سے جو گناہ کیا مں نے جان بوجھ کر یا پوشیدہ یا ظاہر طور پر اور توبہ کرتا ہوں اس گناہ سے جو میں جانتا ہوں اور اس گناہ سے جو میں نہیں جانتا ہوں، بیشک تو بہت زیادہ غیب کا جاننے والا ہے، اور عیبوں کو چھپانے والا ہے، اور گناہوں کو بخشنے

والا ہے، اور نہیں ہے گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت وطاقت مگر اللہ کی توفیق سے جو بلند (عظیم الشان) عظمت والا ہے۔

ششم کلمہ ردکفر:۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئاً وَاَنَا اَعْلَمُ بِہٖ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ بِہٖ تُبْتُ عَنْہُ وَتَبَرَّأْتُ مِنَ الْکُفْرِ وَالشِّرْکِ وَالْکِذْبِ وَالْغِیْبَۃِ وَالْبِدْعَۃِ وَالنَّمِیْمَۃِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُھْتَانِ وَالْمَعَاصِیْ کُلِّھَاوَاَ سْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔

اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس بات کی کہ شریک کروں تیرے ساتھ کسی کو اور میں جو جانتا ہو اس سے اور جس کو میں نہیں جانتا ہوں اس سے مغفرت طلب کرتا ہو اور توبہ کرتا ہوں اور اس سے اور برأت اختیار کرتا ہوں کفر سے شرک سے جھوٹ سے غیبت سے بدعت سے چغلخوری سے بری باتوں سے اور بہتان سے اور تمام گناہوں سے، میں ایمان لایا اور میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

ایمان مجمل:۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَاھُوَ بِاَسْمَائِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ (اقرار باللسان سے آگے بزرگوں نے اضافہ کیا ہے)

ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ متصف ہے، اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کیا۔

ایمان مفصل:۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ۔

ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کے کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، اور قیامت کے دن پر، اور اس بات پر کہ اچھی اور بری تقدیر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے ،اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر، (حساب وکتاب، جزاوسزا کے لئے)

اللہ عزوجل کے ذات وصفات سے متعلق عقائد

سوال:۔ اللہ کسے کہتے ہیں؟ وہ کون ہیں؟ اس کی قدرت کیسی ہے؟

جواب:۔ اللہ ایک ہے، تمام جہانوں کا خالق ہے اور ہر چیز مخلوق ہے، جو تمام جہانوں اور ہر شئ کا رب ہے، وہی اللہ ہے، وہ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے، اس کے جیسا کوئی نہیں، نہ وہ کسی کا محتاج ہے، اس کی نہ بیوی ہے اور نہ کوئی اولاد،، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کی صفات بھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

اللہ کو ہر چیز پر قدرت ہے، زندگی، موت، عزت، ذلت، روزی، اولاد وغیرہ سب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے، صرف وہی عبادت کے لائق ہے، زمین وآسمان کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا، اور ہر چیز کو، کوئی بھی چیز اس کے علم سے باہر نہیں ہے، وہی تقدیر کا مالک ہے، اس کی مرضی کے بنا اک ذرہ بھی حرکت نہیں کرسکتا، اللہ تعالیٰ کی ذات تمام عیوب سے اور بری صفات سے پاک ہے، ہر قسم کی اچھی اور کامل صفات کا حامل ہے، تمام چیزیں فنا ہونے والی ہیں، صرف اللہ کی ذات باقی رہیگی، اللہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ قیامت میں زندہ کرے گا، حساب وکتاب لے گا، اور عذاب وثواب دے گا۔ (تلخیص از قرآن مجید)

سوال:۔ کیا اللہ ہر جگہ موجود ہے؟ اگر ہے تو کیسے؟ واضح کریں؟

جواب :۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، اور یہ عقیدہ صحیح ہے، قرآن وحدیث سے ثابت بھی ہے، اور اس عقیدہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی چیز اس سے مخفی نہیں ہے،، ہر جگہ موجود ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسرے اشیاء کی طرح اللہ تعالیٰ کے لئے مکان یا جسم ہے نعوذ باللہ، اس لئے کہ اللہ کی ذات جسم اور ہر زمان ومکان کی قید سے پاک ہے، اور یہ مفہوم قرآن کریم کی بہت ساری آیات سے ثابت ہے۔

فرشتوں سے متعلق عقائد

سوال :۔ فرشتے کسے کہتے ہیں؟ اور ان کی تخلیق کس چیز سے ہوئی ہے؟

جواب :۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق کو نور سے پیدا کر کے ہماری نگاہوں سے پوشیدہ کر دیا ہے، ان ہی کو فرشتہ کہتے ہیں، اور وہ نور سے پیدا کئے گئے ہیں، فرشتوں کے ذمہ بہت سارے کام ہیں، وہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے، جس کام میں اللہ تعالیٰ نے لگا دیا ہے اسی کام میں لگے رہتے ہیں۔ (رواہ مسلم عن عائشة رضؓ خلقت الملئكة من نور)

سوال :۔ فرشتوں کی کتنی تعداد ہے؟ ان میں افضل کون ہیں؟

جواب :۔ فرشتوں کی صحیح تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے، البتہ ان میں چار فرشتے افضل اور مشہور ہیں۔

(۱) حضرت جبرئیل علیہ السلام جن کے ذمہ انبیاء کرام کے پاس اللہ کا پیغام لانے کا کام تھا (وحی) اور دیگر امور الٰہی کا انجام دینا۔

(۲) حضرت عزرائیل علیہ السلام جو روح نکالنے پر مامور ہیں، جنہیں ہم ملک الموت بھی کہتے ہیں،

(۳) حضرت میکائیل علیہ السلام جن کے ذمہ بارش اور مخلوق کو روزی پہنچانے کا کام ہے۔

(۴) حضرت اسرافیل علیہ السلام جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے، اور دنیا ختم ہو جائے گی (آسان فقہی مسائل ص ۵۲/۵۵)

انبیاء کرام علیہم السلام سے متعلق عقائد

سوال:۔ نبی کسے کہتے ہیں؟ان کا کام کیا تھا؟اوران کی تعداد کیا ہے؟

جواب:۔ نبی اس انسان کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھیجا گیا ہو،خطا سے معصوم ہواور اس کی پیروی کرنا فرض ہو،نبی اپنے ذات کے اعتبار سے بشر اور انسان ہوتے ہیں اور اپنی صفت کے لحاظ سے نور ہوتے ہیں،جن آیات واحادیث میں انبیاء کو ''بشر'' فرمایا گیا وہاں مراد ذات نبوت ہے اور جہاں نور فرمایا گیا وہاں مراد صفت نبوت ہے، بندوں کو سیدھی راہ دکھلانے اور اپنا حکم بتلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سے اپنے خاص بندوں کو علوم نبوت دے کر بھیجا ہے، تاکہ وہ لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان کریں،اور سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کریں،انہیں کو نبی کہتے ہیں،وہ سب کے سب تمام گناہوں سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں۔

بعض روایتوں میں ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بعض میں دو لاکھ سے زائد آئی ہے، یہ تعداد حتمی نہیں ہے،صحیح تعداد اللہ ہی کو معلوم،البتہ جتنے بھی نبی اور رسول اللہ تعالیٰ نے بھیجے ہیں ہم سب کے سچے اور برحق ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔(آسان فقہی مسائل ص ۵۸،شرح عقیدۃ الطحاوی،ص/۳۹ تا ۴۲)

سوال:۔ سب سے پہلے اور آخری نبی کون ہیں؟

جواب:۔ ظاہری اعتبار سے سب سے پہلے نبی تمام انسانوں کے ابّا حضرت آدم علیہ السلام ہیں،اور سب سے آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں، جو کہ سب سے افضل بشر ہیں،اور نبی بھی،اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئیں گے۔

سوال:۔ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

جواب :۔ ''رسول'' اس پیغمبر کو کہتے ہیں جسے علاحدہ کوئی کتاب اور شریعت دی گئی ہو، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام وغیرہ کو، رسول کا درجہ نبی سے بڑھا ہوا ہوتا ہے، اور ''نبی'' ہر پیغمبر کو کہتے ہیں، نبی کو کوئی مستقل کتاب اور شریعت نہیں دی جاتی، بلکہ وہ سابقہ رسول کی لائی ہوئی شریعت اور کتاب پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔ (کشف الباری ج ۱ر ص ۲۲۷، معارف القرآن ج ۶ر ص ۴۲)

سوال:۔ معجزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب :۔ اللہ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی صداقت وحقانیت کو ظاہر کرنے کے لئے ان کے ہاتھوں بہت سی ایسی شیئ (کام، چیزیں) خلاف عادت ظاہر کرائی جو دوسرا کوئی نہیں کرسکتا، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دریا میں لاٹھی مارنا (اس دریا کا نام بحر قلزم ہے، اور اسی کا دوسرا نام بحر احمر بھی ہے) اور راستہ کا نکلنا، عصا (لاٹھی) کا سانپ بننا وغیرہ۔ (سورۃ الشعراء آیت ۶۳، سورۃ الاعراف ۱۰۳)

سوال:۔ نبی آخر الزماں (حضرت محمد ﷺ) کے کچھ خاص معجزہ کا ذکر کیجئے؟

جواب :۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بیداری کی حالت میں جسم کے ساتھ مکہ سے بیت المقدس، اور پھر وہاں سے ساتوں آسمان، جنت، جہنم اور جہاں جہاں خدا کو منظور ہوا وہاں کی سیر کرائی، ''اس کو معراج کہتے ہیں'' ہم اس کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں، اسی طرح آپ ﷺ سے کفار مکہ کا نبوت کی صداقت کے لئے معجزہ طلب کرنا، اور پھر حضور ﷺ کا شق القمر کا معجزہ

دکھلانا۔

شق القمر کا معجزہ ہے مدینے سے عیاں
مہ نے شق ہو کر لیا ہے دین کو آغوش میں

اور انگلی مبارک پانی کے پیالہ میں رکھنا، اور تمام صحابہ کا آداب وسنن کی رعایت کرتے ہوئے وضو کرنا، اسی طرح پینے کا بھی واقعہ ہے۔

(نوٹ) آپ ﷺ کی پوری حیات طیبہ معجزہ سے بھری ہے، سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ (بخاری حدیث ۳۵۷۴، سورۃ القمر)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے متعلق عقائد

سوال :۔ صحابہ (صحابی رسول) کسے کہتے ہیں؟ اوران کی تعدد کیا ہے؟ اوران میں افضل کون ہیں؟

جواب: جن خوش نصیب لوگوں نے حضور اکرم ﷺ کو ایمان کی حالت میں دیکھا اور ایمان ہی کی حالت میں وفات پائی انہیں صحابہ (صحابی رسول) کہتے ہیں، بڑا سے بڑا ولی بھی ان کے مقام کو نہیں پا سکتا، صحابہ سے محبت ہم پر لازم ہے، یہ ایمان کا جز (حصہ) ہے، اللہ نے انہیں دنیا ہی میں اپنی رضامندی کا پروانہ دے دیا ہے، ان کی تعداد تقریباً سوا لاکھ ہے، واللہ اعلم، ان میں سب سے افضل حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، ان کو خلفاء راشدین کہتے ہیں۔ (آسان اصول حدیث ص ۳۲)

(نوٹ) خلفاء راشدین کی مدت خلافت کا اور اسی طرح حضور ﷺ کی ازواج مطہرات وغیرہ کی تعداد کا تذکرہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں اس لئے ذیل میں انہیں چیزوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلے خلیفہ :۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کی مدت خلافت دو سال تین ماہ نو دن ہے۔

دوسرے خلیفہ :۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کی مدت خلافت دس سال چھ مہینہ پانچ دن کم بارہ سال ہے۔

تیسرے خلیفہ :۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کی

مدت خلافت بارہ سال ہے۔

چوتھے خلیفہ:۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کی مدت خلافت پانچ سال تین ماہ دو دن ہے۔ (آسان فقہی مسائل ص ۶۴)

عشرۂ مبشرہ:۔ جن خوش نصیب لوگوں کو آپ ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی ان کو عشرۂ مبشرہ کہتے ہیں، ان کے نام درج ذیل ہیں۔

چار خلفاء راشدین، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ۔

رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات گیارہ تھیں:۔

(۱) حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ

(۲) حضرت زینب بنت خزیمہؓ یہ دونوں آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں انتقال کر گئیں۔

(۳) حضرت زینب بنت جحشؓ

(۴) حضرت ام حبیبہؓ

(۵) حضرت ام سلمہؓ

(۶) حضرت صفیہؓ

(۷) حضرت حفصہؓ

(۸) حضرت سودہؓ

(۹) حضرت میمونہؓ

(۱۰) حضرت جویریہؓ

(۱۱) حضرت عائشہؓ ۔ اور باقی یہ نو آپ ﷺ کی وفات کے وقت موجود تھیں، تمام ازواج مطہراتؓ تمام ایمان والوں کی مائیں ہیں اور سارے

جہان کی عورتوں سے افضل ہیں۔ (ماخوذ از سیر صحابہ، ازواج مطہرات ج ٦ ص ۲۰ تا ۹۰، سیرۃ المصطفیٰ ج ۱ ص ۲۸۱)

آپ ﷺ کی صاحبزادیوں اور صاحبزادوں کے نام:

(۱) سب سے بڑی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ان کا نکاح حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔

(۲۔۳) سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان دونوں کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا، اس بنا پر ان کا لقب ذوالنورین ہے۔

(۴) سب سے چھوٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا خاتون جنت ہیں، ان کا عقد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔

صاحبزادوں کی تعداد میں اختلاف ہے، بعض نے پانچ لکھے ہیں (۱) قاسم (۲) عبداللہ (۳) طیب (۴) طاہر (۵) ابراہیم رضی اللہ عنہم، شروع کے چار حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے، اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا (جو کہ آپ ﷺ کی باندی تھیں، شاہ مقوقش نے آپ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا تھا) کے بطن سے تھے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ طیب و طاہر حضرت عبداللہ ہی کے لقب ہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۱۹۸، طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱٦۷)

صحابہ کرام کے بارے میں مختصر عقائد

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے بارے میں مختصر عقائد سمجھ لیں جو ہمارے لئے بنیادی چیزیں ہیں، یعنی جس کو میں کہا کرتا ہوں، یہ چیزیں ہمیں رٹنی ہیں ہر بندہ کو ازبر ہونی چاہیئے وہ کیا ہیں؟

(۱) ہر صحابی مومن ہے

(۲) ہر صحابی عادل ہے

(۳) ہر صحابی حجت ہے

(۴) ہر صحابی معیار حق ہے

(۵) ہر صحابی تنقید سے بالاتر ہے

(۶) ہو صحابی محفوظ ہے

(۷) جب کسی مسئلہ پر سارے جمع ہو جائیں تو پیغمبر کی طرح معصوم ہیں

(۸) ہر صحابی جنتی ہے

(۹) ہر صحابی منتخب ہے

(۱۰) ہر صحابی امت کا افضل ترین فرد ہے

یہ بنیادی نظریات جو پیش کئے گئے ہیں ان کو ذہن نشیں فرمالیں، یہ دس باتیں اچھی طرح یاد کرلیں، اور اپنی نسلوں کو لکھا دیں، اپنے گھروں پر لکھ کر لگادیں، صحابہ کرام کے بارے میں یہ بنیادی نظریات ہیں، جن کو آپ ذہن نشیں فرمالیں، الجھن کے اندر مبتلا نہ ہوں کبھی بھی۔

نوٹ:۔ یہ مختصر عقائد جو ذکر کئے گئے ہیں یہ ملفوظات حضرت مولانا الیاس گھمن حفظہ اللہ سے ماخوذ ہیں

اولیاء کرام رحمہم اللہ سے متعلق عقائد

سوال:۔ ولی کسے کہتے ہیں؟ ان کی کوئی خاص علامت بتائیں جو دوسروں میں نہ پائی جاتی ہو؟

جواب:۔ جب مسلمان خوب عبادت کرتا ہے، گناہوں سے بچتا ہے، دنیا سے محبت نہیں رکھتا، سنت پر عمل کرتا ہے، احکام خداوندی کو بجالاتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے، ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں، اگر کسی بزرگ، ولی سے کوئی ایسا کام ہوتے ہوئے نظر آئے جو دوسرے نہیں کر سکتے اس کو کرامت کہتے ہیں، اولیاء کرام کی کرامت برحق ہے، جو شریعت پر عمل نہیں کرتا وہ ولی نہیں ہوسکتا، اگر اس میں کوئی انوکھی بات دیکھیں تو اس کو جادو یا شعبدہ بازی (شیطانی کام) پر محمول کیا جائے گا، کرامت پر نہیں۔ (فضائل اعمال، باب فضائل ص ۸)

آسمانی کتابوں سے متعلق عقائد

اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ آسمان سے الگ الگ پیغمبروں پر اتاری، تاکہ وہ اپنی امتوں کو دین کی باتیں بتلائیں، اور ان پر ایمان لاکر کامیاب ہوجائیں، اس لئے ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔

سوال:۔ آسمانی کتابیں کتنی ہیں؟ کون کتاب کس نبی پر اتاری گئی؟

جواب:۔ آسمانی کتابیں بہت سی ہیں (چھوٹی کو صحیفہ جمع صُحُف اور بڑی کو کتاب جمع کُتُب کہا جاتا ہے) چار کتابیں مشہور ہیں (۱) توریت۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھ رمضان المبارک کو دی گئی (۲) زبور۔ حضرت داؤد علیہ

السلام پر اتاری گئی، ۱۲ یا ۱۸ / رمضان المبارک کو (۳) انجیل۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی ۱۲ یا ۱۳ / رمضان المبارک کو، اور آخر میں قرآن پاک حضرت محمد ﷺ کو دی گئی، یہ بھی رمضان المبارک میں لیلۃ القدر میں آسمان دنیا پر اور پھر وہاں سے تھوڑا تھوڑا تئیس سال کی مدت میں اترا، قرآن کریم کے علاوہ تمام کتب آسمانی غیر محفوظ ہیں، سب میں تحریف ہو چکی، لوگوں نے اپنے مفاد کے لئے بدل ڈالا، البتہ قرآن جیسا پہلے تھا ویسا اب بھی باقی ہے اور تا قیامت باقی رہے گا، اس میں تحریف وتغیر کی گنجائش نہیں، کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود رب کائنات نے لی ہے، اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُونَ، نزول قرآن کے بعد تمام کتب آسمانی اور سابقہ ادیان اور ان کے احکامات منسوخ کر دیئے گئے، یہ بھی قرآن کی شان ہے۔ (فضائل اعمال، باب فضائل رمضان ص/۸)

گناہ، ثواب اور آخرت سے متعلق عقائد

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو سمجھ اور اختیار دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں، گناہ کے کام کرنے سے اللہ ناراض ہوتا ہے، اور ثواب کا کام کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے۔

سوال:۔ گناہ اور ثواب کسے کہتے ہیں؟ اللہ کن کو جنت میں داخل کرے گا اور کن کو جہنم میں؟

جواب:۔ ''ثواب'' کا لغوی معنی ہے بدلہ اور اصطلاح میں نیک کام کرنے پر اللہ کی طرف سے ملنے والے بدلہ کو ثواب کہتے ہیں۔

گناہ کو عربی زبان میں ''اثم'' کہتے ہیں اور اس کے اصل معنی نافرمانی کے ہیں، اردو میں اسی کو گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور اصطلاح میں شرعاً ممنوع

کام کا ارتکاب کی وجہ سے اللہ کی طرف سے ملنے والے بدلے کو عقاب (گناہ) کہتے ہیں۔

اللہ جن سے راضی ہوگا ان کو جنت میں داخل کرے گا، جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، اور جن سے ناراض ہوگا ان کو جہنم میں (کافر، مشرک، ہمیشہ جہنم میں رہیں گے) اللہ کو اختیار ہے کہ وہ بڑے سے بڑے گناہ کو بخش دے، معاف کردے، بالکل سزا نہ دے، اور چاہے تو چھوٹے گناہوں پر گرفت (پکڑ) کرلے۔

آخرت پر ایمان لانا ایمان کا حصہ ہے، بروز محشر جو چیزیں بھی پیش آئیں گی ان سب کے برحق ہونے کا یقین رکھتے ہیں، جیسا کہ ایمان مفصل میں بھی بتلایا گیا ہے۔

سوال:۔ اگر کوئی گناہ کو حلال سمجھتے ہوئے کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ کسی گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان باقی نہیں رہتا، بلکہ وہ کافر ہوجائے گا۔

سوال:۔ گناہ کبیرہ کرنے والے کو کیا کہا جائے گا؟

جواب:۔ گناہ کبیرہ کرنے والے کو فاسق و فاجر کہا جائے گا۔

چند گناہ کبیرہ یہ ہیں: زنا، چوری، شراب نوشی، ناحق قتل، رشوت خوری، سود جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت، دھوکہ دہی وغیرہ۔

گناہ (کفر و شرک اور ارتداد وغیرہ) کی تعریف

سوال:۔ گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ کی تعریف کیا ہے؟

جواب:۔ گناہ صغیرہ اور کبیرہ کی تعریف سے پہلے یہ سمجھ لینا

چاہئے کہ ''گناہ'' ہر ایسے کام کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مرضی کے خلاف کیا جائے، اس سے پتہ چلا کہ اصطلاح میں جس گناہ کو صغیرہ کہا جاتا ہے درحقیقت وہ بھی صغیرہ نہیں، اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہر حال میں نہایت سخت وشدید جرم ہے، کبیرہ اور صغیرہ کا فرق صرف گناہوں کے باہمی مقابلہ وموازنہ کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔

''گناہ کبیرہ''، جس گناہ پر شریعت میں مخصوص سزا مقرر ہے یا لعنت آئی ہے یا جہنم کی وعید وارد ہوئی ہے وہ گناہ کبیرہ ہے، اور جس گناہ پر مخصوص سزا، لعنت یا وعید نہیں آئی ہے صرف ممانعت وارد ہوئی ہے وہ ''صغیرہ'' ہے بعض مرتبہ گناہ صغیرہ پر اصرار اور بے باکی کی وجہ سے وہ گناہ کبیرہ بن جاتا ہے (دارالافتاء دارالعلوم دیوبند)

نوٹ:۔ گناہوں کی تفصیل جاننے کے لئے علامہ ذہبیؒ کی کتاب ''الکبائر'' اور مفتی شفیع عثمانی صاحبؒ کی معارف القرآن ج ۲/ص ۳۸۳ تا ۳۸۷ سورۃ النساء کا بغور مطالعہ کریں۔

سوال:۔ فاسق اور فاجر میں کیا فرق ہے؟

جواب:۔ ''فاسق'' اس شخص کو کہتے ہیں جو ایمان لانے کے بعد خدا کی نافرمانی میں ملوث رہے، احکام شرعیہ کو پس پشت ڈال دے، بڑے گناہ کا مرتکب ہو یا چھوٹے گناہ پر اصرار کرے۔

اور ''فاجر'' سے مراد یہ ہے کہ وہ خلاف شرع کاموں میں مبتلا ہو کر توبہ کا ارادہ کرتے ہوئے بھی توبہ نہ کرے۔ (دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان، قرآن سورہ قیامہ ۵، حاشیۃ الطحاوی علی مراقی الفلاح ج ۱/ص ۳۰۳)

سوال:۔ کافر، زندیق، مرتد، ملحد اور منافق میں کیا فرق ہے؟ سب کی الگ الگ تعریف کریں۔

جواب:۔ ''کافر'' وہ شخص ہے جو دین اسلام کو ظاہراً و باطناً ماننے والا نہ ہو، ''زندیق'' وہ شخص ہے جو زبان سے دعویٰ اسلام کا کریں لیکن عقائد کفریہ رکھے، اور قرآن وحدیث کے نصوص میں تحریف کر کے انہیں اپنے عقائد کفریہ پر فٹ کرنے کی کوشش کرے، ایسے شخص کو زندیق کہا جاتا ہے۔

''مرتد'' جو شخص دین اسلام قبول کرنے کے بعد اس سے پھر جائے وہ مرتد کہلاتے ہیں۔

''ملحد'' اصطلاح میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جو بظاہر دین حق کا اقرار کرتا ہے لیکن ضروریات دین میں سے کس امر کی ایسی تعبیر و تشریح کرتا ہے جو صحابہ اور تابعینؒ نیز اجماع امت کے خلاف ہو۔

''منافق'' اس شخص کو کہا جاتا ہے جو زبان سے دین حق کا اقرار کرتا ہے، مگر دل سے اس کا منکر ہے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۱ ص ۴۴)

سوال:۔ شرک کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی حقیقت کیا ہے؟

جواب:۔ خدا تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے، شرک ایسا گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کبھی بھی معاف نہیں فرمائیں گے، البتہ مرنے سے پہلے توبہ کرلے تب معاف ہوسکتا ہے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۱ ص ۴۹ تا ۵۸)

نوٹ:۔ شرک کی کئی قسمیں ہیں تفصیل کے لئے عمدۃ الفقہ ج ۱ کتاب الایمان کا بغور مطالعہ کریں)

قیامت، علامات قیامت، جنت وجہنم سے متعلق عقائد

سوال:۔ قیامت کسے کہتے ہیں؟ علامات قیامت کیا ہیں؟

جواب:۔ جس دن اللہ تعالیٰ تمام مردوں کو زندہ کرے گا اور ان سے ان کے تمام نیک و بد اعمال کا حساب لے گا، اس دن کو قیامت کہتے ہیں، بالفاظ دیگر قیامت اس دن کو کہا جاتا ہے جس دن حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے، قرآن وسنت کے نصوص سے قیامت میں صور کے دو نفخے ہونا ثابت ہے، پہلے نفخہ کو صَعِقْ کہا جاتا ہے (نفخۂ اولیٰ) یعنی اس نفخے سے تمام زمین و آسمان میں رہنے والے جن وانس فرشتے اور تمام مخلوقات بے ہوش ہو جائیں گے اور اسی بے ہوشی کی حالت میں مر جائیں گے، اسی نفخہ سے قیامت کے دن کی ابتداء ہوگی، اور پھر اس صور پھونکنے کے بعد دوسرا صور پھونکا جائے گا، دوسرے نفخہ کو نفخۂ بَعْثْ کہا جاتا ہے، بعث کے معنیٰ اٹھنے کے ہیں، اس نفخہ کے ذریعہ سے مردے پھر زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے، جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ہے، ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ اور پھر میدان محشر کی طرف چل پڑیں گے، اور پھر وہاں حساب و کتاب لیا جائے گا۔

حضور ﷺ نے قیامت کی جتنی بھی نشانیاں بتلائیں ہیں، سب پیش آنے والی ہے، اس میں کوئی شک وشبہ نہیں، علامات قیامت دو طرح کی ہیں ''صغریٰ، کبریٰ'' چھوٹی اور بڑی نشانیاں، ''علامات صغریٰ یہ ہیں (۱) لوگ مسجدیں بنا کر فخر کریں گے، (۲) علم دین اٹھ جائے گا، کم ہو جائے گا (۳) جہالت عام ہو جائے گی، (۴) کھلم کھلا شراب پی جائے گی (۵) زنا پھیل جائے گا، عورتیں زیادہ ہوں گی اور مرد کم ہو جائیں گے، (۶) زلزلوں کی کثرت ہوگی (۷) اونچی اونچی عمارتیں بنائی جائے گی، اور لوگ اس پر فخر کریں گے۔

''علامات کبریٰ'' (۱) حضرت امام مہدی کا ظہور جن کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول (۳) دجال کا خروج (۴)

دابۃ الارض (یہ ایک خاص قسم کا جانور ہوگا جو آدمیوں سے باتیں کرے گا) کا نکلنا وغیرہ۔ (القرآن الکریم، پ۲۴، سورہ زمر، آیت ۶۸، بہشتی زیور، ج۴، ص۴۰۲)

نوٹ:۔ مزید تفصیل کے لئے علامات قیامت اور نزول مسیح مؤلفہ حضرت مفتی رفیع عثمانی صاحبؒ اور علامات قیامت مؤلفہ مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ، دنیا کب فنا ہوگی مؤلفہ حضرت مولانا امین صاحب پالنپوری کا بغور مطالعہ کریں۔

سوال:۔ صور کس چیز سے پھونکا جائے گا؟ اس کی ہیئت کیا ہے؟

جواب:۔ ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ صور کوئی سینگ (کی شکل کی کوئی چیز) ہے اسی میں قیامت کے روز پھونکا جائے گا۔

سوال:۔ جنت اور جہنم کس شئ کا نام ہے؟ اور کس کے لئے بنائی گئی ہے؟

جواب:۔ ''جنت'' کے لفظی معنی ہر اس باغ کے ہیں جس کے درخت زمین کو چھپالیں، **كل بستان ذى شجر يستر باشجاره الارض** ۔ راغب اصفہانی

الجنۃ سے اصطلاح شرع میں مراد وہ عظیم الشان باغ ہے جو بے شمار نعمتیں لئے ہوئے عالم آخرت میں نیک کاروں کے لئے مخصوص ہے، اور آج نظروں سے مستور (پوشیدہ) ہے، اور یہ ان لوگوں کے لئے بنائی گئی ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات پر ایمان لائے ہوں گے، جس کو وہ ''انبیاء'' دنیا میں لیکر آئے، اور پھر لوگ ایمان لاکر اور عمل صالح کیئے ہوں گے ان کے لئے جنت ہے۔

''جہنم'' کے معنیٰ گہرا کنواں، دوزخ، یہ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے جو کافروں، مشرکوں کے لئے بنائی گئی ہے، یہ وہ کنواں ہے جہاں نافرمان اور بد اعمال لوگوں کو مرنے کے بعد سزا بھگتنی ہوگی، جہنم کا جو نقشہ قرآن مجید میں پیش کیا

گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آگ کی بھٹی ہوگی، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، اہل دوزخ کو پینے کے لئے پیپ اور گرم پانی ملے گا،، ان کی غذا ’’زقوم‘‘ تھوہڑ درخت ہوگی، جو گرم دھوئیں میں رہیں گے اور ان کو کبھی موت نہیں آئے گی۔

کفر وشرک کی باتوں کا بیان جن سے بچنا نہایت ضروری ہے

(۱) کفر واور اس کی باتوں کو پسند کرنا

(۲) کسی دوسرے سے کفر کی بات کرنا یا کرانا

(۳) کسی وجہ سے اپنے ایمان پر پچھتانا، مثلاً یہ کہا کہ اگر مسلمان نہ ہوتے تو فلاں بات حاصل ہوتی۔

(۴) خدا اور رسول کے حکم کو برا سمجھنا، اس میں عیب نکالنا۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نفع یا نقصان کا مالک سمجھنا۔

(۶) کسی سے مرادیں مانگنا، روزی اور اولاد مانگنا۔

(۷) کسی کو سجدہ کرنا۔

(۸) کسی قبر یا مکان کا طواف کرنا۔

(۹) خدا کے حکم کے مقابلے میں کسی دوسری بات یا رسم کو مقدم رکھنا۔

(۱۰) کسی کے سامنے جھکنا، یا تصویر کی طرح کھڑے رہنا۔

(۱۱) کسی جانور پر کسی بزرگ کا نام لگا کر اس کا ادب کرنا۔

(۱۲) کاروبار کے اتار چڑھاؤ کو ستاروں کی تاثیر سمجھنا۔

(۱۳) اچھی بری تاریخ اور دن کا پوچھنا۔

(۱۴) برا شگون لینا۔

(۱۵) کسی مہینے تاریخ کو منحوس سمجھنا۔

(۱۶) کسی کے نام یا سر کی قسم کھانا۔

(۱۷) جب ہم اللہ اور اس کے رسول کی تمام باتوں کو سچ اور درست مانیں گے تبھی ہمارا ایمان درست ہوگا، اور اگر ان کے کسی بات میں شک کریں یا جھٹلائیں یا عیب نکالیں، مذاق اڑائیں تو ایمان جاتا رہے گا۔ (گلدستۂ احکام مستند ومختصر ص ۲۱۔ مؤلفہ مولانا امداد اللہ امیر الدین قاسمی)

کچھ بڑے بڑے گناہوں کا بیان جن پر بہت سخت وعیدیں وارد ہوئیں ہیں

(۱) خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، (۲) ناحق قتل کرنا (۳) ماں باپ کو ستانا (۴) زنا کرنا (۵) یتیموں کا مال کھانا (۶) لڑکیوں کو میراث میں حصہ نہ دینا (۷) کسی پر شرعی ثبوت کے بغیر زنا کی تہمت لگانا (۸) ظلم کرنا (۹) امانت میں خیانت کرنا (۱۰) کسی کو اس کے پیچھے برائی سے یاد کرنا (۱۱) خدا کی رحمت سے ناامید ہونا (۱۲) وعدہ کر کے پورا نہ کرنا (۱۳) خدا کا کوئی فرض مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ چھوڑ دینا (۱۴) قرآن شریف یاد کر کے بھلا دینا (۱۵) جھوٹ بولنا، خصوصاً جھوٹی قسم کھانا (۱۶) نماز قضا کرنا (۱۷) کسی مسلمان کو کافر، بے ایمان یا خدا کا دشمن کہنا (۱۸) کسی کی غیبت، شکوہ کرنا یا سننا (۱۹) چوری کرنا (۲۰) سود لینا یا دینا یہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے سے بھی بدرجہا زیادہ شدید اور خبیث گناہ ہے (۲۱) غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا (۲۲) جوا کھیلنا (۲۳) کافروں کی رسمیں پسند کرنا (۲۴) کھانے کو برا کہنا (۲۵) ڈانس کرنا (۲۶) گانا ، میوزک سننا (۲۷) قدرت ہونے کے باوجود برے کاموں سے نہ روکنا (۲۸) کسی سے مسخراپن اور مذاق کر کے اسے رسوا کرنا (شرمندہ کرنا) (۲۹) کسی کا

عیب ڈھونڈنا (۳۰) گناہ سے توبہ کر لینے کے بعد بھی کسی کو اس گناہ کا طعنہ دینا، قوی امکان ہے کہ ایسا شخص مرنے سے پہلے خود اس گناہ میں مبتلا ہو جائے (۳۱) میاں بیوی کا آپسی تعلقات کی باتیں دوسرے کے سامنے بیان کرنا، خواہ وہ قریبی دوست یا سہیلی ہی کیوں نہ ہو، ایسا کرنا ان کے سامنے وہ کام کرنے کی طرح ہے۔ (گلدستۂ احکام مستند و مختصر ص/۲۲)

ایمان و عقائد کے متفرق مسائل جدیدہ اور بدعات و رسومات

سوال:۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو گالی دینے یا کافر کہنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب:۔ صحابہ رضی اللہ علیہم اجمعین میں حضرات شیخین ''حضرت ابوبکر وعمر'' رضی اللہ عنہما کو گالی دینے یا کافر کہنے والا ''کافر'' ہے، البتہ حضرات شیخین کے علاوہ کسی صحابی کو برا کہنے یا کافر کہنے والا گمراہ اور فاسق ہوگا، علماء نے لکھا ہے کہ ایسا شخص اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کیا تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج/۱ص/۶۴)

سوال:۔ کسی سنت کا مذاق اڑانا کیسا ہے؟

جواب:۔ ''سنت'' آنحضرت ﷺ کے طریقے کا نام ہے ،آنحضرت ﷺ کی کسی چیز کا مذاق اڑانے والا کھلا کافر ہے، اگر پہلے وہ مسلمان تھا تو مذاق اڑانے کے بعد مرتد ہو گیا۔

حضور ﷺ کی ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے، فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے اگر کسی نے آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک (بال) کے لئے تصغیر (چھوٹا، ہلکا) کا صیغہ استعمال کیا، وہ بھی کافر ہو جائے گا، اسی طرح دین کی کسی بھی بات کا مذاق

اڑانا کفر ہے، اس سے ایمان ساقط ہو جاتا ہے، ایسے شخص کو اپنے کلمات کفریہ سے توبہ کر کے اور کلمۂ شہادت پڑھ کر اپنے ایمان کی تجدید کرنی چاہیئے، نکاح بھی دوبارہ کیا جائے، اگر بغیر توبہ یا بغیر نکاح کے بیوی کے پاس جائے گا تو بدکاری کا گناہ دونوں کے ذمہ ہوگا۔ (شرح فقہ الاکبر لملاعلی القاری ص ۲۱۳)

سوال:۔ اگر کوئی خدا کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:۔ خدا کی شان میں گستاخی کرنے سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے، ایسے شخص کو توبہ کر کے اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیئے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۵۶-۶۲)

مفاد کے لئے اپنے آپ کو غیر مسلم کہنے یا لکھوانے کا حکم

سوال:۔ رمضان المبارک میں مسلمان روزہ خوروں کی ایک بڑی تعداد کھانا وغیرہ چھپ کر کھاتی ہے اگر کبھی پولیس کا چھاپا پڑ جائے اور یہ روزہ خور پکڑے جائیں تو وہ سزا سے بچنے کے لئے پولیس کے سامنے یہ اقرار کر لیتے ہیں کہ ہم مسلمان نہیں ہیں بلکہ ہندو یا عیسائی ہیں، تو کیا اس طرح کے الفاظ کہنے سے ایمان پہ کوئی فرق پڑتا ہے؟ یا اسی طرح زکوٰۃ سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو غیر مسلم کہنے یا لکھوانے کا حکم کیا ہے؟

جواب:۔ کسی مسلمان کے لئے یہ کسی بھی صورت میں مناسب نہیں کہ وہ رمضان المبارک کے فرض روزے نہ رکھے، اور اس سے بڑھ کر یہ کہ دنیوی سزا سے بچنے کے لئے اپنے کافر ہونے کا اقرار کرے، یا زکوٰۃ سے بچنے کے لئے اس طرح کے الفاظ کہے مثلاً یہ کہنے سے کہ ”میں مسلمان

نہیں ہوں'' آدمی دین سے خارج ہو جاتا ہے، مسلمان نہیں رہتا، ایسے لوگوں کو اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیئے اور آئندہ کے لئے اس مذموم حرکت سے توبہ کرنی چاہیئے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۱ ص ۵۹)

تعویذ گنڈے کی شرعی حیثیت

سوال:۔ تعویذ گنڈے کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اس کا اثر ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اس کے کیا شرائط ہیں؟

جواب:۔ کسی کو نقصان پہونچانے کے لئے جو تعویذ گنڈے کئے جاتے ہیں ان کا حکم تو وہی ہے جو جادو کا ہے کہ ان کا کرنا اور کرانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے بلکہ اس سے کفر کا اندیشہ ہے، البتہ تعویذ اگر کسی جائز مقصد کے لئے کیا جائے تو جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ اور کفر و شرک کی بات نہ لکھی ہو، نیز تعویذ گنڈے کا اثر ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے، مگر ان کی تاثیر بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے، تعویذ گنڈے کے جواز کی تین شرطیں ہیں۔ (۱) کسی جائز مقصد کے لئے ہو، ناجائز مقصد کے لئے نہ ہو (۲) اس کے الفاظ کفر و شرک پر مشتمل نہ ہو، اور اگر وہ ایسے الفاظ پر مشتمل ہو جن کا معنی اور مفہوم معلوم نہیں تو وہ ناجائز ہے (۳) ان کو مؤثر بالذات نہ سمجھا جائے، اعتقاد یہ ہو کہ مؤثر حقیقی اللہ کی ذات ہے۔

(محقق و مدلل جدید مسائل ص ۸۷۔۸۸، والحجة علی ما قلنا معوذتین ''التفسیر المنیر'' اجاز اکثر العلماء الاستعانة بالرقی اوالرقیة لان النبی ﷺ اشتکی فرقاه جبرئیل علیه السلام وقال: بسم الله ارقیك من کل شئ یوذیك والله یشفیك کما تقدم)، آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۲، ص ۴۹۶۔)

سوال:۔ بدعت کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ بدعت کی تعریف (درمختار مع حاشیہ شامی ج ۱ ص ۵۶۰

طبع جدید) میں یہ کی گئی ہے " هِيَ اِعْتِقَادُ خِلَافِ الْمَعْرُوْفِ عَنِ الرَّسُوْلِ ﷺ لَا بِمُعَانَدَةٍ بَلْ بِنَوْعِ بِشُبْهَةٍ"

ترجمہ۔ جو چیز رسول اللہ ﷺ سے معروف ومنقول ہے اس کے خلاف کا اعتقاد رکھنا، ضد وعناد کے ساتھ نہیں بلکہ کسی شبہ کی بنا پر۔

اور علامہ شامیؒ نے علامہ شمنیؒ سے اس کی تعریف ان الفاظ مں نقل کی ہے، "مَا اَحْدَثَ عَلیٰ خِلَافِ الْحَقِّ الْمُتَلَقّٰی عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مِنْ عِلْمٍ اَوْ عَمَلٍ اَوْ حَالٍ بِنَوْعِ شُبْهَة وَاِسْتِحْسَانٍ وَجَعَلَ دِيْناً قَوِيْماً صِرَاطاً مُسْتَقِيْماً"

ترجمہ۔ جو علم یا عمل اس حق کے خلاف ایجاد کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے، کسی قسم کے شبہ یا استحسان کی بنا پر اور پھر اسی کو دین قویم صراط مستقم بنالیا جائے وہ بدعت ہے۔

خلاصہ یہ کہ دین میں کوئی ایسا نظریہ، طریقہ اور عمل ایجاد کرنا بدعت ہے جو:

الف:۔ طریقۂ نبوی کے خلاف ہو کہ آپ ﷺ سے نہ قولاً ثابت ہو، نہ فعلاً، نہ صراحتاً، نہ دلالتاً، نہ اشارۃً۔

ب:۔ جسے اختیار کرنے والا مخالفت نبوی کی غرض سے بطور ضد وعناد اختیار نہ کرے، بلکہ بزعم خود ایک اچھی بات اور کارِ ثواب سمجھ کر اختیار کرے۔

ج:۔ وہ چز کس دینی مقصد کا ذریعہ ووسیلہ نہ ہو، بلکہ خود اسی کو دین کی بات سمجھ کر کیا جائے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱/ص ۴۳۸، قاموس الفقہ ج ۲/ص ۲۹۱)

سوال:۔ نئے مکان کی بنیادوں پر خون ڈالنا کیسا ہے؟

جواب:۔ بعض مسلمان نیا مکان تعمیر کرتے وقت اس کی بنیادوں پر

جو خون ڈالتے ہیں یہ گناہ کبیرہ ہے، ہندوؤں اور بت پرستوں کا عقیدہ اور شعار ہے اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج/۸، ص/۲۲۸، محقق و مدلل جدید مسائل ص/۲/۷، قرآن، آل عمران ۸۵)

سوال:۔ نئے سال (New Year) کی آمد پر خوشی منانا کیسا ہے؟

جواب:۔ نئے سال کی آمد پر جو خوشی منائی جاتی ہے اور اس خوشی کے اظہار کے لئے جو افعال اختیار کئے جاتے ہیں، مثلاً پٹاخے پھوڑنا، تالیاں بجانا، سیٹیاں بجانا، ناچ گانا کرنا، Happy New Year کہنا، یا نئے سال کی مبارکبادی دینے کے لئے موبائل سے ایک دوسرے کو SMS بھیجنا وغیرہ یہ سب ناجائز ہیں، اور اس میں شرکت یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنا ہے، جس پر سخت وعید وارد ہوئی ہے (محقق و مدلل جدید مسائل ص/۶/۷، سنن ابی داؤد، من تشبہ بقومٍ فھو منھم)

اسلام میں نحوست و بدشگونی کا حکم

سوال:۔ کیا صفر کا مہینہ خصوصاً اس کے ابتدائی تیرہ دن جس کو عرف میں تیرہ تیزی کہا جاتا ہے منحوس ہے؟

جواب:۔ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا جاہلیت کی رسم ہے مسلمان تو اس کو صفر المظفر اور صفر الخیر سمجھتے ہیں یعنی خیر اور کامیابی کا مہینہ۔ (مشکوۃ شریف، مسلم شریف حدیث نمبر ۵۷۸۹، قال رسول الله ﷺ لَا عَدْوِیَ وَلَا طِیَرَةَ وَلَاهَامَّةَ وَلَا صَفَرَ، قالَ الله تَعَالٰی قَالُوْا طَائِرُکُمْ مَّعَکُمْ،اَئِنْ ذُکِّرْتُمْ، بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ)

سوال:۔ ہمارے مذہب اسلام میں نحوست (بدشگونی) کی کیا حیثیت ہے؟ بعض لوگ پاؤں پر پاؤں رکھنے کو نحوست سمجھتے ہیں، کچھ انگلیاں چٹخانے کو نحوست سمجھتے ہیں؟ کوئی کہتا ہے کہ فلاں کام کرنے کے لئے فلاں دن

منحوس ہے؟

جواب:۔ اسلام نحوست کا قائل نہیں ہے، اس لئے کسی کام یا دن یا شخص کو منحوس سمجھنا غلط ہے، نحوست اگر ہے تو انسان کی بد عملی میں ہے یہ بد عملیاں اور نافرمانیاں خدا کے قہر اور لعنت کا موجب ہیں ان سے بچنا چاہئے ، پاؤں پر پاؤں رکھنا جائز ہے، انگلیاں چٹخانا نامناسب حرکت ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱/ص ۳۵۹)

سوال:۔ محرم، صفر، شعبان یا دو عیدوں کے درمیان شادی کرنا کیسا ہے، اس کو ناجائز اور منحوس سمجھنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب:۔ اسلام میں نحوست اور بدشگونی کا کوئی تصور نہیں، اسلام نے کوئی مہینہ ایسا نہیں بتایا جس میں نکاح ناجائز ہو، ان مہینوں اور اوقات میں شادی کرنا یا نکاح کرنا بالکل صحیح اور درست ہے اور اس کو ناجائز اور منحوس سمجھنا غلط عقیدہ ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱/ص ۳۶۰۔۳۶۱)

ماہ محرم کی بعض بدعات وخرافات کا حکم

مسئلہ:۔ ماہ محرم میں تعزیہ مع علم (جھنڈا) کے نکالنا اور اس کے ساتھ مرثیہ پڑھنا، نیز جلوس نکالنا یا شریک ہونا اور اسی طرح بہت سے بدعات وخرافات اس ماہ میں کئے جاتے ہیں خصوصاً پہلے عشرہ میں وہ سب ناجائز اور روافض کا شعار ہیں ان سے بچنا چاہئے (محقق و مدلل جدید مسائل ص/۵۷)

یوم عاشورہ کیا ہے اس دن کیا کرنا چاہئے

مسئلہ:۔ یوم عاشورہ محرم کی دسویں تاریخ کو کہتے ہیں یہ دن امم سابقہ میں فضیلت کا دن مانا جاتا تھا، ایک زمانے میں اس کا روزہ فرض تھا،

رمضان کے روزوں کی فرضیت سے اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی، البتہ استحباب اب بھی باقی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس دن کے روزہ سے اللہ تعالیٰ سال بھر کے گناہوں کو معاف کردے گا، یوم عاشورہ کے ساتھ نویں دن یا گیارہویں دن کا روزہ ملا لینا چاہیئے تاکہ یہود سے مشابہت نہ ہو۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲/ص ۵۲۹)

تنبیہ، مسئلہ:۔ بہت سے لوگ رات میں جھاڑو دینے کو غلط سمجھتے ہیں، اسی طرح بہتوں کا ماننا ہے کہ عصر کی اذان کے بعد جھاڑو نہیں دینی چاہیئے ایسا کرنے سے مصیبتیں نازل ہوتی ہیں، چپل پر چپل رکھنے سے یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے وغیرہ تو یاد رکھئے یہ ساری باتیں شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتی، ان کی حیثیت تو ہم پرستی کی ہے جو کہ بالکل بے بنیاد ہے۔ (اغلاط العوام)

اپریل فول منانا

سوال:۔ مسلمانوں کے لئے عیسائیوں کی پیروی میں اپریل فول منانا یعنی جھوٹ بول کر لوگوں کو فریب دینا یا ہنسا ہنسانا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب:۔ اپریل فول منانا شریعت اسلامیہ میں کسی بھی حالت میں جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں سراسر جھوٹ اور دھوکہ دہی سے کام لیا جاتا ہے، اور یہ دونوں چیزیں حرام ہیں نیز اس میں صنم پرستی کا تو ہم بھی پایا جاتا ہے، وہ اس طرح کہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ فرانس میں سترہویں عیسوی سے پہلے سال کا آغاز یکم جنوری کے بجائے یکم اپریل سے ہوا کرتا تھا، اس مہینے کو رومی لوگ اپنی دیوی "وینس" کی طرف منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے، جس کا ترجمہ یونانی زبان میں Aphro Dite کہا جاتا ہے، اور شاید اسی یونانی نام سے مشتق کر کے

اس مہینے کا نام اپریل رکھ دیا گیا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲/ص ۵۲۰)

مروجہ رسم قرآن خوانی اور ایصال ثواب وغیرہ کا حکم

سوال:۔ قرآن خوانی اور ایصال ثواب کرنا کیسا ہے؟

جواب:۔ مروجہ رسم قرآن خوانی اسلاف سے ثابت نہیں ہے، البتہ ایصال ثواب احادیث سے ثابت ہے، مگر اس کے لئے مجلس کا اہتمام پھر شیرینی تقسیم کرنا یہ سب کسی آیت قرآنی یا حدیث نبوی ﷺ یا فعل صحابہؓ وغیرہ سے ثابت نہیں۔

مروجہ قرآن خوانی محض ایک رسم بن چکی ہے، اس میں تلاوت قرآن پر اجرت لینا و دینا خواہ اجرت طے کی جائے یا مشہور و معروف ہونے کی وجہ سے دل ہی میں مخفی رکھی جائے، خواہ روپئے کی شکل میں ہو یا کپڑا، غلہ کھانا وغیرہ کی شکل میں ہو، بہر صورت مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے، اسی طرح میلاد کا بھی یہی حکم ہے۔ (احسن الفتاوی ج ۱/ص ۳۶۱)

مزاروں پر چڑھاوے چڑھانا اور منت ماگنا

مسئلہ:۔ مزاروں پر چڑھاوے چڑھانا اور منتیں مانگنا بدعت وحرام ہے، لہذا اس سے کلی اجتناب ضروری ہے (ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۹۰)

قبر پر پھول ڈالنا، اگربتیاں جلانا اور پانی چھڑکنا

مسئلہ:۔ میت کو دفن کرنے کے بعد پانی چھڑکنا جائز ہے، کیونکہ آپؐ نے حضرت سعدؓ اور اپنے بیٹے حضرت ابراہیمؓ کی قبر پر پانی چھڑکا تھا اور حضرت عثمان بن مظعونؓ کی قبر پر چھڑکنے کا حکم دیا تھا، پھول ڈالنا خلاف سنت اور بدعت ہے، اگربتیاں جلانا مکروہ وممنوع ہے۔ (شامی ج ۲/ص ۲۳۷)

دعا میں کسی نبی یا ولی کو وسیلہ بنانا

مسئلہ:۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتے وقت اپنی حاجت طلب کرنے میں کسی نبی یا ولی کو بطور وسیلہ کے ذکر کرنا اور یوں کہنا کہ ائے اللہ فلاں نبی یا ولی کے وسیلہ سے میرے حال پر رحم فرما اور میری حاجت پوری کر، یہ جائز اور مسنون ہے، اور اجابت دعا میں نہایت مؤثر ہے۔ (بخاری شریف حدیث نمبر ۵۹۷)

سہرا باندھنا

مسئلہ:۔ شادی کے موقع پر دولہا کو سہرا باندھنا اصل میں ہندوانہ رسم ہے، جو کہ ہندوستان کے بے علم یا بے عمل مسلم خاندانوں میں بھی ہندؤوں کے اختلاط سے باقی رہ گئی ہے، اس کو ترک کرنا لازم ہے، حدیث مں ارشاد ہے کہ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے اور اس کا حشر قیامت کے دن انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا، اسی طرح سے دلہن پر قرآن کا سایہ کرنا یہ سب امور بدعات میں سے ہے۔ (ابن ماجہ ۴۵)

شب برأت کی رسمیں و عرس و قوالی کرنے کا شرعی حکم

مسئلہ :۔ شب برأت میں حلوہ پکانا، اس شب گھروں، مسجدوں اور قبروں پر چراغاں کرنا، عود اور اگر بتی سے معطر کرنا یہ سب امور خلاف سنت اور رسوم جاہلیت ہیں جن سے بچنا اشد ضروری ہے۔

اسی طرح عرس منانا، قوالی کرنا اور کرانا، طبلہ اور سارنگی بجانا اور ایسی محفلوں میں شریک ہونا نامناسب ناجائز اور بدعت ہے، بہت سے لوگ ان برے کاموں کو بڑے اولیاء اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں یہ سراسر ان

بزرگوں پر تہمت ہے، فتوی بزازیہ میں اس کے ناجائز ہونے پر ائمہ اربعہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ (مردوں کے تین سو فقہی مسائل ص ۴۰ ـ ۴۶)

فرقہ غلام احمد قادیانی

سوال:۔ قادیانی کون ہے؟ کیا قادیانی واقعۃً نبی ہے؟ جھوٹے نبی کا انجام کیا ہے؟

جواب:۔(۱) قادیان ضلع گورداس پور ''پنجاب'' کا ایک قصبہ ہے، یہیں مرزا غلام احمد کی پیدائش ہوئی تھی، اس نے پہلے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا پھر اس کے بعد نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، اور اپنا ایک مستقل دین قائم کیا، اور اس پر ایمان لانے والوں کو صحابہ کا ہم رتبہ قرار دیا، اور اس کی بیوی کو ام المؤمنین کا لقب دیا، اس کے ملت و مذہب پر ایمان لانے والے فرقہ کو فرقۂ قادیانیت کہا جاتا ہے۔

(۲) قادیانی نبی کیسے ہوسکتا ہے جب کہ آپ ؐ کے بعد نبوت کا حصول ممکن نہیں، اس لئے وہ نبی نہیں ہوسکتا۔

(۳) جھوٹے نبی کا انجام مرزا غلام احمد قادیانی جیسا ہوتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرتا ہے، چنانچہ جھوٹے مدعیان نبوت کو اللہ نے ذلیل کیا، خود مرزا قادیانی منہ مانگی ہیضے کی موت مرا، اور دم واپسیں ''دونوں راستوں سے نجاست خارج ہو رہی تھی'' ایسی بیماری میں مبتلا ہوا، اور اس سے بھی برا انجام آخرت میں ہوگا۔ (محقق و مدلل جدید مسائل ص ۵۲، بخاری شریف حدیث نمبر ۳۴۵۵)

سوال:۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کیا تھے؟

جواب:۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کے عقائد ، دعوی یہ ہیں کہ آپ ؐ خاتم النبیین نہیں تھے، خدا کی وحی آپ ؐ کے ساتھ منقطع

نہیں ہوئی ، مہدی موعود قریش خاندان سے نہیں ہونا چاہئے، مسیح موعود نبی ہوں گے، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پیر ہیں، (محقق ومدلل جدد مسائل ص ۵۲) اس کے علاوہ بھی بہت سے غلط عقائد ونظرات ہیں ان سے ہم سب کو بچنا چاہئے۔

اہل سنت والجماعت کے عقائد یہ ہیں کہ آپؐ پر ہی خدا کی وحی منقطع ہوچکی ہے، اور وحی نام ہے اس کلام اللہ کا جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا، اور جب سلسلۂ نبوت ہی ختم ہو چکا تو وحی بھی منقطع ہوچکی ہے، مہدی موعود قریش خاندان سے ہوں گے، جیسا کہ آپؐ کا فرمان ہے'' **لا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ** '' دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک عربوں کا بادشاہ میرے اہل بیت سے ایک آدمی نہ بن جائے جس کا نام میرے نام جیسا یعنی محمد ہوگا، مہدی موعود نبی نہیں ہوں گے بلکہ وہ اس امت کے حاکموں کی طرح ایک حاکم ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ انسان جیسے ہاتھ پیر سے منزہ و بے نیاز ہے، اور جہاں قرآن کریم میں وجہ، ید، نفس وغیرہ کا ذکر آیا ہے اس کی کیفیت اللہ ہی کے شایان شان ہے، **لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ** (شوریٰ ۱۱) (محقق ومدلل جدید مسائل ص ۵۳۔۵۴)

سوال:۔ قادیانی کو نبی ماننا یا مسلمان سمجھنا کیسا ہے؟ کیا ان سے تعلقات جائز ہے؟

جواب:۔ قادیانی کو جو نبی مانے وہ کافر ہے، یا جو اس کی چکنی باتوں میں آکر ان کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ان کی باتوں سے راضی رہتے ہیں تو وہ معذور نہیں سمجھے جائیں گے، کافر مرتد کا فتویٰ ان پر بھی لگے گا، کیونکہ دنیا بھر کے علماء امت نے یہ فیصلہ دے دیا ہے کہ قادیانی مرتد و کافر ہے، ان کو نبی ماننا تو دور مسلمان سمجھنا بھی درست نہیں ہے، مرتدوں سے تعلقات رکھنا جائز نہیں وہ اللہ

اور رسول کے باغی ہیں، باغیوں سے روابط رکھنے والا بھی باغیوں کی صف میں شمار کیا جاتا ہے، قادیانیوں سے کسی بھی طرح کے تعلقات مثلاً اشتراک تجارت (خرید وفروخت) قربانی یا ان سے رشتہ قائم کرنا، ان کی دعوت قبول کرنا، یا ان کو بلانا کوئی بھی تعلقات درست نہیں، اس لئے کہ غیر مسلم دو طرح کے ہوتے ہیں ایک مرتد وزندیق جیسے قادیانی ان کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعلق درست نہیں، یہ باغی ہیں۔

دوسرے یہود ونصاریٰ اور دیگر مذاہب کے غیر مسلم ان کے ساتھ دل سے دوستانہ تعلق جائز نہیں، لیکن حسن سلوک ان کے ساتھ جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے، ان کو حتی الوسع راحت پہونچانا اور اخلاق ومروت سے پیش آنا چاہئے، ان کے ساتھ لین دین بھی جائز ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲ ص ۱۰۰ تا ۱۲۸)

کتاب الطہارت

(پاکی کی اہمیت)

شریعت اسلامی میں طہارت اور پاکی کی بڑی اہمیت ہے، اس لئے کہ نماز جیسی اہم ترین اسلامی عبادت کی صحت طہارت پر موقوف ہے، اگر طہارت ہی نہ ہوتو یہ عبادت معتبر نہیں ہوتی، ارشاد نبوی ہے:

مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ۔ نماز کی چابی طہارت ہے۔ (ترمذی) اور دوسری جگہ ارشاد ہے: **لَا تُقْبَلُ صَلَاۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ**۔ کوئی نماز بغیر طہارت کے معتبر نہیں ہے، (ترمذی شریف)

طہارت کی عظمت بیان کرتے ہوئے ایک حدیث میں آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ**۔ پاکی آدھا ایمان ہے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے: **اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ**۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے اور پسند آتے ہیں گندگی سے بچنے والے۔

وضو کا بیان

وضو کرنے والوں کو چاہیئے کہ وضو کرتے وقت قبلہ ''پچھّم'' کی طرف منہ کرکے کسی اونچی جگہ بیٹھیں تاکہ چھینٹیں اڑکر اوپر نہ پڑیں، وضو شروع کرتے وقت دل میں وضو کی نیت رکھتے ہوئے وضو کی دعا پڑھیں اور وضو کریں۔

وضو کے فرائض وواجبات

مسئلہ:۔ وضو میں فقط چار چیزیں فرض ہیں:

(۱) ایک مرتبہ پورا چہرہ دھونا (۲) ایک ایک دفعہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھلنا (۳) ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) ایک ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھلنا۔ (یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَاقُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اِلیٰ آخِرِ الآیَۃِ المائدہ ٦)

وضو کی سنتیں درج ذیل ہیں:

(۱) وضو کی نیت کرنا (۲) بسم اللہ پڑھنا (۳) پہلے تین مرتبہ گٹوں تک دونوں ہاتھ دھلنا (۴) تین بار کلی کرنا (۵) مسواک کرنا (٦) تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا (۷) پورے سر کا مسح کرنا (۸) کانوں کا مسح کرنا (۹) ہر عضو کو تین تین مرتبہ اچھی طرح دھلنا (۱۰) ڈاڑھی، ہاتھ اور پیر کی انگلیوں کا خلال کرنا (۱۱) ترتیب سے وضو کرنا (۱۲) مسلسل وضو کرنا کہ ایک عضو کے سوکھنے سے پہلے دوسرا دھل لیں۔ (نور الایضاح)

سوال:۔ وضو کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:۔ وضو کی تین قسمیں ہیں: (۱) اول وہ ہے جو فرض ہے محدث پر نماز کے واسطے اگرچہ نفل ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت کے واسطے، قرآن چھونے کے واسطے اگرچہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو۔

(۲) دوسرا وضو واجب ہے طواف کعبہ کے لئے۔

(۳) اور تیسری قسم مستحب ہے، پاکی کی حالت پر سونے کے لئے، اور جب نیند سے بیدار ہو تو ہمیشہ باوضو رہنے کے لئے۔ (تکمیل الایضاح شرح نور الایضاح ص ۴۱)

وضو میں کتنی چیزیں مکروہ ہیں؟

جواب:۔ وضو میں چھ چیزیں مکروہ ہیں (۱) پانی زیادہ خرچ کرنا (۲) پانی خرچ کرنے میں بہت زیادہ کمی کرنا (۳) پانی سے چہرہ پر مارنا (۴) وضو کے دوران دنیاوی بات چیت کرنا (۵) بلا عذر کسی سے مدد لینا (۶) سر کا نئے پانی سے تین مرتبہ مسح کرنا۔ (نور الایضاح ص ۴۰)

سوال وضو کو توڑنے والی کتنی چیزیں ہیں؟

جواب:۔ نواقض وضو نور الایضاح میں بارہ کا ذکر کیا ہے، بہشتی زیور اور شامی وغیرہ میں آٹھ کا ذکر ہے، عموماً آٹھ مشہور ہیں جس کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

(۱) پاخانہ پیشاب کرنا یا ان دونوں راستوں سے کسی اور چیز کا نکلنا (۲) اگلی پچھلی شرمگاہ سے خلاف عادت کسی چیز کا نکلنا (مثلاً استحاضہ کا خون، کیڑا، کنکری وغیرہ) (۳) بدن کے کسی حصہ سے نجاست کا نکلنا (مثلاً خون، پیپ، مواد یا بیماری کی وجہ سے نجس پانی) (۴) منہ بھر قے کرنا (۵) لیٹ کر یا سہارا لگا کر سو جانا (۶) بے ہوشی، پاگل پن اور نشہ سے (۷) نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا (۸) مباشرت فاحشہ (یعنی بلا کسی رکاوٹ کے شرمگاہ کا شرمگاہ سے ملانا، خواہ مرد کا عورت سے ہو، یا مرد کا مرد سے، یا عورت کا عورت سے۔ (احسن الہدایہ ج ۱ ص ۹۰)

مسئلہ:۔ اگر کوئی زخم ہو اور اس سے کیڑا نکلے، یا گوشت کٹ کر گر جائے اور خون بالکل نہ نکلے تو وضو نہیں ٹوٹتا، اگر خون نکل آئے تو وضو جاتا رہتا ہے۔

مسئلہ:۔ زخم سے ذرا ذرا خون نکلے اور اس پر کچھ لگا دیں یا کپڑے سے پوچھ لیں پھر ذرا سا نکلے اور پوچھ لیں اس طرح کئی دفعہ کیا کہ خون بہنے نہ پایا تو غور کریں، اگر ایسا معلوم ہو کہ پونچھا نہ جاتا تو بہہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائے گا، اور اگر ایسا ہو کہ پونچھا نہ جاتا تب بھی نہ بہتا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ:۔ سیرنج یا کسی اور طریقے سے بہہ پڑنے کی مقدار خون نکلوانے سے بھی وضوٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ:۔ وضو کی حالت میں انجکشن لگوانے میں اگر سوئی کے اندر خون نہ آئے جیسا کہ گوشت اور کھال میں لگنے والے انجکشن میں ہوتا ہے تو وضو نہیں ٹوٹتا، اور اگر سوئی میں بہہ پڑنے کی مقدار خون آجائے جیسا کہ کبھی کبھی رگ میں انجکشن لگانے میں ہوتا ہے تو وضوٹوٹ جائے گا۔ (کتاب المسائل ج ۱/ص ۱۶۰)

مسئلہ وضو کی حالت میں گلوکوز وغیرہ چڑھانے میں اگر کچھ خون سوئی یا نلکی میں آجائے تو وضوٹوٹ جائے گا، اور اگر بالکل خون نہ آئے صرف گلوکوز اندر جاتا رہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (کتاب المسائل ج ۱/ص ۱۶۱)

مسئلہ:۔ ناف یا پستان سے کسی اندرونی بیماری کی وجہ سے پانی نکلا تو وضو جاتا رہتا ہے، اسی طرح اگر کان سے تکلیف کے ساتھ پانی نکلے تو وضوٹوٹ جائے گا، اور اگر تکلیف نہ ہو تو نہیں ٹوٹے گا۔ (کتاب المسائل ج ۱/ص ۱۶۲)

اگر قے ہو اور اس میں کھانا پانی یا پت گرے تو اگر منہ بھر قے ہوئی ہو تو وضوٹوٹ جائے گا اور اگر منہ بھر کر نہ ہوئی ہو تو نہیں ٹوٹے گا، اور منہ بھر کر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مشکل سے منہ بند کر سکے (کتاب المسائل ج ۱/ص ۱۶۵)

مسئلہ:۔ اگر قے میں صرف بلغم نکلے تو وضو نہیں ٹوٹتا چاہے بلغم کم ہو یا زیادہ، لیکن اگر قے میں پتلا اور بہتا ہوا خون گرے اور منہ بھر ہو تو وضوٹوٹ جائے گا اور اگر کم ہو تو نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ:۔ اگر تھوڑی تھوڑی کر کے کئی دفعہ قے ہوئی لیکن ایک ہی متلی سے ہوئی ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ اگر سب ملا کر اتنی ہے کہ اگر ایک دفعہ ہوئی تو منہ بھر جاتا، تب تو وضوٹوٹ جائے گا، ورنہ نہیں۔

مسئلہ:۔ مرد کے پیشاب کے مقام سے جب عورت کے پیشاب کا مقام صرف مل جائے، اور کچھ کپڑا وغیرہ بیچ میں حائل نہ ہو (یعنی رکاوٹ) تو وضوٹوٹ جاتا ہے، ایسے ہی اگر دو عورتیں اپنے پیشاب کے مقامات ملائیں تب بھی وضوٹوٹ جاتا ہے، مگر یہ بہت گندی حرکت اور گناہ کی بات ہے۔ (گلدستۂ احکام مستند ومختصر ص/۳۵)

مسئلہ:۔ وضو کے بعد ناخن کٹانے یا زخم کے اوپر کی بے جان کھال نوچ ڈالنے سے وضو میں کوئی نقصان نہیں آتا، نہ وضو دہرانے کی ضرورت ہے، اور نہ اتنی جگہ کے دوبارہ تر کرنے کا حکم ہے (آپ کے مسائل اوران کا حل ج/۲ص/۴۹)

مسئلہ:۔ بچے کو دودھ پلانے سے ماں کا وضونہیں ٹوٹتا، بلکہ باوضو پلانا پسندیدہ ہے (آپ کے مسائل اوران کا حل ج/۲ص/۴۹)

جس چیز کے نکلنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے وہ چیز بھی ناپاک ہوتی ہے، اور جس کے نکلنے سے وضونہیں ٹوٹتا وہ ناپاک بھی نہیں ہوتی۔

اگر وضو کرنا خوب یاد ہے اور اس کے بعد وضوٹوٹنا اچھی طرح یاد نہیں کہ ٹوٹا ہے یا نہیں، تو اس کا وضو باقی سمجھا جائے گا، لیکن دوبارہ وضو کرلینا بہتر ہے۔ (احسن الفتاوی ج/۲ص۲۹)

مسئلہ:۔ بے وضو قرآن مجید کا چھونا درست نہیں ہے، ہاں اگر ایسے کپڑے سے چھولیں جو بدن سے جدا ہو تو درست ہے، پہنے ہوئے دوپٹہ یا کرتے کے دامن سے چھونا درست نہیں، البتہ زبانی پڑھنا، یا بنا ہاتھ لگائے کھلے ہوئے قرآن شریف سے دیکھ کر پڑھنا درست ہے۔ (کتاب المسائل ج/اص/۱۸۳)

مسئلہ:۔ جس تعویذ یا پلیٹ میں قرآن کی آیت لکھی ہو، اسے بھی بنا وضو کے ہاتھ لگانا درست نہیں ہے۔ (کتاب المسائل ج/اص/۱۸۲)

مسئلہ:۔ موبائل اسکرین پر اگر قرآن کریم کھلا ہوا ہوتو وہ قرآن کے حکم میں ہے اس کو بغیر وضو کے چھونا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ وضو کے بعد اپنے یا دوسرے کی شرمگاہ پر نظر پڑنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، نہ ہاتھ لگانے یا دوا وغیرہ کے لگانے سے، عوام میں جو مشہور ہے کہ دیکھنے سے یا کھل جانے سے ٹوٹ جاتا ہے وہ غلط ہے۔ (کتاب المسائل ج ۱/ص ۱۵۹)

مسئلہ:۔ سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں مہندی یا کسی اور چیز کا خضاب لگانا جائز ہے، بس دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے، ایک یہ کہ کالا رنگ نہ ہو، دوسرے یہ کہ اس کیمیکل کی پرت بالوں پر نہ چڑھے، کالے رنگ کا خضاب جائز نہیں ہے، اور اس کیمیکل کی پرت چڑھے تو اس کے رہتے ہوئے وضو اور غسل درست نہیں ہوگا۔ (دارالافتاء دارالعلوم دیوبند)

مسئلہ:۔ غسل کرنے سے وضو بھی ہو جاتا ہے، مگر واجب غسل کے لئے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص کی بھویں اتنی گھنی ہوں کہ اوپر سے کھال نظر نہ آتی ہو تو ان کے اوپر سے پانی بہا دینا کافی ہے، البتہ اگر کھال نظر آئی ہو تو اوپر سے پانی بہا دینا کافی نہ ہوگا۔ (کتاب المسائل ج ۱/ص ۱۴۴)

سوال:۔ کیا خون ٹیسٹ کرانا (جو اسپتال میں مروج ہے) ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ اس میں خون خود سے نکلا نہیں بلکہ نکالا جاتا ہے؟

جواب:۔ وضو ٹوٹنے کے لئے خون کا خود نکلنا یا نکالنا کسی کا دونوں برابر ہیں، لہذا جس طرح خون نکلنا ناقض وضو ہے اسی طرح خون نکالنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (احسن الفتاوی ج ۲/ص ۲۷)

وضو کے آداب

وضو کے آداب چودہ ہیں:

(۱) کسی اونچی جگہ پر بیٹھنا (۲) قبلہ کی طرف رخ کرنا (۳) کسی سے وضو کرتے وقت مدد نہ لینا (۴) لوگوں جیسی باتیں (فضول گوئی) نہ کرنا (۵) دل سے ارادہ اور زبان سے تکلم کرنا (یعنی نیت دل سے کی جاتی ہے اس کے ساتھ اگر زبان سے بھی الفاظ استعمال کرلے کہ میں وضو کررہا ہوں تو بہتر ہے) (۶) اور دعاءِ مسنونہ کا پڑھنا (۷) ہر عضو کے دھوتے وقت بسم اللہ پڑھنا (۸) اوراپنی خنصر (یعنی چھوٹی انگلی) کو کان کے سوراخ میں ڈالنا (۹) اپنی کشادہ انگوٹھی کو حرکت دینا (۱۰) ناک اور منہ میں اپنے دائیں ہاتھ سے پانی ڈالنا اور بائیں ہاتھ سے صاف کرنا (۱۱) وقت کے آنے سے پہلے غیر معذور کے لئے وضو کرنا (۱۲) وضو کے بعد شہادتین کا پڑھنا (۱۳) کھڑے ہوکر بچے ہوئے پانی کا پینا (۱۴) اور وضو کے بعد کی دعا پڑھنا۔ **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ .**

اے اللہ مجھے بہت توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں شامل کردے۔ (نورالایضاح ص/۱۴۸)

سوال:۔ وضو میں بسم اللہ کیسے پڑھیں؟

جواب:۔ وضو کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا مطلقاً مسنون ہے اور بعض احادیث شریفہ میں اس موقع پر درج ذیل الفاظ کی فضیلت وارد ہوئی ہے ''بسم اللہ والحمد للہ'' اس لئے ان کلمات کے پڑھنے کا اہتمام کرنا بہتر ہے، اور ایک یہ بھی دعا منقول ہے۔ **بِسْمِ اللہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ** ،اس اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو عظمت داں ہے اور تمام تعریفیں اس اللہ

کے لئے ہے جس نے دین اسلام کی دولت عطا فرمائی۔ (کتاب المسائل ج ۱ / ص ۱۵۱)

وضو کے درمیان پڑھی جانے والی دعائیں

کلی کرتے وقت کی دعا:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ، شروع اللہ کے نام سے یا اللہ! تلاوت قرآن، اپنے ذکر و شکر اور اچھی طرح عبادت پر میری مدد فرما۔

ناک میں پانی ڈالتے وقت:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَةَ النَّارِ .

یا اللہ مجھے جنت کی خوشبو عطا کر اور جہنم کی بدبو سے محفوظ کر۔

چہرہ دھوتے وقت:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِیْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ .

یا اللہ اس دن میرا چہرہ سفید رکھنا جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض چہرے سیاہ ہوں گے۔

دایاں ہاتھ دھوتے وقت:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِيَمِيْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَاباً يَّسِيْراً .

یا اللہ میرا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دینا اور میرا حساب آسان کرنا۔

بایاں ہاتھ دھوتے وقت:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ .

یا اللہ میرا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں نہ دینا اور نہ ہی پیٹھ پیچھے سے۔

سر کا مسح کرتے وقت:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ .

یا اللہ اس دن مجھے اپنے عرش کے سائے میں رکھنا جس دن تیرے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

دونوں کانوں کا مسح کرتے وقت:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ .

یا اللہ مجھے ان لوگوں میں سے کردے جو خوب توبہ کرتے ہیں اور تیری بات کو غور سے سنتے ہیں اور اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔

گردن کا مسح کرتے وقت:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقْبَتِیْ مِنَ النَّارِ ۔

یا اللہ! میری گردن کو جہنم کی آگ سے آزاد رکھنا۔

دایاں پاؤں دھوتے وقت:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ.

یا اللہ اس دن پل صراط پر مجھے ثابت قدم رکھنا جب (کچھ لوگوں کے) قدم پھسلیں گے۔

بایاں پاؤں دھوتے وقت:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّ سَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ .

یا اللہ! میرے گناہ بخش دے، میری کوشش قبول فرما، اور میری تجارت

میں نقصان نہ ہو۔

وضو سے فارغ ہو کر آسمان کی طرف نظر کر کے یہ دعا پڑھنا مسنون ہے:

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ.

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ واجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ.

اے اللہ! تو مجھے توبہ کرنے والوں میں اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں میں شامل فرمادے۔

نیز دعا کے بعد درود شریف بھی پڑھے، حدیث میں ہے کہ جو شخص وضو کے بعد یہ دعا پڑھے تو آسمان کے آٹھوں دروازے اس کے لئے کھول دئے جاتے ہیں جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے، نیز حدیث میں آتا ہے کہ جس نے وضو میں مجھ پر یعنی محمد ﷺ پر درود نہ پڑھا اس کا وضو نہ ہوا۔ (دارالافتاء دارالعلوم دیوبند)

نیز وضو کے دوران پڑھی جانے والی ایک یہ بھی دعا ہے جو عام طور سے مشہور بھی ہے اور لوگ اسے پڑھتے بھی ہیں وہ یہ ہیں: **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ.**

اے اللہ! میرے گناہ کو معاف فرما دیجئے، میرے گھر میں وسعت عطا فرما دیجئے، اور میرے رزق میں برکت عطا فرمائیے۔

نوٹ:۔ یہ تمام دعا خیر الفتاوی ج ۲/ص ۷۱-۷۲ پر موجود ہے۔

سوال:۔ اٹیچ باتھ روم میں بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:۔ اٹیچ باتھ روم میں اگر نجاست سامنے نہ ہو تو وضو کرتے وقت زبان سے بھی بسم اللہ پڑھ سکتے ہیں، لیکن اگر نجاست ظاہر ہو تو زبان سے

بسم اللہ نہ پڑھیں، بلکہ دل دل میں پڑھ لیں، اسی طرح ستر کھلے ہوئے ہونے کی حالت میں بسم اللہ پڑھنا منع ہے۔ (کتاب الفتاوی ج ۲/ص ۴۳)

سوال:۔ کیا ٹوتھ برش مسواک کی سنت کا بدل ہے؟

جواب:۔ مسواک میں دو چیزیں مطلوب ہیں ایک آپ ﷺ کی اتباع، دوسرے منہ اور دانتوں کی صفائی، ٹوتھ پیسٹ اور برش کے استعمال سے دوسری چیز تو حاصل ہو جائے گی، مگر اتباع سنت کا ثواب نہیں ملے گا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲/ص ۴۳)

سوال:۔ جس شخص کو وضو اور غسل میں وسوسہ (شک) ہوتا ہو تو ایسا شخص کیا کرے؟

جواب:۔ جس شخص کو وہم کی بیماری ہو اور اسے بار بار اعضائے وضو دھونے کے بعد بھی اطمینان نہ ہوتا ہو اس پر لازم ہے کہ تین مرتبہ سے زیادہ ہرگز نہ دھوئے، اور شک پر عمل نہ کرے (ورنہ وسوسہ ڈالنے والا شیطان اسے کبھی چین سے رہنے نہیں دیگا) اور اگر تین مرتبہ کے بعد پانی بہاتا رہے گا تو شکی شخص گنہگار بھی ہوگا۔ (شامی بیروت ج ۱/ص ۲۱۶)

ریل گاڑی میں پانی موجود نہ ہو تو وضو کس طرح کریں

سوال:۔ چلتی ٹرین میں وضو کے لئے اگر پانی نہ ملے تو کس طرح نماز ادا کرے؟ کیا ایسی صورت میں تیمّم کرنا صحیح ہے؟

جواب:۔ ٹرین میں اگر پانی نہ ملے تو مسئلہ یہ ہے کہ اگر یقین ہو کہ نماز کے وقت کے اندر ٹرین کسی اسٹیشن تک پہونچ جائے گی، اور پانی مل جائے گا تو نماز مؤخر کرنا مستحب ہے، اگر پانی مل جائے تو وضو کر کے نماز ادا کرے اور

اگر نہ ملے اور وقت ختم ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمّم کر کے نماز ادا کرے، پھر اگر دوران نماز ہی کوئی اسٹیشن وغیرہ آجائے جہاں پانی ملنا یقینی ہو تو اس نماز کو توڑ کر از سر نو (شروع سے) ادا کرے، اور اگر نماز ختم کرنے کے بعد اسٹیشن وغیرہ آیا جہاں پانی ملنے کا یقین ہو تو اب اس کو دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں نماز ہو گئی۔ (فتاوی دار العلوم ج ۱ /ص ۲۴۶ تا ۲۵۳)

ٹرین میں تیمّم صحیح ہونے کی شرطیں

مسئلہ:۔ ٹرین میں تیمّم کے صحیح ہونے کے لئے درج ذیل شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱) ریل گاڑی کے کسی دوسرے ڈبے میں بھی پانی نہ ہو۔

(۲) راستہ میں کم از کم ایک میل شرعی یا اس سے دور کہیں پانی کے وجود کا علم نہ ہو۔

(۳) ریل گاڑی کے تختہ پر اتنی مقدار میں غبار ہو کہ بخوبی ہاتھ کو لگے۔

(۴) کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔

(۵) قبلہ رخ پڑھے، اگر قبلہ معلوم نہ ہو تو تحری (غور و فکر) کرے پھر جدھر دل شہادت دے اس طرف رخ کرے، ان میں سے کسی ایک شرط پر بھی قدرت نہ ہو تو جیسے بھی ممکن ہو پڑھ لے مگر بعد میں قضا کرے۔ (احسن الفتاوی ج ۲ /ص ۵۵)

غسل کے مسائل

(غسل جنابت کا اہتمام)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّھَّرُوْا ، (النساء۴۳)

اور اگر تم جنابت (ناپاکی) کی حالت میں ہو تو خوب اچھی طرح پاکی حاصل کرو۔

اور احادیث شریفہ میں بلا عذر مسلسل ناپاک رہنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: لَاتَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتاً فِیْہِ صُوْرَۃٌ وَلَا کَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ (ابوداؤد شریف حدیث ۲۲۷)

رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں تصویر، کتا یا جنبی (ناپاک) شخص ہو، یہاں جنبی سے مراد وہ شخص ہے جو بلا عذر غسل میں اتنی تاخیر کرے کہ نماز قضا ہو جائے ، اسی بنا پر غسل جنابت کا خاص اہتمام کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اور برابر ناپاک رہنا بہت بڑی محرومی اور بدنصیبی کی بات ہے، اس ناپاکی کا دل پر بھی بہت برا اثر مرتب ہوتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان غسل کے ضروری مسائل سے واقف رہے، اور اس میں قطعاً کوتاہی نہ کرے، اسی مناسبت سے ذیل میں کچھ اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں، پہلے نجاست کی قسمیں، پھر پانی کے اقسام اور پھر غسل کے احکام بالترتیب ذکر کئے جائیں گے، انشاء اللہ۔

مسئلہ:۔ نجاست کی دو قسمیں ہیں (۱) حقیقیہ، پھر اس کی بھی دو قسمیں

ہیں(۱)غلیظہ(۲)خفیفہ۔

(۲) دوسری قسم حکمیہ، اس کی بھی دو قسمیں ہیں(۱) حدث اصغر(۲) حدث اکبر۔

نجاست حقیقیہ وہ ہے جو دیکھنے میں آتی ہے اور شریعت نے اسے ناپاک قرار دیا ہے۔

نجاست غلیظہ: امام صاحب کے نزدیک وہ نجاست ہے جس کے نجس ہونے پر نص وارد ہو اور اس کے خلاف کوئی نص نہ ہو اور صاحبین کے نزدیک نجاست غلیظہ وہ نجاست ہے جس کے نجس ہونے پر ائمہ کا اتفاق ہو اور اگر اختلاف ہو تو نجاست خفیفہ ہے، نجاست غلیظہ کی مثال، جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ، نجاست غلیظہ مقدار درہم معاف ہے، عالمگیری میں ہے: **النجاسة نوعان: الاول المغلظة وعفی منها قدر الدرهم کل مایخرج من بدن الانسان مما یوجب خروجه الوضوء او الغسل فهو مغلظ کالغائط.**

نجاست خفیفہ: اگر کپڑے، عضو یا بدن پر لگی ہو تو دیکھا جائے گا کہ اگر نجاست خفیفہ اس حصے کے چوتھائی حصے سے کم پر ہے تو معاف ہے اور اگر چوتھائی یا اس سے زائد پر ہے تو دھونا ضروری ہوگا، نجاست خفیفہ کی مثال: جیسے گائے، بھینس، بکرے، دنبے اور حلال جانوروں کا پیشاب وغیرہ نجاست خفیفہ ہے، بدن، کپڑے، آستین، کرتا، پاجامہ یا کلی کے چوتھائی حصے سے کم پر اگر لگ جائے تو معاف ہے، دھوئے بغیر نماز پڑھ سکتے ہیں، اس سے زیادہ پر لگ گئی ہو تو دھوئے بغیر نماز نہ ہوگی۔

والنوع الثانی المخففة: وعفی منها مادون ربع الثوب، کما فی اکثر المتون وربع العضو المصاب کالید والرجل ان کان

بدنا وصححه صاحب التحفة وعليه الفتوى كذا فى البحر الرائق.

دوسری قسم نجاست حکمیہ ہے: نجاست حکمیہ اسے کہتے ہیں جو بظاہر دیکھنے میں نہ آئے، لیکن شریعت کا حکم ہونے کی وجہ سے ناپاک مان کر پاکی حاصل کرنا فرض ہوتا ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱) حدث اکبر: جیسے منی اس کے خروج سے غسل واجب ہوتا ہے۔

(۲) حدث اصغر: جیسے ریح، اس کے خارج ہونے سے وضو واجب ہوتا ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۳ ص ۵۶)

پانی کے اقسام

بنیادی طور پر پانی کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) طاہر مطہر: یعنی وہ پانی جو خود بھی پاک ہو اور پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو، جیسے ماء مطلق جس کے ساتھ کوئی دوسری چیز شامل نہ ہو، مثلاً دریا اور نہر اور چشمہ کا پانی وغیرہ۔

(۲) طاہر مطہر مکروہ: جو خود بھی پاک ہو، پاک کرنے والا بھی ہو، لیکن دوسرا پانی موجود ہو تو اس کا استعمال مکروہ ہے، جیسے بلی کا جھوٹا۔

(۳) طاہر غیر مطہر: جو خود پاک ہو لیکن پاک کرنے والا نہ ہو (یعنی اس سے دوبارہ وضو، غسل معتبر نہ ہو) جیسے ماء مستعمل (استعمال کیا ہوا پانی) جس سے حدث حکمی زائل کیا گیا ہو، البتہ ماء مستعمل سے نجاست حقیقیہ زائل کی جا سکتی ہے، مثلاً ناپاک کپڑا دھویا جا سکتا ہے۔

(۴) نجس (ناپاک پانی) یعنی وہ پانی جس میں کوئی نجاست مل گئی ہو، اب اگر وہ قلیل ہے تو نجاست پڑتے ہی پورا پانی نجس ہو جائے گا، اور اگر ماء

کثیر ہے تو نجاست کا حکم اس وقت ہو گا جب کہ نجاست کا اثر (ذائقہ، رنگ یا بو) پانی میں ظاہر ہو جائے۔

(۵) مشکوک پانی: یہ وہ ہے جس میں گدھے یا خچر نے منہ ڈالا ہو، اس کا حکم یہ ہے کہ دیگر پانی کے رہتے ہوئے اس سے وضو وغیرہ نہ کرے، اور اگر دیگر پانی موجود نہ ہو تو اس سے وضو کرلے لیکن بعد میں تیمّم بھی کرے۔ (نورالایضاح)

مسئلہ:۔ وہ پانی جس سے پاکی حاصل کرنا جائز ہے وہ پانی سات قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) آسمان کا پانی (۲) دریا کا پانی (۳) نہر کا پانی (۴) کنویں کا پانی (۵) برف سے پگھلا ہوا پانی (۶) اولے کا پانی (۷) چشمہ کا پانی۔ (نورالایضاح)

غسل کی قسمیں

فقہاء نے لکھا ہے کہ پانچ طرح کے غسل فرض ہیں:

(۱) حیض سے پاکی پر غسل کرنا (۲) نفاس سے پاکی پر غسل کرنا (۳) التقاء ختانین (ایک شرمگاہ کا دوسرے شرمگاہ سے ملنا) اور سپاری کے چھپ جانے سے (۴) خواب میں انزال (احتلام) پر غسل کرنا (۵) شہوت کے ساتھ منی خارج ہونے پر۔

اور چار طرح کے غسل مسنون ہیں: (۱) جمعہ کے دن کا غسل (۲) عیدین کے لئے غسل (۳) عرفہ کے دن غسل (۴) احرام کے وقت غسل۔

اور ایک غسل واجب ہے: یعنی میت کو غسل دینا یہاں تک کہ غسل سے پہلے اس پر نماز جنازہ ہی جائز نہیں ہے۔

اور ایک طرح کا غسل مستحب ہے یعنی جس کافر نے اسلام قبول کیا ہو،

اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ غسل کر لے۔(نورالایضاح)

سوال غسل کب واجب ہوتا ہے؟

جواب:۔ غسل کے وجوب کے اصل تین اسباب ہیں: (۱) جنابت (انزال یا احتلام اور التقاء ختانین بھی اسی کے حکم میں ہے) (۲) حیض کا انقطاع (۳) نفاس کا انقطاع (بند ہونا)۔(کتاب المسائل ج۱ص۱۷۱)

مسئلہ:۔ منی اپنے مستقر (مقام) سے شہوت کے ساتھ جدا ہو جائے تو بعد میں اس کا خروج (اگرچہ بلا شہوت ہو) پھر بھی موجب غسل ہے، مثلاً مرد نے اپنے ہاتھ سے اپنے عضو خاص کو ایسا پکڑا کہ شہوت کی حالت میں منی باہر نکل نہیں پائی اور جوش ٹھنڈا ہونے کے بعد نکلی ہو تب بھی راجح قول کے مطابق غسل واجب ہو جائے گا۔(خیر الفتاوی ج۲ص۸۲)

منی کا بلا شہوت اپنے مستقر سے جدا ہونا

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص کی منی شہوت کے بغیر اپنی جگہ سے ہٹی (نکلی) اور شہوت کے بغیر نکل گئی، مثلاً کس بیماری کی وجہ سے یا سخت چوٹ کی وجہ سے یہ صورت پیش آئی، تو ایسے شخص پر غسل واجب نہیں ہے۔(کتاب المسائل ج۱ص۱۷۲)

غسل کے بعد خروج منی

مسئلہ:۔ اگر جنبی شخص نے پیشاب سے فراغت کے بعد غسل کیا، مگر ابھی سابقہ جوش باقی تھا اور غسل کے بعد منی نکل گئی تو دوبارہ غسل واجب ہوگا، اور اگر پہلے کا جوش بالکل ختم ہو گیا تھا تو اب منی کے نکلنے سے دوبارہ غسل واجب نہ ہوگا۔(کتاب المسائل ج۱ص۱۷۲)

لواطت سے غسل کا وجوب

مسئلہ:۔ مرد کا مرد کے ساتھ ہم جنسی کرنے سے اگر عضو مخصوص کی سپاری چھپ جائے تو فاعل اور مفعول بہ دونوں پر غسل واجب ہے چاہے انزال ہو یا نہ ہو (لیکن ایسا کرنا بڑا گناہ ہے)۔ (خیر الفتاوی ج ۲/ص ۸۱)

فرائض غسل

سوال:۔ غسل میں کتنے فرض ہیں؟

جواب:۔ غسل میں تین فرض ہیں: (۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) پورے بدن پر پانی بہانا۔

مسئلہ:۔ غسل جنابت میں راجح قول کے مطابق غرغرہ کرنا واجب تو نہیں ہے، لیکن سنت ہے، البتہ اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں غسل جنابت کرے تو اس کے لئے صرف کلی کافی ہے، وہ غرغرہ نہیں کرے گا، کیونکہ اس کی وجہ سے حلق کے اندر پانی پہونچنے کی بنا پر روزہ ٹوٹنے کا خطرہ ہے۔ (احسن الفتاوی ج ۲/ص ۳۰)

کلی کے بجائے پانی پی جانا

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص نے غسل میں تو کلی نہیں کی، البتہ پانی منہ میں لیکر پی گیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس نے پانی پینے سے پہلے اسے منہ میں گھمایا ہے یا نہیں، اگر گھمایا ہے تو یہ کلی کے قائم مقام ہو جائے گا، اور اگر اس طرح پانی پیا کہ وہ پانی منہ کے سب کناروں تک نہیں پہونچا، بلکہ صرف زبان سے لگ کر حلق میں چلا گیا تو یہ کلی کے قائم مقام نہ ہوگا۔ (کتاب المسائل ج ۱/ص ۱۷۵)

غسل میں کلی کرنا بھول گیا

مسئلہ:۔ اگر غسل جنابت میں کلی کرنا بھول گیا اور نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں، بلکہ صرف کلی کر لینا کافی ہے، اور جو نماز کلی کرنے سے پہلے پڑھی گئی ہے اس کا اعادہ لازم ہے۔ (احسن الفتاوی ج۲/ص۳۴)

غسل میں کوئی حصہ خشک رہ گیا

مسئلہ:۔ غسل جنابت میں بدن کا کوئی معمولی سا حصہ خشک رہ گیا پھر بعد میں یاد آیا، تو صرف اس حصہ پر پانی بہادینا کافی ہے، پورا غسل لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ (کبیری ص/۵۰)

سنن غسل

مسئلہ:۔ غسل کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ: (۱) اولاً نیت حاضر کر کے بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ دھوئے (۲) پھر شرمگاہ دھوئے خواہ اس پر نجاست ہو یا نہ ہو (۳) پھر مکمل وضو کرے (۴) پھر داہنے کندھے پر تین بار پانی بہائے، اس کے بعد بائیں کندھے پر (۵) اس کے بعد سر پر رگڑ کر سارے اعضا کو دھوئے (٦) قبلہ رخ نہ کرے (۷) ضرورت سے زائد پانی نہ بہائے، (۸) تنہائی میں غسل کرے (۹) اگر غسل خانہ میں پانی جمع ہو جاتا ہو تو غسل کے بعد وہاں سے ہٹ کر اپنے پاؤں کو دھوئے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۱/ص ۲۰۵)

عورت کے لئے غسل جنابت میں چوٹی کھولنا لازم نہیں ہے

مسئلہ:۔ اگر کسی عورت کی چوٹی پہلے سے بندھی ہوئی ہو اور اسے غسل

جنابت کی ضرورت پیش آجائے تو اس پر چوٹی کھولنا لازم نہیں؛ بلکہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہونچانا کافی ہے، لیکن اگر بال پہلے سے ہی کھلے ہوئے ہوں تو اب تمام بالوں کا دھونا لازم ہوگا۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۱/ص ۱۹۶)

مرد کے لئے بالوں کو کھول کر دھونا لازم ہے

مسئلہ :۔ اگر کسی مرد نے شوقیہ لمبے بال رکھ کر چوٹی باندھ رکھی ہو تو غسل جنابت کے لئے اس چوٹی کو کھولنا واجب ہوگا، محض بالوں کی جڑوں کو تر کرنا کافی نہ ہوگا۔ (کتاب المسائل ج ۱/ص ۱۷۶)

غسل خانہ میں پیشاب کرنا

مسئلہ :۔ غسل خانہ اگر کچا ہے اور اس میں پانی جمع ہوتا ہے تو وہاں پیشاب کرنا مکروہ تحریمی ہے، احادیث طیبہ میں اسے نسیان (بھولنا) اور وسوسہ کا سبب بتایا گیا ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۳/ص ۲۹۷)

دوران غسل بالٹی میں پانی کے قطرے گر جائیں

مسئلہ :۔ غسل کرتے وقت پانی کی چھینٹیں برتن میں پڑے تو کوئی حرج نہیں پانی پاک ہے، تھوڑا مستعمل پانی زیادہ غیر مستعمل کو مستعمل نہیں بنا سکتا۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبن وقف ج ۱/ص ۲۹۴)

مسئلہ :۔ ناف کے سوراخ کے اندر پانی پہونچانا غسل کی تکمیل کے لئے ضروری ہے، (مراقی الفلاح ص ۵۶)

سوال :۔ جسم کے غیر ضروری بال کتنے دنوں کے بعد صاف کرنا چاہئے اور کہاں تک؟

جواب:۔ غیر ضروری بال کا ہر ہفتے صاف کرنا مستحب ہے، چالیس دن تک صفائی مؤخر کرنے کی اجازت ہے، اس کے بعد تاخیر کرنا مکروہ اور گناہ ہے، البتہ نماز اس حالت میں بھی ہو جاتی ہے۔

غیر ضروری بال کی صفائی ناف سے لیکر رانوں کی جڑ تک اور شرمگاہ کے ارد گرد جہاں تک ممکن ہو صفائی کرنا ضروری ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲؍ص ۶۶)

غسل میں فرج خارج کا دھونا فرض ہے

مسئلہ:۔ عورت کو پیشاب کی جگہ آگے کی کھال کے اندر پانی پہونچانا فرض ہے، اگر پانی نہیں پہونچا تو غسل صحیح نہ ہوگا، یہی حکم اس مرد کا بھی ہے جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اس کو بھی حشفہ کی کھال کے اندر پانی پہونچانا فرض ہے۔ (احسن الفتاوی ج ۲؍ص ۳۷)

نتھ، بالی اور انگوٹھی وغیرہ کو اچھے سے ہلا لیں

مسئلہ:۔ ناک کی کیل، نتھ، کان کی بالیوں اور انگوٹھی چھلوں کو اچھی طرح ہلا لیں تاکہ پانی سوراخوں تک پہنچ جائے اور اگر عورتیں بالیاں نہ پہنے ہوں تب بھی ارادہ کر کے سوراخوں میں پانی ڈال لیں، ایسا نہ ہو کہ پانی نہ پہنچے اور غسل صحیح نہ ہو، البتہ اگر انگوٹھی چھلے ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے پانی پہنچ جائے تو ہلانا واجب نہیں لیکن ہلا لینا اب بھی بہتر ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲؍ص ۸۵۔۸۸)

اگر ناخن میں آٹا یا پینٹ لگ کر سوکھ جائے

مسئلہ:۔ اگر ناخن میں آٹا، پینٹ وغیرہ لگ کر سوکھ جائے یا جسم کے کسی بھی حصے پر ایسی چیز لگ جائے جو پانی کو کھال تک پہنچنے سے روکے، مثلاً واٹر پروف میک اپ، یا لب اسٹک، نیل پالش وغیرہ تو غسل صحیح نہ ہوگا، جب یاد آئے

اور دیکھیں تو اسے چھڑا کر پانی ڈال لیں، اور اگر پانی پہونچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو دوبارہ پڑھیں۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۲؍ص ۸۵۔۸۸)

جنبی کا بال، ناخن وغیرہ کاٹنا

مسئلہ:۔ ناپاکی کی حالت میں ناخن کاٹنا، اور غیر ضروری بال (زیر ناف یا بغل کے بال) صاف کرنا بہتر نہیں ہے۔

کتے کا لعاب ناپاک ہے

مسئلہ:۔ کتے کا لعاب ناپاک ہے، کتے کا لعاب نجس بھی ہے اور زہر بھی اس لئے جس جگہ کتے کا لعاب لگے وہ ناپاک ہے اور ایک مرتبہ مٹی سے اچھے سے مانجھ دے، چھوٹے اور بڑے کتے کا ایک ہی حکم ہے۔ (احسن الفتاوی ج ۲؍ص ۱۰۰)

ناپاک بستر پسینے سے بھیگ گیا

سوال:۔ بستر ناپاک تھا اس پر کوئی شخص سویا اور پسینے سے بھیگ گیا تو اس کے بدن اور کپڑے ناپاک ہوئے یا نہیں؟

جواب:۔ اگر بستر اتنا بھیگ گیا کہ رطوبت بدن اور کپڑے کو لگ جائے تو ناپاک ہوگا ورنہ ناپاک نہ ہوگا۔ (احسن الفتاوی ج ۲؍ص ۹۹)

نجس قالین پر گیلا پاؤں پڑ گیا

سوال:۔ اگر قالین پر کچھ نجاست یا پیشاب وغیرہ لگ کر خشک ہو گیا اور بعد میں اس جگہ پر گیلا پاؤں رکھ دیا تو کیا پاؤں کو بغیر پاک کئے نماز ہو جائے گی، اور جس مصلی پر ایسا گیلا پاؤں رکھا ہے کیا وہ ناپاک ہے؟

جواب:۔ اگر پاؤں اتنا گیلا ہو کہ اس سے قالین خوب تر ہو جائے

اور اس پر اتنی تری آجائے کہ اس پر کوئی دوسری چیز رکھی جائے تو اس کو بھی لگ جائے تو پاؤں ناپاک ہوجائے گا، پھر یہ پاؤں جانماز پر رکھا اور اس پر تری نظر آنے لگی تو جانماز بھی ناپاک ہوگئی، اور اگر قالین اتنا زیادہ نہیں بھیگا تو پاؤں ناپاک نہیں ہوا۔ (احسن الفتاوی ج/۲ص/۱۰۱)

اٹیچ باتھ روم میں غسل سے پاکی

سوال:۔ آج کل ایک فیشن ہوگیا ہے کہ مکانوں میں ''اٹیچ باتھ روم'' بنائے جاتے ہیں یعنی یہ کہ بیت الخلاء اور غسل خانہ ایک ساتھ ہوتا ہے تو کیا ایسی جگہ غسل کرنے سے انسان پاک ہوجاتا ہے؟

جواب:۔ جس جگہ غسل کررہا ہے اگر وہ پاک ہے اور ناپاک جگہ سے چھینٹیں بھی نہیں آتی تو پاک نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں، اگر وہ جگہ مشکوک ہو تو پانی بہا کر پہلے اس کو پاک کرلیا جائے پھر غسل کیا جائے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج/۲ص/۶۱)

اٹیچ باتھ روم کی صورت میں اگر درمیان میں دیوار کھڑی کرکے الگ کردیں یا پوری دیوار نہ ہو تو چند فٹ کی دیوار کھڑی کردیں تاکہ چھینٹیں غسل خانہ کی طرف نہ آیا کریں تو یہ بہت ہی مناسب ہوگا کہ آدمی شکوک وشبہات سے محفوظ رہے گا۔

ڈرائی کلینرز کے دھلے ہوئے کپڑوں کا حکم

سوال:۔ گرم کپڑے دھونے کی جو دکانیں اور فیکٹریاں ہیں جنہیں ڈرائی کلینرز کہتے ہیں وہاں خاص قسم کی مشین ہوتی ہے اس میں پٹرول کی قسم کا خاص سیال مادہ ڈالا جاتا ہے جو کہ ان کپڑوں کو دھوتا ہے وہ مادہ ایک مرتبہ نیا ڈال کر بار بار اس کو صاف کرکے دوبارہ استعمال کیا جاتا ہے، ایک دو ہفتہ کے بعد نیا

ڈالا جاتا ہے، اسی دوران دسیوں مرتبہ اس مشین میں کپڑے ڈالے جاتے ہیں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایا اس طرح دھلے ہوئے کپڑے پاک ہوں گے یا ناپاک؟ چونکہ اس میں ہر قسم کے پاک وناپاک کپڑے ڈالے جاتے ہیں اور ان مشینوں کو کبھی بھی پانی سے دھویا نہیں جاتا اس لئے شبہ رہتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ ڈرائی کلین مشین میں چونکہ ہر طرح کے کپڑے ایک ساتھ دھلے جاتے ہیں، پاک وناپاک مل کر سبھی ناپاک ہوجائیں گے، اور جیسا کہ معلوم ہوا کہ ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کے لئے یہ شرط ہے کہ تین مرتبہ پاک پانی میں ڈالا جائے اور ہر مرتبہ نچوڑا جائے، ڈرائی کلینرز کی دکانوں میں اس پر عمل نہیں ہوتا، اس لئے وہاں کے دھلے ہوئے کپڑے پاک نہیں، لہذا حکم یہ ہے کہ اگر پاک کپڑے ڈرائی کلین کے لئے دیا جائے اور ناپاک کپڑوں کی نجاست اس پر نہ لگے تو وہ دھلائی کے بعد پاک رہے گا، اور اگر ناپاک دیا گیا ہو تو وہ ناپاک رہے گا، اس لئے بہتر یہ ہے کہ ناپاک کپڑے گھر میں پاک کر کے ڈرائی کلین کے لئے دیا جائے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲ ص ۹۸)

دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑوں کا حکم

سوال:۔ دھوبی کپڑے اور جائے نماز بھی دھوتا ہے، ہمیں یہ معلوم نہیں کہ وہ پاک پانی سے دھوتا ہے یا نہیں، کیا ہمیں اس کے دھونے کے بعد خود پاک کرنے کے لئے کپڑوں کا دھونا ہوگا؟

جواب:۔ دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں بشرطیکہ وہ پاک پانی سے کپڑوں کو دھو کر خوب نچوڑتا ہو پانی کی پاکی کی تحقیق دھوبی سے کی جاسکتی ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ج ۱ ص ۳۵۵)

فرش اور قالین پاک کرنے کا طریقہ

سوال:۔ مسجد کے فرش پر کوئی بچہ پیشاب کردے یا کسی دوسری طرح فرش ناپاک ہوجائے تو اس کو کس طرح پاک کیا جائے؟ اسی طرح مسجد میں یا مسجد سے باہر کوئی دری یا قالین ناپاک ہوجائے تو اس کو کس طرح پاک کیا جائے؟

جواب:۔ فرش خشک ہوجانے سے پاک ہوجاتا ہے، مگر مسجد کی تطہیر میں حتی الامکان جلدی کرنی چاہئے، اس لئے فرش کو دھو کر پاک کیا جائے، تین مرتبہ دھونا کافی ہے، قالین وغیرہ تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجائے گا، اس طرح کہ اگر نچوڑنا دشوار ہو تو پانی میں ڈال کر نکال لیں اور اونچی جگہ پر ڈال دیں، جب پانی ٹپکنا بند ہوجائے تو دوبارہ اسی طرح پانی میں ڈال کر نکال لیں اور اونچی جگہ پر ڈال دیں، اس طرح تین مرتبہ کریں، اگر نچوڑنا دشوار نہ ہو تو تین مرتبہ نچوڑنا بھی ضروری ہے، یہ تفصیل اس وقت کے لئے ہے جب کہ کسی برتن یا چھوٹے حوض میں ڈال کر دھویا جائے، اگر اوپر سے پانی ڈالا جائے یا بہتے پانی میں ڈالا جائے تو نہ تین مرتبہ دھونے کی شرط ہے اور نہ نچوڑنے کی بلکہ یوں اندازہ لگایا جائے کہ اگر برتن میں پانی بھر کر اس میں ڈالا جاتا تو جتنے پانی میں قالین ڈوب جاتا اس سے تین گنا پانی بہادینے سے قالین پاک ہوجائے گا۔ (احسن الفتاوی ج۲/ص۹۲)

واشنگ مشین سے دھلائی

مسئلہ:۔ موجودہ دور میں دھلائی (واشنگ) مشینوں میں کپڑے دھونا درست ہے اور اس مشین کے سکھانے والے حصہ (SPINDRAI) میں کپڑے ڈالنے کے بعد تین مرتبہ پانی بہاکر مشین کے ذریعہ تین مرتبہ نچوڑنے

سے کپڑے پاک ہو جاتے ہیں، مشینوں سے نکال کر الگ سے پاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲ ص ۸۷)

چمڑے کے موزے اور جوتے پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ:۔ اگر چمڑے کے موزے یا جوتے کو نجاست لگ جائے تو اس کو پاک کرنے میں تفصیل ہے۔

(۱) اگر ایسی نجاست ہے جو جسم والی نہیں ہوتی مثلاً پیشاب یا شراب وغیرہ تو ایسی صورت میں اس موزے یا جوتے کو دھونا ضروری ہے، چاہے نجاست تر ہو یا سوکھ چکی ہو، بغیر دھوئے پاک نہیں ہو سکتی۔

(۲) اور اگر کوئی ایسی نجاست ہے جو آنکھوں سے نظر آنے والی ہے جیسے تر لید تو اگر اسے مٹی یا اینٹ سے رگڑ کر اس طرح صاف کر لیا جائے کہ نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق موزہ اور جوتا پاک ہو جائے گا۔

(۳) اور اگر نجاست خشک ہو، جیسے بکری کی مینگنی یا اونٹ کی مینگنی تو اسے محض رگڑنے سے موزہ وغیرہ پاک قرار دیا جائے گا۔ (کتاب المسائل ج ۱ ص ۱۲۶)

ناپاک لنگی پہن کر غسل جنابت

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص نے ناپاک لنگی پہن کر غسل جنابت کیا اور بدن پر اچھی طرح پانی بہایا اور لنگی پر بھی پانی بہا کر ہاتھ سے نچوڑ دیا اور ظاہری نجاست اچھی طرح رگڑ کر دور کر دی، تو بدن کے ساتھ لنگی بھی پاک ہو جائے گی۔

(کتاب المسائل ج ۱/ص ۱۱۸)

آٹے میں نجاست گرگئی

مسئلہ:۔ اگر آٹے میں کوئی تر نجس چیز گرگئی تو جہاں تک اس نجاست کا اثر پڑے گا وہ آٹا ناپاک ہو جائے گا اور اس کو پاک کرنے کی کوئی شکل نہیں ہے

استنجاء سے متعلق چند آداب

قضائے حاجت کے وقت پسندیدہ کاموں میں سے چند ذیل میں درج ہیں:

(۱) استنجاء کی جگہ میں سر ڈھانک کر جانا چاہئے (۲) بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھے ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ''(اے اللہ میں آپ سے گندگی سے اور گندی صفت والوں سے پناہ کا طالب ہوں) وغیرہ (۳) بیت الخلاء میں جاتے وقت پہلے بایاں پاؤں رکھے (۴) بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں قدم باہر نکالے (۵) بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد یہ دعا پڑھے ''غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ ''(اے اللہ میں آپ کی مغفرت چاہتا ہوں، تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کیا اور مجھے عافیت بخشی) (کتاب المسائل ج ۱/ص ۱۲۵)

استنجاء کے وقت چند مکروہات

قضائے حاجت کے وقت چند ناپسندیدہ کاموں میں سے یہ ہیں:

(۱) کھڑے کھڑے پورا ستر کھول دینا (۲) بیت الخلاء میں گفتگو کرنا (۳) بیت الخلاء میں رہتے ہوئے زبان سے اللہ کا ذکر کرنا، البتہ اگر چھینک

آئے تو دل میں الحمد للہ کہہ سکتا ہے (۴) اپنی شرمگاہ کو بلا ضرورت دیکھنا (۵) سبیلین سے نکلنے والی نجاست کو غور سے دیکھنا (۶) نجاست کی جگہ میں تھوکنا یا ناک صاف کرنا (۷) بلا ضرورت کھنکھارنا (۸) بدن کے کسی حصہ سے کھیل کرنا (۹) آسمان کی طرف دیکھنا (۱۰) بلا ضرورت دیر تک اندر ہی بیٹھے رہنا (۱۱) جاری یا ٹھہرے پانی میں یا کسی جانور کے بل یا سوراخ میں پیشاب یا پاخانہ کرنا (۱۲) نہر ،کنویں یا حوض کے کنارے قضائے حاجت کرنا (۱۳) پھل دار درخت کے نیچے گندگی پھیلانا (۱۴) جس سایہ کی جگہ میں لوگ بیٹھتے ہوں وہاں غلاظت کرنا (۱۵) عام راستہ میں قضائے حاجت کرنا (۱۶) قبرستان میں قضائے حاجت کرنا (۱۷) مسجد،عیدگاہ یا عیدگاہ کے قریب گندگی پھیلانا (۱۸) کھڑے ہوکر بلا عذر پیشاب کرنا (۱۹) موبائل وغیرہ استعمال کرنا ۔ (کتاب المسائل ج ۱/ص ۱۲۶)

تیمّم کا بیان

(تیمّم کی شرطیں)

تیمّم کے صحیح ہونے کے لئے نو شرطیں ہیں:

(۱) مسلمان ہونا (۲) نیت کرنا (۳) مسح کرنا (۴) تین یا اس سے زائد انگلیوں سے مسح کرنا (۵) مٹی یا اس کی جنس کی چیز موجود ہونا (۶) مٹی کا پاک ہونا (۷) پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونا (۸) حیض اور نفاس سے پاک ہونا (۹) اعضائے تیمّم (چہرہ اور ہاتھ کہنیوں تک) کا استیعاب کرنا (پورا شروع سے آخر تک ملنا)۔ (کتاب المسائل ج ۱/ص ۱۸۵)

تیمّم کرنا کب جائز ہے؟

چھ صورتوں میں تیمّم کرنا جائز ہے:

(۱) پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونا یعنی مبتلا بہ سے پانی ایک میل یا اس سے زیادہ مسافت پر ہو، اور وہاں تک پہنچنے میں نماز کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔

(۲) پانی کے استعمال کی وجہ سے مرض بڑھ جانے یا دیر سے شفا ہونے کا خطرہ ہو۔ (۳) سخت سردی جب کہ جنبی کے لئے گرم پانی سے غسل کا انتظام نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے جان کی ہلاکت یا اعضاء کے شل ہونے کا خطرہ ہو (۴) پانی کا ایسی خطرناک جگہ ہونا (مثلاً وہاں سانپ ہو یا کوئی دشمن بیٹھا ہو یا بھیانک آگ جل رہی ہو) کہ وہاں جا کر پانی لانے میں سخت نقصان کا خطرہ ہو، یا مثلاً آدمی ایسی جگہ ہو کہ اگر وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ جائے تو اپنے مال کے ضائع

ہونے کا اندیشہ ہو (۵) پانی محض پینے کی ضرورت کے لئے کافی ہو اور اس سے غسل کرنے سے قافلہ والوں یا ان کے جانوروں کے پیاسے مرجانے کا خوف ہو (۶) پانی کو کنویں وغیرہ سے حاصل کرنے کے لئے کوئی چیز موجود نہ ہو، اور نہ کنویں میں اترنے کی ہمت ہو، تو ان سب صورتوں میں تیمّم کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۲/ص۱۸۶)

تیمّم کا طریقہ

مسئلہ:۔ وضو اور غسل دونوں کے لئے تیمّم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پاکی کی نیت کر کے دونوں ہتھیلیاں پاک مٹی پر ماری جائیں اس کے بعد انہیں پورے چہرے پر مل لیا جائے (پھیر لیا جائے) اس کے بعد دوبارہ ہتھیلیاں مٹی یا غبار پر مار کر کہنیوں تک دونوں ہاتھ پر پھیرا جائے، اگر انگلیوں میں انگوٹھی پہنی ہو تو اتار دیں یا آگے پیچھے کر دیں۔ (خیر الفتاوی ج۲/ص۱۲۵)

جن کو نہ پانی ملے اور نہ تیمّم کے لئے پاک مٹی

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو کہ وہاں نہ پانی ہو اور نہ تیمّم کے لئے پاک مٹی میسر ہو، تو مفتی بہ قول کے مطابق اس وقت نمازیوں جیسے اعمال کرے گا؛ البتہ قرأت وغیرہ نہیں کرے گا، اور نماز کی نیت بھی نہ کرے اور بعد میں جب طہارت پر قدرت ہو تو ان نمازوں کو دہرائے گا۔ (کتاب المسائل ج۱/ص۱۸۹)

کن چیزوں پر تیمّم کرنا جائز ہے؟

مسئلہ:۔ پاک زمین اور اس کی ہر اس جنس پر تیمّم کرنا جائز ہے جو آگ میں ڈالنے سے نہ جلے، نہ ڈھلے اور نہ نرم ہو، جیسے پتھر اور ہر قسم کی مٹی اور جو چیزیں

آگ میں ڈالنے سے جل جائیں یا پگھل جائیں یا نرم ہوجائیں تو اگر ان پر گردوغبار نہ ہوتو تیمّم جائز نہ ہوگا، جیسے لوہا، تانبا، سونا، چاندی وغیرہ پر۔ (احسن الفتاوی ج ۲/ص ۵۷)

مسئلہ:۔ ایک ہی جگہ پر بار بار تیمّم کرنا درست ہے، تیمّم کرنے سے مٹی مستعمل نہیں ہوتی۔

سوال:۔ تیمّم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب:۔ تیمّم ہر اس حدث سے ٹوٹ جاتا ہے جن سے وضوٹوٹ جاتا ہے، نیز جس عذر کی وجہ سے تیمّم کرنا جائز ہے اس عذر کے زائل ہونے سے بھی تیمّم باقی نہیں رہتا۔ (درمختار بیروت ج ۱/ص ۳۷۷۔۳۷۹)

سوال:۔ کس تیمّم سے نماز پڑھنا صحیح ہے؟

جواب:۔ نماز پڑھنا جس تیمّم سے جائز ہے اس کے لئے شرط یہ ہے کہ درج ذیل تین نیتوں میں سے کوئی ایک نیت کی جائے (۱) طہارت کاملہ (۲) نماز پڑھنے کا جواز (۳) یا ایسی عبادت مقصودہ کی انجام دہی جو بغیر طہارت کے صحیح نہیں ہوتی۔ (احسن الفتاوی ج ۲/ص ۵۹)

مسئلہ:۔ اگر پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تیمّم کیا تھا تو بعد میں جب بھی ضرورت کے بقدر پانی پر قدرت ہوجائے تو تیمّم ٹوٹ جائے گا۔

موزوں پر مسح کا بیان

مسئلہ:۔ خفین (چمڑے کے موزوں) پر مسح صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں:

(۱) ٹخنوں سمیت وہ پورے قدم کو چھپالیں (۲) وہ قدم کی ہیئت پر بنے

ہوئے اور پیر سے ملے ہوئے ہوں (۳) وہ اتنے مضبوط ہوں جنہیں پہن کر جوتے کے بغیر ایک فرسخ (تین میل شرعی جس کی مسافت ۵/کلومیٹر ۴۸۶/میٹر ۴۰/سینٹی میٹر ہوتی ہے، مستفاد ایضاح المسائل) پیدل چلا جا سکتا ہو، (۴) وہ پیروں پر بغیر باندھے رک سکیں (۵) اتنے دبیز ہوں کہ پانی کو پیروں تک نہ پہنچنے دیں (۶) ان میں سے کسی موزہ میں اتنی پھٹن نہ ہو جو مسح سے مانع ہو (۷) طہارت کاملہ پر پہنا جائے (۸) وہ طہارت تیمّم سے حاصل نہ کی گئی ہو (۹) مسح کرنے والا جنبی (ناپاک) نہ ہو (۱۰) اگر پیر کٹا ہوا شخص مسح کرنا چاہے تو یہ شرط ہے کہ کم از کم ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر اس کے قدم کا اوپری حصہ باقی ہو۔ (احسن الفتاوی ج/۲/ص/۶۱)

مسح کرنے کا طریقہ

مسئلہ:۔ خفین پر مسح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں تر ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر موزوں کے اگلے ظاہری حصہ سے اوپر پنڈلیوں کی طرف خط کھینچ دیا جائے، اور اگر انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی بھی شامل کرلے تو بہتر ہے، (اگر اس کے خلاف مسح کیا مثلاً پنڈلی سے انگلیوں تک خط کھینچا یا پیر کی چوڑائی میں مسح کیا تو مسح ہو جائے گا لیکن خلاف سنت ہوگا) (حلبی کبیر ص/۱۰۹-۱۱۰)

ایک انگلی سے مسح

مسئلہ:۔ اگر ایک موزہ پر صرف ایک انگلی کو ایک ہی جگہ تین مرتبہ کھینچ دیا جائے تو مسح صحیح نہ ہوگا، ہاں اگر انگلی کو تین مرتبہ تر کر کے تین علیحدہ علیحدہ جگہ پر کھینچا جائے تو مسح درست ہو جائے گا۔ (کتاب المسائل، ج/۱، ص/۱۹۸)

تلوے کی جانب سے مسح کا اعتبار نہیں

مسئلہ:۔ خفین میں نیچے تلوے کی طرف یا صرف ایڑیوں کی طرف سے مسح کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ (حلبی کبیر، ص/۱۱۰)

مسح کی مدت

مسئلہ:۔ مقیم کے لئے ایک دن ایک رات (۲۴/ گھنٹے) اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات (۷۲/ گھنٹے) تک خفین پر مسح کی اجازت ہے، اور اس کے مدت کی ابتداء پہننے کے وقت سے نہیں ہوگی، بلکہ پہلی مرتبہ حدث لاحق ہونے کے وقت سے ہوگی، مثلاً اگر کسی شخص نے ۸/ بجے کامل طہارت کے ساتھ موزہ پہنا اس کے بعد گیارہ بجے اس کو پہلی مرتبہ حدث لاحق ہوا تو اس کی مدت کی ابتداء گیارہ بجے سے ہوگی۔ یوماً ولیلةً لمقیم ، وثلاثة ایام ولیالیها لمسافر، وابتداء المدة یعتبر من وقت الحدث عند علمائنا۔

(فتاوی دار العلوم وقف دیوبند، ج/۳، ص/۲۷۳)

مدت مسح ختم ہونے پر کیا کرے؟

مسئلہ:۔ جس شخص کے مسح کی مدت ختم ہو جائے اور وہ باوضو ہو تو اس کے لئے یہ کافی ہے کہ موزے اتار کر صرف پاؤں دھولے، بقیہ وضو دہرانا اس پر لازم نہیں۔ (خیر الفتاوی، ج/۲، ص/۱۳۵)

مسح کرنے والا مقیم مسافر ہو جائے

مسئلہ:۔ اگر مسح کرنے والا مقیم ۲۴/ گھنٹے پورا ہونے سے پہلے مسافر

شرعی ہو جائے تو اس کے لئے حدث کے وقت سے ۷۲ر گھنٹے تک مسح کی اجازت ہوگی، مقیم مسافر فی مدة الاقامة یستکمل مدة السفر ۔(احسن الھدایہ، ج ر۱، ص ر۲۱۲)

مسح کرنے والا مسافر مقیم ہو جائے

مسئلہ:۔ اگر حالت سفر میں مسح شروع کیا اور ۲۴ر گھنٹے سے پہلے مقیم ہو گیا تو ۲۴ر گھنٹے پورے ہونے تک مسح کی گنجائش ہوگی، اور اگر ۲۴ر گھنٹے پورے ہونے کے بعد مقیم ہوا ہے تو اب حالت اقامت میں اس کے لئے آگے مسح کرنا جائز نہ ہوگا، بلکہ موزے اتار کر پیر دھونے ضروری ہوں گے۔ (کتاب المسائل، ج ر۱، ص ر۲۰۳)

مسح کو توڑنے والی چیزیں

مسئلہ:۔ درج ذیل صورتوں میں مسح علی الخفین ٹوٹ جائے گا:

(۱) نواقض وضو (بول و براز) وغیرہ اس صورت میں نیا وضو کرتے وقت دوبارہ مسح کرنا ہوگا، اور آگے جو صورتیں ذکر کی جارہی ہیں ان میں صرف موزہ اتار کر پیر دھونا ضروری ہے، صرف مسح کافی نہیں (۲) پورے موزہ کو اتار دینا یا پیر کا اکثر حصہ باہر آجانا (۳) مسح کی مقررہ مدت کا ختم ہو جانا (۴) موزہ پہنے ہوئے کسی ایک پیر کے اکثر حصہ تک موزہ کے اندر ہی پانی پہنچ جانا (۵) پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر موزہ کا پھٹ جانا۔ (احسن الھدایہ، ج ر۱، ص ر۲۱۸۔۲۱۹)

اگر موزہ کئی جگہ سے تھوڑا تھوڑا پھٹا ہو

مسئلہ:۔ اگر ایک موزہ کئی جگہ سے تھوڑا تھوڑا پھٹا ہوا ہو اور وہ پھٹن پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے بقدر پہنچ جائے تو مسح کرنا درست نہ ہوگا، اور اگر دونوں

موزے تھوڑے تھوڑے اس طرح پھٹے ہوں کہ دونوں کو ملا کر پھٹن تین انگلیوں کے بقدر ہو جاتی ہو تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (احسن الہدایہ، ج ۱، ص ۲۱۶-۲۱۷)

زخم پر مسح کے مسائل

(زخم پر مسح)

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص کا کوئی حصہ بدن زخمی ہو گیا اور اس کے لئے پانی نقصان دہ ہو تو اس پر تر ہاتھ سے مسح کر لے، اگر وہ بھی نقصان دہ ہو تو معاف ہے مسح کی بھی ضرورت نہیں۔ (کتاب المسائل، ج ۱، ص ۱۰۵)

زخم کی پٹی پر مسح

مسئلہ:۔ اگر زخم کے منہ پر دوا لگا کر پٹی باندھ دی گئی ہو یا پھایہ رکھ دیا گیا ہو، اب اگر وضو کرتے وقت پٹی کے کھولنے میں اور پھایہ کے ہٹانے میں تکلیف ہو اور پانی زخم کے لئے مضر ہو تو پٹی اور پھایہ پر وضو کے وقت مسح کرنا جائز ہے، چاہے پٹی با وضو باندھی گئی ہو یا بلا وضو۔ (نور الایضاح)

زخم اچھا ہونے پر پٹی گر جائے

مسئلہ:۔ زخم کی پٹی اگر اچھا ہونے سے پہلے گر گئی تو دوبارہ پٹی باندھنے پر از سرِ نو مسح کرنا ضروری نہیں، اس لئے کہ عذر باقی ہے، ہاں! اگر زخم اچھا ہونے کے بعد پٹی گر پڑی اور کھول لی گئی تو اب زخم یعنی پٹی کے نیچے کے حصہ کا دھونا ضروری ہوگا اور پٹی ہٹنے ک وجہ سے سابقہ مسح باطل ہو جائے گا (نور الایضاح)

معذور کے احکام

(معذور شرعی کون؟)

مسئلہ:۔ شرعاً معذور اس شخص کو کہا جاتا ہے جس میں نقض وضو کا سبب اس تسلسل سے پایا جائے کہ اسے کسی ایک نماز کے پورے وقت میں طہارت کے ساتھ فرض نماز ادا کرنے کا موقع بھی نہ مل سکے، مثلاً نکسیر پھوٹی ہوئی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا ہر وقت پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہو، یا عورت مستحاضہ ہو وغیرہ وغیرہ، اگر ایک نماز کے پورے وقت میں یہ کیفیت پائی گئی تو اسے معذور قرار دیں گے اور اس کے بعد ہر پورے وقت میں کم از کم ایک مرتبہ جب تک وہ عذر پایا جاتا رہے گا وہ معذور برقرار رہے گا، اور اگر آئندہ کوئی پورا وقت اس عذر سے خالی پایا گیا تو وہ شخص معذور نہیں کہلائے گا۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند، ج۱/ص۳۸۲)

معذور کا وقت سے پہلے وضو کرنا

مسئلہ:۔ معذور شخص نے کسی نماز کے وقت سے پہلے (دوسری نماز کے وقت میں) وضو کرلیا تو اس وضو سے اگلے وقت کی نماز پڑھنا درست نہیں، اس لئے کہ وقت نکلنے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، البتہ اشراق یا چاشت کے وضو سے ظہر کی نماز پڑھ سکتا ہے، جب کہ اس دوران کوئی ناقض وضو پیش نہ آیا ہو، (کیونکہ اشراق سے زوال تک کا وقت کسی خاص نماز کے لئے متعین نہیں ہے) (فتاوی دار العلوم دیوبند، ج۱/ص۳۸۵)

نیا عذر پیش آنے سے نقض وضو

مسئلہ:۔ اگر معذور شرعی نے سابقہ عذر رہتے ہوئے وضو کرلیا تھا پھر

نئے عذر میں مبتلا ہو گیا، مثلاً دوسرا زخم بہنے لگا تو اس وجہ سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ (کتاب المسائل، ج۱/ص۲۰۹)

قطرہ کے مریض کے لئے طہارت کا آسان طریقہ

مسئلہ:۔ جس شخص کو پیشاب کے بعد دیر تک قطرہ آتا رہتا ہو اسے چاہئے کہ پیشاب سے فراغت پر سوراخ کے اندر کوئی چیز مثلاً روئی وغیرہ رکھ لے؛ تاکہ اس کے اندرونی حصہ سے پیشاب باہر نہ آنے پائے، اس لئے کہ جب تک پیشاب کا قطرہ باہر نہ آئے گا اس کا وضو نہ ٹوٹے گا؛ لیکن روزے کی حالت میں اس عمل کو نہ کرنا اولیٰ ہے۔ (احسن الفتاوی، ج۲/ص۳۷)

پیشاب کی نلکی کے ساتھ نماز

مسئلہ:۔ جس شخص کو پیشاب مسلسل آنے کا مرض ہو اور اس نے نلکی لگا رکھی ہو، جس کے ذریعہ سے پیشاب بوتل میں جمع ہوتا رہتا ہے تو ایسا شخص شرعاً معذور ہے اور وہ اسی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ سکتا ہے، یہ ناپاکی اس کے حق میں مضر نہیں۔ (کتاب المسائل، ج۱/ص۲۱۰)

حیض ونفاس اور استحاضہ کا بیان

حیض ونفاس خواتین کے لئے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ تخلیقی نظام کا ایک حصہ ہیں، بایں طور کہ رحم مادر میں بچے کی پرورش اسی خون سے ہوتی ہے، اسی بنا پر زمانہ حمل میں اس کا (خون کا) نکلنا بند ہوجاتا ہے، اور وضع حمل کے بعد پھر یہ سلسلہ جاری ہوجاتا ہے، اور اس کا جاری رہنا عورت کی صحت کی علامت ہوتی ہے، ویسئلونك عن المحیض الخ (البقرہ ۲۲۲)

اور لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ وہ گندی چیز ہے، تو حیض میں تم عورتوں سے الگ رہا کرو، اور جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں ان سے قربت مت کیا کر، پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہوجائیں تو ان کے پاس آؤ جاؤ جس جگہ سے تم کو اللہ پاک نے اجازت دی ہے، (یعنی آگے کی راہ سے) یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں پاک وصاف رہنے والوں سے۔

اس آیت کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ نے صحابہؓ کو ہدایت دی، اصنعوا کُلَّ شَیٍٔ اِلَّا النِّکَاحَ۔ حائضہ عورت کے ساتھ جماع کے علاوہ ہر کام کر سکتے ہو، (یعنی ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، رہنا سہنا منع نہیں ہے، البتہ گندگی کی جگہ سے دوری لازم ہے)

حائضہ عورتوں کے لئے نماز، روزہ اور تلاوت کی ممانعت عبادات کی تعظیم کی بنا پر ہے کہ اس ناپاکی کے جاری رہتے ہوئے ان عبادات کا انجام دینا مناسب نہیں ہے، (البتہ روزہ کی قضا لازم ہے)

حیض کی تعریف

مسئلہ:۔ بالغ اور غیر حاملہ عورت کو ہر مہینہ جو آگے کی راہ سے خون آتا ہے اس کو حیض (M C) کہتے ہیں، (یہ خون کم از کم ۹/ سال کی عمر سے ۵۵/ سال کی عمر تک آتا ہے)(قاموس الفقہ، ج/۳،ص/۳۰۴)

حیض کی مدت

مسئلہ:۔ حیض کی کم سے کم مدت مکمل تین دن تین رات ہے، اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس رات ہے، تین دن تین رات سے ذرا بھی کم، اور دس دن دس رات سے جتنا زائد خون آئے وہ حیض نہیں کہلائے گا، وہ استحاضہ کا خون ہوگا (اور استحاضہ بیماری والے خون کو کہا جاتا ہے)(کتاب الفتاوی، ج/۲،ص/۱۰۰)

پاکی کی مدت

مسئلہ:۔ دو حیض کے درمیان یا نفاس اور حیض کے درمیان پاکی کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہے، اور زیادہ کی کوئی حد نہیں، اس لئے اگر کسی وجہ سے حیض آنا بند ہو جائے تو جتنے مہینے تک خون نہ آئے گا عورت پاک رہے گی۔(خیر الفتاوی، ج/۲،ص/۱۳۸)

حیض کے خون کی رنگت

مسئلہ:۔ حیض کے مدت کے اندر سرخ، زرد، سبز، خاکی یعنی مٹیالا، سیاہ جو رنگ بھی آئے سب حیض ہے، جب تک گدی (یعنی PAD پیڈ) جو شرم گاہ میں رکھا جاتا ہے بالکل سفید نہ دکھلائی دے اور جب بالکل سفید ہو جیسی کہ

رکھی گئی تھی ویسے ہی بالکل سفید نکالا تو اب عورت حیض سے پاک ہوگئی ۔ (قاموس الفقہ، ج ۳/ص ۳۰۵/)

عادت کے خلاف دس دن کے اندر اور دس دن سے زائد خون کا حکم

مسئلہ :۔ کسی کو ہمیشہ تین دن یا چار دن خون آتا تھا، پھر کسی مہینہ میں زیادہ آگیا، لیکن دس دن سے زیادہ نہیں آیا، تو وہ سب حیض ہے، اور اگر دس دن سے بھی آگے بڑھ گیا تو جتنے دن پہلے سے عادت کے ہیں (تین دن یا چار دن) اتنا حیض شمار کریں گے، باقی سب استحاضہ (لہذا استحاضہ کے ایام کی نمازیں قضا کرنی ہوں گی) (کتاب الفتاوی، ج ۲/ص ۹۷/)

غیر معتادہ کے دس دن سے زائد خون کا حکم

مسئلہ :۔ ایک عورت ہے جس کی کوئی عادت مقرر نہیں ہے، کبھی چار دن خون آتا ہے، کبھی سات دن، اس طرح بدلتا رہتا ہے، کبھی دس دن بھی آجاتا ہے تو یہ سب حیض ہے، ایسی عورت کو اگر کبھی دس دن رات سے زیادہ خون آجائے تو دیکھیں گے کہ اس کے پچھلے مہینہ میں کتنے دن حیض آیا تھا، بس اتنے ہی دن حیض کے ہوں گے، اور باقی سب استحاضہ ہے۔ (فتاوی دارالعلوم، ج ۱/ص ۳۸۱/)

پہلی ہی مرتبہ دس دن سے زائد خون آیا

مسئلہ :۔ اگر کسی کو پہلی مرتبہ حیض آیا اور کسی طرح بند نہیں ہوا، کئی مہینہ تک برابر آتا رہا، تو جس دن خون آیا اس دن سے لیکر دس دن رات تک حیض شمار ہوگا اس کے بعد استحاضہ، اس طرح ہر مہینہ دس دن رات حیض ہوگا، اور بیس دن استحاضہ سمجھا جائے گا۔ (فتاوی دارالعلوم، ج ۱/ص ۳۸۱/)

گدی رکھنے کا حکم

مسئلہ :۔ بنا شادی والی عورت کے لئے صرف ایام حض میں ، اور شادی والی عورت کے لئے حیض کے دنوں میں خصوصاً اور عام دنوں میں بھی شرمگاہ کے ظاہری حصہ میں گدی رکھنا مستحب ہے، اندرونی حصہ میں داخل کرنا مکروہ ہے۔ (کتاب المسائل، ج ر۲،ص ر۲۲۰)

نفاس کی تعریف اور اس کی مدت

مسئلہ :۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد آگے کی راہ سے جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں، نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے، اور کم کی کوئی حد نہیں اگر کسی کو ایک آدھ گھنٹہ آکر خون بند ہو جائے تو وہ بھی نفاس ہے۔ (کتاب الفتاوی، ج ر۲،ص ر۱۱۳)

حالت حمل میں خون کا حکم

حمل کے زمانہ میں جو خون نظر آئے وہ بھی حیض نہیں ، بلکہ استحاضہ ہے ، چاہے جتنے دن آئے، ان دنوں نماز روزہ نہیں چھوڑے گی۔ (قاموس الفقہ ، ج ر۳،ص ر۳۰۵)

اسقاط حمل کے بعد آنے والے خون کا حکم

مسئلہ :۔ کسی کا حمل گر گیا تو اگر بچہ کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو گرنے کے بعد خون آئے گا وہ نفاس سمجھا جائے گا، اور اگر بچہ کا بالکل کوئی عضو نہیں بنا بس گوشت ہی گوشت ہے، تو یہ نفاس نہیں، چونکہ عموماً چار ماہ میں اعضا بننا شروع ہو جاتے ہیں ، اس لئے چار ماہ کے بعد اسقاط میں آنے والا خون نفاس

سمجھا جائے گا، اور چار ماہ سے کم میں آنے والے خون کو اگر حیض کہنا ممکن ہو مثلاً تین دن سے کم نہ ہو، اور پاکی کا زمانہ کم از کم پندرہ دن گذر چکا ہو، تو حیض کہں گے، ورنہ استحاضہ کہیں گے۔ (قاموس الفقہ، ج ۵، ص ۲۰۱)

بچہ کی پیدائش کے بعد خون کا تسلسل

مسئلہ:۔ اگر خون چالیس دن سے بڑھ گیا تو اگر یہ پہلا بچہ ہے تو چالیس دن نفاس کے ہوں گے، اور جتنا زیادہ آیا ہے وہ استحاضہ ہے، اور اگر یہ پہلا بچہ نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی بچہ جن چکی ہے، اور اس کی عادت معلوم ہے کہ اتنے دن نفاس آتا ہے، تو جتنے دن نفاس کی عادت ہوا تنے دن نفاس کے ہوں گے، اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے۔ (فتاوی دار العلوم، ج ۱، ص ۳۷۷)

آپریشن کے ذریعہ ولادت پر نفاس کا حکم

مسئلہ:۔ اگر پیٹ سے آپریشن کے ذریعہ بچہ نکالا جائے، تو اگر بچہ دانی سے عورت کی آگے کی راہ سے خون بہا ہے تو وہ عورت نفاس والی کہلائے گی، اور اگر بچہ دانی سے آگے کی راہ سے خون نہیں بہا، تو اس کو نفاس نہیں کہا جائے گا، بلکہ ظاہری زخم پر محمول کیا جائے گا، مگر غسل بہر حال ضروری ہوگا۔ (خیر الفتاوی، ج ۲، ص ۱۴۶)

چالیس روز سے قبل نفاس کا خون بند ہونے پر غسل و نماز کا حکم

مسئلہ:۔ اگر چالیس دن سے پہلے نفاس کا خون بند ہو جائے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے، اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمّم کر کے نماز شروع کر لے، ہر گز کوئی نماز قضا نہ ہونے دے۔ (فتاوی دار العلوم وقف، ج ۳، ص ۳۸۲)

اگر کسی عورت کے حمل میں دو بچے ہوں

مسئلہ:۔ اگر چھ مہینے کے اندر اندر آگے پیچھے دو بچے ہوں، تو نفاس کی مدت پہلے بچہ سے شمار کی جائے گی، اگر دوسرا بچہ دس بیس دن یا ایک دو مہینہ کے بعد ہوا تو بھی دوسرے بچہ سے نفاس کا حساب نہ کریں گے۔ (قاموس الفقہ، ج/۵، ص/۲۰۱)

حیض اور نفاس اور استحاضہ کے کچھ ضروری احکام

(۱) حیض اور نفاس کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا دونوں درست نہیں، البتہ اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف ہو جاتی ہے، پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضا نہیں، لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا، پاک ہونے کے بعد قضا رکھنی پڑے گی۔ (ھدایہ، ج/۱، ص/۶۳)

(۲) اگر فرض نماز پڑھنے کے دوران حیض شروع ہو گیا تو وہ نماز معاف ہوگئی، پاک ہونے کے بعد اس کی قضا نہیں ہوگی، اور اگر نفل یا سنت نماز میں حیض آ گیا تو اس کی قضا کرنی پڑے گی، اور اگر فرض روزہ میں آدھے دن کے بعد حیض آئے تو وہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے، جب پاک ہو تو قضا رکھے، اس طرح اگر نفل روزہ میں حیض آجائے تو اس کی بھی قضا رکھے۔ (کتاب المسائل، ج/۱، ص ۲۱۸)

(۳) کسی کی عادت پانچ دن یا نو دن کی تھی اور جتنے دن کی عادت تھی اتنے ہی دن خون آیا پھر بند ہو گیا، تو جب تک غسل نہ کرلے تب تک شوہر کو اس سے صحبت کرنا درست نہیں، اگر غسل نہ کرے تو جب ایک نماز کا وقت گذر جائے کہ ایک نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہو جائے تب صحبت درست ہے، اس

سے پہلے نہیں۔ (کتاب المسائل، ج ۱، ص ۲۲۷)

(۴) اگر عادت پانچ دن کی تھی اور خون چار ہی دن آکر بند ہو گیا تو غسل کر کے نماز پڑھنا واجب ہے، لیکن جب تک پانچ دن پورے نہ ہو لیں تب تک صحبت کرنا درست نہیں ہے، کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ پھر خون آجائے۔ (کتاب الفتاوی، ج ۲، ص ۹۸)

(۵) اگر پورے دس دن رات خون آیا، تو جب خون بند ہو جائے اسی وقت سے صحبت کرنا درست ہے، چاہے غسل کر چکی ہو یا نہیں۔ (کتاب المسائل، ج ۱، ص ۲۲۷)

(۶) اگر کسی عورت کو تین دن حیض آنے کی عادت تھی لیکن کسی مہینہ میں تین دن پورے ہونے کے بعد بھی خون بند نہیں ہوا، تو ابھی غسل نہ کرے، نماز بھی نہ پڑھے، اگر پورے دس دن رات یا اس سے کم میں خون بند ہو جائے تو ان سب دنوں کی نماز معاف ہیں، کچھ قضا نہیں پڑھنی پڑے گی، اور یوں کہیں گے کہ عادت بدل گئی، اس لئے یہ سب دن حیض کے شمار ہوں گے،، اور اگر گیارہویں دن بھی خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض کے فقط تن ہی دن تھے،، باقی سب استحاضہ ہے، لہذا گیارہویں دن غسل کر کے نماز شروع کر دے، اور اس سے پہلے کے سات دن کی نمازوں کی قضا کرے، نیز آگے نماز نہ چھوڑے۔ (کتاب الفتاوی، ج ۲، ص ۹۷)

(۷) استحاضہ کا حکم معذور کی طرح ہے، جیسے کسی کو نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو، ایسے لوگوں کو ہر نماز کے وقت وضو کرنا ہوتا ہے، اور جب تک وقت باقی ہو جتنی چاہیں نماز پڑھ سکتے ہیں، عبادات ادا کر سکتے ہیں، وقت نکلتے ہی ان کا وضو ختم ہو جاتا ہے، نیز ایسی عورت نماز بھی پڑھے گی، روزہ بھی رکھے گی، اور اس

سے صحبت کرنا بھی درست ہے۔ (کتاب المسائل، ج ر ۱، ص ر ۲۳۱)

(۸) پاک عورت نے رات کو اندرونی شرمگاہ میں گدی (PAD) رکھ لی تھی، جب صبح ہوئی تو اس پر خون کا دھبہ دیکھا، تو جس وقت سے دھبہ دیکھا ہے، اسی وقت سے حیض کا حکم لگائیں گے۔

(۹) جب خون شرمگاہ کے باہری کھال میں نکل آئے تب سے حیض شروع ہوجاتا ہے، چاہے اس کی کھال سے آگے نکلے یا نہ نکلے اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

(۱۰) اگر رمضان کے مہینے میں دن کو حیض یا نفاس سے پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد نماز شروع کردے، اور دن کے باقی حصہ میں کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے، شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے؛ لیکن یہ دن روزہ میں شمار نہ ہوگا، اس دن کے روزہ کی بھی قضا رکھنی پڑے گی۔ (ہدایہ، ج ر ۱، ص ر ۲۳۰)

(۱۱) جو عورت حیض یا نفاس سے ہو، یا جس پر غسل واجب ہو اس کو مسجد میں جانا، کعبہ کا طواف کرنا، اور قرآن کی تلاوت کرنا یا اس کا چھونا بھی درست نہیں، البتہ اگر قرآن جزودان یا رومال میں لپٹا ہو یا اس پر کپڑے وغیرہ کا کور چڑھا ہو جو جلد کے ساتھ سلا نہ ہو بلکہ الگ ہوسکے، تو اس کور کے اوپر سے قرآن مجید کا چھونا اور اٹھانا درست ہے۔ (کتاب الفتاوی، ج ر ۲، ص ر ۹۶)

(۱۲) جس سکے، پلیٹ، تعویذ یا کسی اور چیز میں قرآن شریف کی کوئی آیت لکھی ہو اس کو بھی ان لوگوں کے لئے چھونا درست نہیں، البتہ کسی تھیلی یا برتن وغیرہ میں رکھے ہو تو اس تھیلی اور برتن کو چھونا اور اٹھانا درست ہے۔ (قاموس الفقہ ، ج ر ۳، ص ر ۳۰۵)

(۱۳) ان حالات میں قرآن کریم کی ٹائپنگ، کمپوزنگ مکروہ ہے، قرآن کریم کی عظمت کا تقاضا ہے کہ کامل پاکی کے بعد ہی یہ کام کیا جائے۔ (محقق

ومدلل جدید مسائل، ص/۱۱۰)

(۱۴) جس موبائل میں قرآن شریف پی ڈی ایف یا ایپ کی شکل میں ہو مگر اسکرین پر کھلا نہ ہو تو اس موبائل کو ان ناپا کی حالت میں چھونا، یا ٹوائلٹ وغیرہ میں لیکر جانا جائز ہے، اور جس وقت قرآن اسکرین پر کھلا ہوا ہو اس وقت اسکرین کو ہاتھ لگانا منع اور ناجائز ہے۔ (دارالافتاء دارالعلوم)

(۱۵) اگر الحمد کی پوری سورت دعا کی نیت سے زبانی پڑھیں، یا اور دعائیں جو قرآن میں آئی ہیں، ان کو دعا کی نیت سے زبانی پڑھیں، تلاوت کا ارادہ بالکل نہ ہو، تو درست ہے، اسی طرح دوسری دعائیں، درود شریف، کلمہ وغرہ پڑھنا، دعاء قنوت پڑھنا، اذان اور سلام کا جواب دینا، دینی کتابوں کا مطالعہ کرنا اور پڑھانا، وعظ ونصیحت کی مجلسوں میں شریک ہونا، اور کھانا پکانا وغیرہ سب کام بلا وضو درست ہیں، جس جگہ کوئی آیت لکھی ہو اس جگہ ہاتھ نہ لگائیں۔ (احسن الفتاوی، ج/۳، ص/۱۷)

(۱۶) حیض ونفاس کی حالت میں آیت سجدہ سننے یا پڑھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا، اور ناپا کی کی حالت میں سننے سے واجب ہو جاتا ہے۔ (کتاب المسائل، ج/۱، ص/۲۲۱)

(۱۷) اگر کوئی عورت لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھاتی ہو، تو حیض ونفاس کی حالت میں ہجّے کر کے پڑھانا درست ہے، البتہ رواں (ملا کر) پڑھاتے وقت پوری آیت نہ پڑھے، بلکہ ایک دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دے، اور کاٹ کاٹ کر کے آیت کا رواں کہلوائے۔ (احسن الفتاوی، ج/۲، ص/۵۷)

نوٹ:۔ حیض ونفاس اور استحاضہ ومعذور کے تفصیلی احکام بڑی کتابوں سے معلوم ہوں گے، جب ضرورت ہو عالموں سے پوچھ لیا جائے۔

کتاب الصلوۃ

(اسلام میں نماز کی اہمیت)

نماز کے کچھ فضائل اور ترک پر وعید کا بیان:

اسلامی عبادات میں نماز کو سب سے امتیازی مقام حاصل ہے، اس امتیازی شان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نماز کی فرضیت کا حکم شب معراج پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمانوں پر بلا کر مرحمت فرمایا، نماز اہل ایمان کی معراج ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز دین کا ستون ہے ''اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ'' اور بعض فقہاء نے اس سے آگے یہ جملہ بھی بڑھایا ہے کہ ''جس نے اسے (نماز) قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا، اور جس نے اسے ضائع کیا اس نے دین کو ضائع کیا، ایک روایت میں ہے کہ ''اسلام اور کفر کے درمیان امتیاز کرنے والی چیز نماز ہے'' (مسلم شریف) قیامت کے دن عبادات میں سب سے پہلے نماز ہی کے بارے میں سوال ہوگا، اگر نماز ٹھیک نکلی تو بقیہ اعمال بھی ٹھیک نکلیں گے، اور اگر نماز ہی میں نقص اور کوتاہی نکل آئی تو بقیہ اعمال تو اس سے بھی خراب ہوں گے۔ (الترغیب والترہیب، ج/۱، ص/۱۵۰) اس لئے ہر مرد و عورت پر لازم اور فرض عین ہے کہ نماز میں کوتاہی نہ کرے۔

افسوس ہے کہ یہ فرض جتنا اہم ہے آج امت کی اکثریت اس سے اتنی ہی غافل ہے، اس غفلت کو دور کرنے کے لئے گھر گھر نماز کا ماحول بنانے کی ضرورت ہے، اور بچہ بچہ کو نماز کا عادی بنانا ضروری ہے، تاکہ امت صلاح وفلاح کے راستہ پر گامزن ہو سکے۔

نماز کے بہت سے فوائد قرآن وحدیث میں آئے ہیں، ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ”بیشک نماز بے حیائی سے روکتی ہے“ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت ۴۵) مطلب یہ ہے کہ با قاعدہ سنن وآداب کی رعایت کرتے ہوئے پابندی سے نماز پڑھنے سے ایسی برکت حاصل ہوتی ہے جس سے نمازی تمام گناہوں سے بچا رہتا ہے۔

اگر کوئی شخص نماز کی فرضیت کا انکار کرے تو وہ دائرہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، اور اگر فرض مانتے ہوئے محض سستی اور کاہلی کی وجہ سے جان بوجھ کر چھوڑ دے تو یہ سنگین گناہ ہے، حدیث میں اسے کفریہ عمل کہا گیا ہے۔

صلوٰۃ خمسہ کا ثبوت قرآن مجید سے

سوال:۔ پانچ وقت کی نمازوں کا ثبوت قرآن مجید سے ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس جگہ؟

جواب:۔ پانچ نمازیں تواتر معنوی اور احادیث مشہورہ سے بطور قطعی (یقینی) ثابت ہیں حتی کہ ان کا منکر کافر ہے اور قرآن مجید سے بھی اشارۃً ثابت ہوتی ہے۔ ”فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّھَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی (سورہ طٰہٰ)

قبل طلوع شمس سے فجر اور قبل غروبھا سے عصر ومن آناء اللیل سے مغرب اور عشاء اور اطراف النھار سے ظہر کی نماز ثابت ہے، کیونکہ اس وقت دن کے نصف اول اور نصف آخر کی حدیں ملتی ہیں، ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں بطور اشارہ صلوٰۃ خمسہ کا ثبوت ملتا ہے۔ (قاموس الفقہ، ج۴، ص۲۳۲)

علامت بلوغ ظاہر نہ ہونے پر پندرہ سال کے لڑکے لڑکی پر نماز فرض ہے

مسئلہ:۔ نماز بالغ ہونے پر فرض ہوجاتی ہے، اگر بالغ ہونے کی علامتیں لڑکا لڑکی میں پائیں جائیں تو نماز فرض ہوگئی، اگر علامتیں نہ ہوں تو پندرہ سال مکمل ہونے پر سولہویں سال میں جس وقت قدم رکھے گا اس وقت سے نماز فرض ہوجائے گی۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل، ج۲،(۱۰۵)

فجر کا وقت

فجر کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک رہتا ہے،'' اول وقت الفجر اذا طلع الفجر الثانی وهو المعتبر فی الافق وآخر وقتها مالم تطلع الشمس '' (هدایہ، ج۱،ص۸۰۔۸۲)

فجر کا مستحب وقت

فجر کی نماز اسفار کرکے پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ نماز فاسد ہونے کی صورت میں مسنون طریقے سے اعادۂ صلوٰۃ (لوٹانے) کی گنجائش نہ رہے(لہذا طلوع آفتاب سے کم از کم ۳۰/منٹ پہلے نماز فجر پڑھنی چاہئے)ویستحب الاسفار بالفجر لقوله علیه السلام أسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر۔ (هدایہ، ج۱،ص۸۰۔۸۲)

ظہر کا وقت

زوال کے بعد سے سایۂ اصلی دومثل ہوے تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے۔ واول وقت الظهر اذا زالت الشمس وآخر وقتها عند

ابی حنیفة رح اذا صار ظل کل شئ مثلیه سوی فی الزوال۔ (ھدایہ، ج/۱، ص/۸۱۔۸۲)

ظہر کا مستحب وقت

گرمی کے زمانہ میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے اور سردی میں اول وقت میں ادا کرنا مستحب ہے۔ ویستحب الابراد بالظهر فی الصیف وتقدیمه فی الشتاء۔ (ھدایہ، ج/۱، ص/۸۱۔۸۲)

جمعہ کا وقت

جمعہ کا اصل وقت بھی ظہر کے وقت کی طرح ہے۔ والجمعة کظهر۔

جمعہ کا مستحب وقت

جمعہ کی نماز گرمی یا سردی ہر زمانہ میں اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔ (کتاب المسائل، ج/۱، ص۲۳۹)

عصر کا وقت

ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے۔ اول وقت العصر اذا خرج وقت الظهر علی القولین وآخر وقتها مالم تغرب الشمس۔ (ھدایہ، ج/۱، ص/۸۱۔۸۳)

عصر کا مستحب وقت

عصر کا مستحب وقت سورج میں تغیر آنے سے پہلے تک رہتا ہے خواہ گرمی کا موسم ہو یا سردی کا، البتہ سورج میں تغیر آنے کے بعد عصر کا مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے۔ ویستحب تاخیر العصر مالم تتغیر الشمس فی الصیف والشتاء۔ (ھدایہ، ج ۱/ص ۸۱-۸۳)

مغرب کا وقت

غروب شمس سے لیکر افق پر سفید روشنی غائب ہونے تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے۔ (ھدایہ، ج ۱/ص ۸۳)

مغرب کا مستحب وقت

مغرب کی نماز اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے، بلا عذر تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ ویستحب تعجیل المغرب لان تاخیرھا مکروہ۔ (ھدایہ، ج ۱/ص ۸۳)

عشاء کا وقت

عشاء کا ابتدائی وقت سفید روشنی کے غائب ہونے سے شروع ہو کر صبح صادق کے طلوع تک رہتا ہے۔ (مراقی الفلاح، ص ۹۵)

عشاء کا مستحب وقت

نماز عشاء تہائی رات سے پہلے تک مؤخر کرنا مستحب ہے (جبکہ کوئی عارض مثلاً تقلیل جماعت کا اندیشہ نہ ہو) اور آدھی رات تک پڑھنا بلا کراہت جائز ہے،

اورآدھی رات سے لیکر صبح صادق تک بلا عذر پڑھنا مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح ص۹۵)

وتر کا وقت

وتر کا وقت بعد عشاء شروع ہو جاتا ہے اور صبح صادق کے طلوع تک رہتا ہے۔ واول وقت الوتر بعد العشاء وآخره مالم تطلع الفجر۔

(ھدایہ، ج۱، ص۸۳۔۸۴)

وتر کا مستحب وقت

جس شخص کو بیدار ہونے کا اعتماد ہو اس کے لئے آخر رات میں وتر پڑھنا مستحب ہے اور جس کو بیدار ہونے پر اعتماد نہ ہو اس کے لئے سونے سے پہلے وتر پڑھنا مستحب ہے۔ (ھدایہ، ج۱، ص۸۳۔۸۴)

باب الاذان

اذان اسلام کا اہم ترین شعار ہے، اور اس بات کی کھلی علامت ہے کہ جس جگہ سے اذان کی آواز آرہی ہے وہ جگہ اسلامی آبادی پر مشتمل ہے، آنحضرت ﷺ نے اسلامی لشکر کو ہدایت کر رکھی تھی کہ ”جس بستی میں حملہ کا ارادہ ہوا گر وہاں سے اذان کی آواز آرہی ہو تو اس پر حملہ روک لیا جائے، اور قتل وقتال سے پوری طرح اجتناب کیا جائے“ اسی بنا پر حضرات فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کسی شہر کے لوگ اذان نہ دینے پر اتفاق کرلیں تو ان سے جنگ کی جائے گی، اور اذان دینے (جاری کرنے) پر مجبور کیا جائے گا۔ (مسلم شریف، ج ۱/ص ۲۶)

اذان کا اجر وثواب

احادیث شریفہ میں اذان کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے، ایک روایت میں وارد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”مؤذن کی آواز جہاں تک پہونچتی ہے اتنی ہی لمبی چوڑی اس کے لئے مغفرت کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے، اور جس تر یا خشک چیز تک وہ آواز پہونچتی ہے وہ سب اشیاء اس کے لئے قیامت میں خیر پر شہادت دیں گی۔ (ابوداؤد شریف، ج ۱/ص ۷۶)

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا ”اگر تمہیں اذان کی فضیلت اور خیر وبرکت کا علم ہو جائے تو تم اذان دینے کے لئے قرعہ اندازی کرنے لگو گے، یعنی ہر اک اذان کا شوقین ہو جائے گا کہ اس تنازعہ کو ختم کرنے کے لئے قرعہ اندازی کی ضرورت پیش آئے گی۔ (بخاری شریف، ج ۱/ص ۸۶)

ایک حدیث میں ہے کہ مؤذنین حضرات میدان محشر میں سب سے لمبی گردن والے ہوں گے، نیز آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”جو شخص اخلاص کے

ساتھ سات سال تک نمازوں کے لئے اذان دے تو اس کے لئے جہنم سے بچاؤ کا پروانہ عطا کیا جاتا ہے۔

نیز یہ بھی مروی ہے کہ ”مؤذن کو شہید فی سبیل اللہ کی طرح ثواب ملتا ہے، اور دفن کے بعد اس کا جسم کیڑوں کی غذا نہیں بنتا۔ (طبرانی مرقاۃ، ج ۲/ص ۴۲۸)

اذان کے کلمات میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر رکھی ہے کہ شیطان مردود اس کے سننے کی تاب نہیں رکھتا اور جب اذان شروع ہوتی ہے تو وہ بدحواسی کے عالم میں ہوا خارج کرتے ہوئے ۳۶/میل (تقریباً ۶۶/کلومیٹر) دور بھاگ جاتا ہے۔

اذان کا جواب دینا باعث ثواب ہے

اذان کا جواب دینا بہت ثواب کا عمل ہے، ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ اذان کے کلمات دہرائے اور حیی علی الصلوٰۃ اور حیی علی الفلاح کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے تو ان شاء اللہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص اذان کے بعد یہ دعائے وسیلہ پڑھے، اس کو آنحضرت ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی ” اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلوٰۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَاماً مَّحْمُوْداً اَلَّذِیْ وَعَدْتَّہ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

ترجمہ۔ اے اللہ! اس مکمل دعوت اور قائم شدہ نماز کے مالک! محمد ﷺ کو مقام وسیلہ (جو جنت کا سب سے اعلیٰ مقام ہے) اور فضیلت و برتری سے سرفراز فرمایئے، اور آپ کو اس مقام محمود پر فائز فرمایئے جس کا وعدہ آپ نے فرمایا، بیشک آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے، بہر حال اذان کے جواب کا اہتمام کرنا بہت نفع بخش ہے، اس میں کوتاہی نہ ہونی چاہیے، مگر افسوس کا مقام ہے کہ آج اذان

کے جواب کا بالکل اہتمام نہیں کیا جاتا، اذان ہوتی رہتی ہے اور لوگ اپنی باتوں اور مشغولیات میں لگے رہتے ہیں، اور جواب دینے اور بعد میں دعا پڑھنے کی فکر نہیں کرتے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے "یہ بڑے ظلم کی بات ہے کہ آدمی مؤذن کی اذان سن کر اس کا جواب نہ دیں۔ (کتاب الدعاء للطبرانی ۱۶۵)

وقت سے پہلے دی گئی اذان کا حکم

مسئلہ:۔ اگر وقت سے پہلے اذان دے دی گئی تو وقت کے بعد اس کا اعادہ کرنا ہوگا۔ وان قدم اعاد فی الوقت وعلیہ الفتوی۔ (شرح وقایہ ، ج/۱، ص/۱۳۴)

بغیر وضو کے اذان و اقامت کہنا

مسئلہ:۔ اذان باوضو دینا مستحب ہے، لیکن اگر بغیر وضو کے اذان دے دی گئی تو گنجائش ہے اور بلا وضو اقامت کہنا بہر حال مکروہ ہے۔ (ھدایہ، ج/۱، ص/۹۰)

اذان کا مسنون طریقہ

مسئلہ:۔ اذان کے ہر کلمہ کو ایک سانس میں ادا کرنا اور ہر کلمہ کے آخر میں جزم کرنا مسنون ہے۔ (مراقی الفلاح ۱۹۵)

مسئلہ:۔ اذان دیتے وقت کانوں مں انگلیاں ڈالنا بھی مستحب ہے۔

ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا

مسئلہ:۔ ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے۔ (احسن الفتاوی، ج/۲، ص/۲۹۰)

مسجد میں جماعت کے بعد منفرد کے لئے اقامت کہنا مکروہ ہے

مسئلہ:۔ اگر مسجد میں اذان ہو چکی ہو تو منفرد کے لئے مسجد کے اندر اذان و اقامت کہنا مکروہ ہے۔ (احسن الفتاوی، ج/۲، ص/۲۷۹)

الصلوٰۃ خیر من النوم چھوڑ دیا

مسئلہ:۔ اگر فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم چھوٹ جائے مگر فوراً اذان ختم ہونے سے پہلے یاد بھی آ جائے تو اس کلمہ کو کہہ لینا چاہیئے، اور پھر بعد کے کلمات کو لوٹا لے، لیکن اگر اذان ختم کرنے کے بعد یاد آئیں تو اب اذان مکمل ہوگئی، لوٹانے یا مذکورہ کلمہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ (احسن الفتاوی، ج/۲، ص/۲۸۶)

مغرب کی اذان و اقامت میں کتنی تاخیر کی جائے

مسئلہ:۔ مغرب کی اذان اور اقامت میں اتنی تاخیر کرنی چاہیئے کہ جس میں تین چھوٹی یا ایک لمبی آیت پڑھی جا سکے۔ (بدائع الصنائع زکریا، ج/۱، ص/۳۷۱)

نوٹ:۔ تاہم رمضان میں نمازیوں کی رعایت کی وجہ سے اگر مغرب کی اذان اور جماعت میں ۱۰۔۱۵/ منٹ کا فصل بقدر ضرورت کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال:۔ کن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

درج ذیل تین اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے (۱) طلوع شمس سے ارتفاع شمس (سورج بلند ہونے) تک (۲) زوال کے وقت (۳) غروب شمس

کے وقت، سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد نماز پڑھنا چاہیئے، زوال کے وقت آٹھ منٹ آگے پیچھے تقریباً دس منٹ پہلے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند وقف، ج۴،ص۱۰۴)

غروب شمس سے کچھ پہلے اسی دن کی عصر کی نماز

مسئلہ:۔ جب سورج میں سرخی آجائے تو اگر کوئی شخص اسی دن کی عصر کی نماز اس وقت پڑھ لے تو ادا ہوجائے گی؛ لیکن اس وقت قضا شدہ نماز یا نفل پڑھنا بالکل درست نہیں ہے۔ (ھدایہ، ج۱،ص۸۵)

بوقت غروب عصر کی نماز کا حکم

مسئلہ:۔ عصر کی نماز پڑھتے پڑھتے آفتاب غروب ہوجائے تو عصر کی نماز صحیح ہوجائے گی، اعادہ لازم نہیں۔ (نورالایضاح،ص۵۹)

سورج کے طلوع کے وقت نماز فجر صحیح نہیں

مسئلہ:۔ طلوع آفتاب کے وقت نماز فجر پڑھنا جائز نہیں اور اگر نماز کے دوران آفتاب طلوع ہوگیا تو نماز فاسد ہوجائے گی اور اعادہ واجب ہوگا۔ ولو طلعت الشمس فی خلال الفجر تفسد فجره۔ (ھدایہ، ج۱،ص۶۸)

طلوع آفتاب کے وقت سجدۂ تلاوت

مسئلہ:۔ سجدۂ تلاوت مکروہ وقت میں تلاوت کی وجہ سے واجب ہوا ہو تو وقت مکروہ میں اس کا ادا کرنا کراہت تنزیہی کے ساتھ جائز ہے، اور تاخیر افضل ہے، اور اگر وقت مکروہ سے پہلے واجب ہوا ہو تو وقت مکروہ میں ادا کرنا جائز نہیں،

اگر کر لیا تو اعادہ واجب ہوگا۔ (ھدایہ، ج ۱، ص ۸۵)

صبح صادق کے بعد قضا نماز

مسئلہ:۔ صبح صادق کے بعد قضا نماز پڑھنا شرعاً درست ہے ۔(عالمگیری، ج ۱، ص ۵۳)

فجر کی نماز کے بعد قضا نماز کا حکم

مسئلہ:۔ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے تک قضا نماز پڑھنا جائز ہے۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۵۳)

عصر کی نماز کے بعد قضا نماز

جب تک سورج میں زردی نہ آجائے اس وقت تک عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھنا جائز ہے۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۵۳)

شرائط نماز

جو باتیں نماز شروع کرنے سے پہلے ضروری ہیں ان کو شرط کہتے ہیں، نماز کی شرطیں یہ ہیں:

(۱) جسم کا پاک ہونا، نجاست حقیقیہ سے بھی کہ اس کو دور کرلیں، اور نجاست حکمیہ سے بھی کہ وضو یا غسل جس کی ضرورت ہو کرلیں (۲) کپڑا اور جگہ کا پاک ہونا (۳) ستر کا چھپانا (مرد کے لئے ناف سے لیکر گھٹنے تک، اور عورت کے لئے چہرہ، دونوں ہاتھ کی ہتھیلی اور دونوں پیروں کے علاوہ پورا جسم ستر ہے اس کو ڈھکنا ضروری ہے (۴) قبلہ کی طرف رخ کرنا (۵) نماز کا وقت ہونا (۶) جو نماز پڑھنی ہے اس کی نیت کرنا (۷) تکبیر تحریمہ کہنا۔ وھی عندنا سبعۃ:

الطهارة من الاحداث والطهارة من الانجاس واستقبال القبلة والوقت والنية والتحريمة۔ (کتاب المسائل، ج ۱/ص ۲۶۴)

مقدار درہم سے کم یا زیادہ نجاست کے ساتھ نماز کا حکم

مسئلہ:۔ اگر کسی نمازی کے بدن یا کپڑے پر ایک درہم یعنی تقریباً ساڑھے تین ماشہ کے بقدر یا اس سے کم کوئی نجاست غلیظہ مثلاً خون، پیشاب وغیرہ لگی رہ جائے تو کراہت کے ساتھ نماز درست ہو جائے گی، اس لئے بہتر یہی ہے کہ اگر پہلے سے نجاست کا علم ہو جائے تو اسے زائل کرنے کے بعد ہی نماز پڑھیں، اور اگر یہ نجاست ساڑھے تین ماشہ سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز درست نہ ہوگی۔ (شرح وقایہ، ج ۱/ص ۱۲۴)

نجاست خفیفہ کے ساتھ نماز کا حکم

مسئلہ:۔ اگر نجاست خفیفہ (جیسے حلال جانور کا پیشاب وغیرہ) کپڑے یا بدن پر لگے رہنے کی حالت میں نماز پڑھی تو حکم یہ ہے کہ نجاست خفیفہ اگر چوتھائی بدن یا کپڑے کے برابر یا اس سے متجاوز ہو تو نماز درست نہ ہوگی اور اگر اس سے کم ہو تو نماز درست ہو جائے گی۔ وعفی دون ربع جميع بدن وثوب ولو كبيرا هو المختار۔۔۔ وعليه الفتوى من نجاسة مخففة كبول ماكول۔ (درمختار بیروت، ج ۱/ص ۴۵۶)

ستر کے احکام

سوال:۔ نماز میں مرد کو کن اعضاء کا چھپانا ضروری ہے؟

جواب:۔ نماز میں مرد کو بدن کے درج ذیل آٹھ اعضاء کا چھپانا

لازم ہے۔

(۱) پیشاب کا مقام اور اس کے ارد گرد (۲) خصیتین اور اس کے ارد گرد (۳) پاخانہ کا مقام اور اس کے آس پاس (۴۔۵) دونوں کولہے (۶۔۷) دونوں رانیں گھٹنے سمیت (۸) ناف سے لیکر زیر ناف بالوں اور ان کے مقابل میں کوکھ پیٹ اور پیٹھ کا حصہ۔ (احسن الہدایہ، ج ۱، ص ۳۴۰۔۳۴۳)

نماز میں عورت کے اعضاء مستورہ

نماز میں عورت کے لئے درج ذیل چوبیس (۲۴) اعضاء بدن کا چھپانا ضروری ہے:

(۱) پیشاب کا مقام (۲) پاخانہ کا مقام (۳۔۴) دونوں کولہے (۵۔۶) دونوں رانیں گھٹنوں سمیت (۷) پیٹ (۸) پیٹھ (دونوں پہلوؤں سمیت) (۹۔۱۰) دونوں پنڈلیاں (ٹخنوں سمیت) (۱۱۔۱۲) دونوں ابھرے ہوئے پستان (۱۳۔۱۴) دونوں کان (۱۵۔۱۶) دونوں بازو (کہنیوں سمیت) (۱۷۔۱۸) دونوں کلائیاں (گٹوں سمیت) (۱۹) سینہ (۲۰) سر (۲۱) سر کے بال (۲۲) گردن (۲۳۔۲۴) دونوں مونڈھے (بعض حضرات نے عورت کی دونوں ہتھیلوں کے ظاہری حصہ اور دونوں قدموں کے نچلے حصہ کو بھی اس کے ستر میں داخل کیا ہے، مگر اکثر فقہاء کے نزدیک یہ اعضاء ستر میں داخل نہیں ہے)

(کتاب المسائل، ج ۱، ص ۲۷۰)

سوال:۔ کتنا حصہ ستر کھلنا مانع نماز ہے؟

جواب:۔ اوپر مرد یا عورت کے جونمبر وار اعضاء مستورہ لکھے گئے ہیں ان میں سے کسی ایک عضو (مثلاً ایک کان یا ایک کولہے) کا ایک چوتھائی حصہ

بھی نماز کے کسی رکن میں تین مرتبہ (رکوع یا سجدہ والی) تسبیح پڑھنے کے بقدر خود بخود کھل جائے تو نماز صحیح نہ ہوگی، اور اگر شروع نماز میں یہ کیفیت ہوتو نماز شروع ہی نہ ہوگی۔ (نورالایضاح ،ص ۶۸)

انتہائی باریک کپڑے پہن کر نماز پڑھنا

مسئلہ:۔ اگر ایسے کپڑے سے ستر چھپایا جس سے بدن کا اندرونی حصہ باہر صاف جھلکتا ہے تو ایسے باریک کپڑے پہن کر نماز درست نہ ہوگی ۔والثوب الرقيق الذی يصف ماتحته لاتجوز الصلوٰة فيه ،کذا فی التبيين۔ (هندیہ، ج ۱ص ۵۸)

نماز میں باریک دوپٹہ کا استعمال

مسئلہ:۔ عورت کا ایسے باریک کپڑا پہن کر نماز پڑھنا درست نہیں جس سے بال صاف نظر آتے ہوں۔ وعادم ساتر لايصف ماتحته (کتاب المسائل، ج ۱،ص ۲۷۴)

ننگے سر نماز پڑھنا

مسئلہ:۔ مرد کے لئے نماز میں سر ڈھاکنا اگرچہ لازم نہیں؛ لیکن بلا کسی عذر کے محض سستی اور لاپرواہی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا خلاف ادب اور مکروہ ہے۔ (کتاب المسائل، ج ۱،ص ۲۷۵)

مسائل استقبال قبلہ

مسئلہ:۔ نماز کے دوران قبلہ رخ ہونا فرض ہے، اگر سامنے کعبہ نظر آرہا ہو تو عین کعبہ کی طرف اس طرح چہرہ کرنا کہ اگر پیشانی سے لکیر نکال لیں تو

کعبہ سے لگ جائے، لازم ہے، اور اگر مکہ میں ہے اور کعبہ نظر نہیں آ رہا ہے تو مسجد حرام کی طرف رخ کرنا ضروری ہے، اور اگر مکہ سے باہر ہے تو قبلہ کی سمت رخ کر لینا کافی ہے، جیسے ہمارے ہندوستان سے پچھّم سمت۔ (احسن الفتاوی، ج ۲/ص/۳۱۹)

قبلے سے کتنے درجے انحراف تک نماز جائز ہے

مسئلہ:۔ سمت قبلہ سے تھوڑا ہٹ کر نماز پڑھ لی جائے تو کوئی حرج نہیں، نماز ہو جائے گی، اس کی مقدار یہ ہے کہ نمازی کی پیشانی کا کوئی نہ کوئی حصہ قبلہ کی سمت رہے، یعنی پچھّم سمت میں دونوں جانب ۴۵/۴۵/ ڈگری سے کم پھرنا معاف ہے، ۴۵/ ڈگری یا اس سے زیادہ پھر جائیں، گھوم جائیں تو نماز نہ ہوگی، واضح ہو کہ ہر سمت میں نوے (۹۰) ڈگری ہوتی ہے دونوں جانب ۴۵/۴۵/ ڈگری تک ہی سمت باقی رہتی ہے اس سے آگے بدل جاتی ہے۔ (احسن الفتاوی، ج ۲/ص/۳۱۳، آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۲/ص/۲۲۹)

اگر مسافر کو قبلہ معلوم نہ ہو تو کیا کرے

سوال:۔ اگر مسافر دوران سفر کسی ایسی جگہ قیام کرے جہاں قبلہ کی سمت کا اندازہ نہ ہو سکے تو پھر کیا کرے؟

جواب:۔ اگر ایسی جگہ ہو جہاں قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو سکے نہ کوئی علامت ہو، نہ کوئی بتانے والا ہو، تو غور و فکر کریں، اور جدھر دل کا رجحان ہو اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیں بغیر تحری غور و فکر کے نماز شروع کرنا درست نہیں، اور اگر دوران نماز صحیح سمت معلوم ہو جائے تو نماز ہی میں اس طرف گھوم جائیں،

اور اگر نماز پڑھنے کے بعد پتا چلا کہ قبلہ دوسری طرف تھا تب بھی نماز ہوگئی، اعادہ ضروری نہیں۔ (احسن الفتاوی، ج ۲/ص ۳۱۸، آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۲/ص ۲۲۹)

نماز کے دوران چہرہ قبلہ سے پھر جانا

مسئلہ:۔ نماز میں صرف چہرہ قبلہ سے پھر جانے سے اگرچہ نماز فاسد نہیں ہوتی مگر یہ مکروہ تحریمی اور گناہ ہے۔ (کتاب المسائل، ج ۱/ص ۲۸۶)

نماز کے دوران سینہ قبلہ سے پھر جانا

مسئلہ:۔ اگر دوران نماز نمازی کا سینہ قبلہ کے رخ سے بلا عذر پوری طرح پھر جائے تو فوراً نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر بھول سے ہوا اور فوراً یعنی تین مرتبہ تسبیح کہنے سے پہلے پہلے درست ہو گیا تو نماز صحیح ہو جائے گی۔ (احسن الفتاوی، ج ۲/ص ۳۲۰)

نیت کے مسائل

نیت کی حقیقت:

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول اور اس کے حکم کی تعمیل کی غرض سے کسی کام کو انجام دینے کا ارادہ کرنا شرعاً نیت کہلاتا ہے۔

نیت کا مقصد

نیت کرنے سے مقصود شرعاً دو چیزیں ہیں (۱) عبادات کو عادات سے امتیاز کرنا (مثلاً کھڑا ہونا کبھی محض طبعی خواہش کی بنا پر ہوتا ہے اور یہی کھڑا ہونا جب نماز کی نیت سے ہو تو عبادت بن جاتا ہے (۲) بعض عبادات کو بعض سے ممتاز کرنا (مثلاً ظہر اور عصر کی رکعات ایک جیسی ہیں مگر نیت الگ الگ ہونے

سے یہ الگ الگ عبادتیں قرار پاتیں ہیں) المقصود منها تمييز العبادات من العادات وتميز بعض العبادات عن بعض۔(الاشباہ والنظائر قدیم، ج ۱/ص ۵۷، قاموس الفقہ، ج ۵/ص ۲۵۱)

سوال:۔ کیا زبان سے نیت کرنا ضروری ہے؟

جواب:۔ نیت صرف دل سے ارادہ کرلینے کا نام ہے، لہذا نیت کی صحت کے لئے زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا لازم نہیں ہے؛ لکن جو شخص زبان سے الفاظ نیت ادا کئے بغیر اپنے دل کو مستحضر (حاضر) کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے زبانی نیت کرنا بھی کافی ہے؛ بلکہ بہتر ہے۔ لا يشترط مع نية القلب التلفظ فی جمیع العبادات ۔(فتاودارالعلوم دیوبند، ج ۲/ص ۲۰۷، قاموس الفقہ، ج ۵/ص ۲۵۴)

منفرد نمازی کی نیت

مسئلہ:۔ اکیلے نماز پڑھنے والے (منفرد) کے لئے صرف یہ دل سے ارادہ کرلینا کافی ہے کہ میں فلاں وقت کی فرض نماز (مثلاً ظہر، عصر) ادا کررہا ہوں تعداد رکعات اور قبلہ رخ ہونے کی نیت لازم نہیں۔(آپ کے مسائل اوران کا حل، ج ۲/ص ۲۲۸، الاشباہ والنظائر قدیم، ج ۱/ص ۳۶)

مقتدی کی نیت

مسئلہ:۔ جماعت میں شامل ہونے والے مقتدی کے لئے دو باتوں کی نیت ضروری ہے، اول یہ کہ متعین کرے کہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے۔ دوسرے یہ نیت کرے کہ میں اس محراب میں کھڑے ہوئے امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہوں۔(کتاب المسائل، ج ۱/ص ۲۸۹، الاشباہ والنظائر قدیم، ج ۱/ص ۳۴)

نیت کا اصل وقت

مسئلہ:۔ نیت کا اصل وقت نماز شروع کرنے سے پہلے ہے، گرچہ بہت پہلے نیت کر لے، عین نماز سے پہلے نیت کرنا افضل ہے۔(کتاب المسائل، ج۱/ص۲۹۰)

قضاء عمری کی نیت

مسئلہ:۔ کسی شخص پر اگر لمبی مدت کی نمازیں قضا ہوں تو ان کو ادا کرتے وقت نیت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ نیت کرلے کہ میں مثلاً قضا شدہ ظہر کی نمازوں میں سے پہلی یا آخری ظہر ادا کر رہا ہوں، ہر قضا نماز میں اسی طرح نیت کرتا رہے، تو اسی نیت سے اس کی نمازیں ادا ہوتی رہیں گی۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج۲/ص۴۱۲)

نماز کے فرائض

سوال:۔ نماز کے اندر کتنی چیزیں فرض ہیں؟

جواب:۔ نماز کے اندر چھ چیزیں فرض ہیں: (۱) تحریمہ: کلمات ذکر (جیسے اللہ اکبر) سے نماز شروع کرنا (۲) قیام، فرض، واجب اور نذر کی نمازوں میں کھڑا ہونا (۳) قرأت، یعنی فرض نمازوں کی دو رکعتوں اور سنن اور نوافل اور وتر کی ہر رکعت میں قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھنا (۴) رکوع کرنا (۵) سجدہ کرنا (۶) تشہد پڑھنے کے بقدر قعدہ اخیرہ میں بیٹھنا۔ فرائض الصلوۃ ستۃ: التحریمۃ والقیام والقراءۃ والرکوع والسجود والقعدۃ فی آخر الصلوٰۃ مقدار التشہد۔(ہدایہ، ج/۱، ص/۹۸)

علاوہ ازیں بعض ائمہ کے نزدیک نماز کے افعال میں تعدیل

(اطمینان) اور اپنے ارادہ سے نماز سے نکلنا بھی فرائض میں شامل ہیں۔(حلبی کبیر،ص ر ۲۵۷)

اگر امام سے پہلے مقتدی کی تکبیر ختم ہوگئی

مسئلہ:۔ اگر مقتدی نے تکبیر تحریمہ اتنی جلدی کہہ لی کہ امام کی تکبیر اللہ اکبر کا کوئی جز باقی تھا تو مقتدی کی نماز شروع نہیں ہوئی از سر نو تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو، اس لئے کہ امام کے نماز میں داخل ہونے سے پہلے مقتدی کا کوئی عمل معتبر نہیں ہے۔(حلبی کبیر،ص ر ۲۶۰،آپ کے مسائل اور ان کا حل،ج ر ۳،ص ر ۳۵۶)

''آللہ اکبر'' یا ''اللہ آکبر'' کہنے کا حکم

مسئلہ:۔ اگر دوران نماز تکبیر کہتے وقت ''اللہ اکبر'' کے بجائے ''اللہ اکبار'' کے الفاظ نکالے تو اصح قول کے مطابق نماز فاسد ہوجائے گی،اور ایسے الفاظ اگر شروع میں نکالے تو نماز شروع ہی نہ ہوگی،اسی طرح ''آللہ اکبر یا اللہ آکبر'' کسی نے ناواقفیت کی وجہ سے یا جان بوجھ کر کہے تو نہ صرف یہ کہ نماز فاسد ہوجائے گی؛ بلکہ جان بوجھ کر کہنے کی صورت میں اس شخص کے کافر ہونے کا اندیشہ ہے،(بہت سے امام اور مؤذنین ومکبرین اس کا خیال نہں کرتے ،اپنی اور مقتدیوں کی نماز خراب کرتے ہیں،انہیں اللہ سے ڈرنا چاہئے)(حلبی کبیر،ص ر ۲۵۹،شامی زکریا،ج ر ۲،ص ر ۱۷۹)

آدھی تکبیر قیام میں اور آدھی رکوع کی حالت میں کہی

مسئلہ:۔ اگر مقتدی اس حال میں جماعت میں پہونچا کہ امام رکوع میں جا چکا تھا،مقتدی نے جلد بازی میں اس طرح تکبیر کہی کہ لفظ ''اللہ'' تو

کھڑے ہونے کی حالت میں ادا کیا اور لفظ ''اکبر'' اس کی زبان سے اس وقت نکلا جب کہ وہ رکوع کی حالت میں پہونچ چکا تھا تو اس مقتدی کی نماز شروع نہیں ہوئی، اس لئے کہ پوری تکبیر تحریمہ کا کھڑے ہونے کی حالت میں کہنا فرض ہے۔ (عالمگیری، ج ر۱، ص ر۶۹، حلبی کبیر، ص ر۲۶۰)

بلا عذر بیٹھ کر نماز فرض جائز نہیں

مسئلہ:۔ جو شخص کھڑے ہونے پر قادر ہوں اس کے لئے فرض نماز بیٹھ کر پڑھنی کسی حال میں جائز نہیں ہے، (بعض لوگ ٹرین میں بلا عذر سیٹ پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ لیتے ہیں ان کی نماز درست نہیں ہوتی) البتہ نفل نماز بیٹھ کر بلا عذر بھی درست ہے، مگر ثواب کم ہے۔ (کتاب المسائل، ج ر۱، ص ر۲۹۷، حلبی کبیر، ص ر۲۷۰)

نماز کے واجبات

فرض کے علاوہ جن باتوں کو نماز میں کرنا ضروری ہے کہ اگر جان بوجھ کر چھوڑ دیں تو دوبارہ نماز پڑھنی ضروری ہے، اگر نہ پڑھیں تو بڑا گناہ ہوگا، اور اگر بھول سے نہ کرسکیں تو سجدۂ سہو سے نماز صحیح ہوجاتی ہے، ان باتوں کو واجب کہتے ہیں۔

سوال:۔ نماز کے اندر کتنی چیزیں واجب ہیں؟

جواب:۔ نماز کے اندر اکیس (۲۱) واجبات ہیں: بہت سارے لوگوں نے اس سے کم وبیش بھی لکھا ہے، (۱) تکبیر تحریمہ میں ''اللہ اکبر'' کہنا (۲) سورۂ فاتحہ یعنی الحمد شریف پڑھنا (۳) سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت یا تین چھوٹی آیت یا ایک بڑی آیت ملانا (۴) فرض کی ابتدائی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لئے متعین کرنا (۵) سورہ فاتحہ کا دوسری قرأت (کسی سورۃ یا آیت) سے

پہلے پڑھنا(٦) سورہ فاتحہ کا تکرار نہ کرنا (۷۔۸) امام کے لئے جہری نمازوں (فجر، مغرب، عشاء جمعہ، عیدین کی اول دو رکعتوں اور وتر کی سب رکعتوں میں جہراً بلند آواز سے اور سری نمازوں (ظہر، عصر) میں سراً آہستہ آواز سے قرأت کرنا۔(۹) تعدیل ارکان (ہر ہر عمل کو اطمینان سے ادا کرنا، بہت جلدی نہ کرنا)(۱۰) قومہ کرنا(۱۱) سجدہ میں پیشانی کے ساتھ ناک زمین پر رکھنا(۱۲) ہر رکعت میں دونوں سجدے لگاتار رکھنا (۱۳) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (۱۴) قعدہ اولیٰ کرنا(۱۵) قعدہ اولیٰ اور قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنا واجب ہے (۱٦) قعدہ اولیٰ کے بعد بلا تاخیر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا (۱۷) افعال نماز میں بلافصل ترتیب باقی رکھنا اگر کسی نے پہلی رکعت میں دوسرے سجدے سے اٹھتے ہوئے سیدھے کھڑے ہونے کے بجائے قعدہ میں بیٹھ گیا یا لگاتار دو رکوع یا تین سجدے کرلیا تو ترتیب میں خلل پڑنے کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوجائے گا (۱۸) لفظ سلام سے نماز ختم کرنا(۱۹) وتر کی نماز میں قنوت پڑھنا (۲۰) عیدین کی زائد تکبیر کہنا (۲۱) عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر کہنا

(تکمیل الایضاح، ص ر۱۰۸، کتاب المسائل، ج ر۱، ص ر۳۱۲۔۳۱۸)

نماز کی سنتیں

فرائض وواجبات کے سوا تمام افعال سنت یا مستحب ہیں، سنتوں سے فرائض اور ارکان کی تکمیل ہوتی ہے، اگر ہم سنتوں کی مکمل رعایت کریں گے تو ہمارے فرائض مکمل اور اچھی طرح سے ادا ہوجائیں گے، نماز کی سنتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نماز کی سنتیں اکیاون ہیں

تکبیر تحریمہ کی سنتیں:

(۱) تکبیر تحریمہ کے لئے دونوں ہاتھوں کو اٹھانا (۲) دونوں ہاتھوں کو تکبیر کہنے سے پہلے اٹھانا (۳) دونوں ہاتھوں کا کانوں تک اس طرح اٹھانا کہ انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل ہوں اور انگلیوں کے سرے کانوں کے کناروں کے مقابل ہو البتہ عورت دونوں ہاتھ کندھے تک اٹھائے گی (۴) ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں سیدھی اپنی حال پر کھلی رکھنا یعنی نہ بہت ملی ہوئی ہوں اور نہ بہت کھلی ہوئی ہوں انگلیوں اور ہتھیلیوں کو قبلہ رخ رکھنا۔ (۵) تکبیر تحریمہ کہتے وقت سر کو نہ جھکانا بلکہ اعتدال کے ساتھ سیدھا کھڑا ہونا (۶) تکبیر تحریمہ کے بعد ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح رکھنا کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی کلائی کے جوڑ پر رہے، انگوٹھے اور چھنگلیاں سے حلقہ بنا کر کلائی کو پکڑیں باقی تین انگلیاں کلائی کی پشت پر رہیں، اور عورتیں سینے پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھیں، حلقہ نہ بنائیں۔

قیام وقرأت کی سنتیں:

(۷) قیام میں قدموں کے درمیان چار انگل کے بقدر کشادگی رکھنا، عورتیں دونوں پیر ملائے رکھیں گی (۸) قیام میں پیر کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا (۹) پہلی رکعت میں ثنا یعنی سبحانک اللھم آخر تک پڑھنا (۱۰) پہلی رکعت میں تعوذ یعنی اعوذ باللہ پڑھنا (۱۱) ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا، اس میں بڑی غفلت ہوتی ہے، اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے (۱۲) فرض نماز کی پہلی اور دوسری رکعت کے علاوہ بقیہ رکعات میں صرف سورۂ فاتحہ

پڑھنا (۱۳) ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ختم ہونے پر آہستہ آواز سے آمین کہنا، خواہ امام ہو یا منفرد، اور جہری نمازوں میں مقتدی بھی کہے، اسی طرح ثنا، تعوذ اور تسمیہ کو آہستہ آواز سے کہنا (۱۴) جب سفر میں نہ ہوں یا سفر اطمینان کی حالت میں ہوں تو فجر اور ظہر کی نماز میں طوال مفصل (سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک) عصر اور عشاء میں اوساط مفصل (سورۂ طارق سے سورۂ لم یکن تک) اور مغرب میں قصار مفصل (سورۂ اذا زلزلت سے سورۂ ناس تک) پڑھنا (۱۵) صرف فجر کی نماز میں پہلی رکعت کی قرأت دوسری رکعت سے لمبی کرنا۔

رکوع کی سنتیں:

(۱۶) رکوع میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ پڑھنا (۱۷) رکوع میں پیٹھ کو اس طرح پھیلی ہوئی ہموار کردینا کہ پانی کا پیالہ اس پر رکھ دیا جائے تو ٹھہرا رہے، (۱۸) رکوع میں سر اور سرین کو ایک سیدھ میں رکھنا، سر کو نہ اونچا رکھنا نہ نیچا بلکہ سر، پیٹھ اور سرین تقریباً ایک سیدھ میں برابر ہوں (۱۹) دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اپنے گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑنا (۲۰) انگلیوں کو خوب کھلا رکھنا (۲۱) پنڈلیوں کو سیدھا کھڑا رکھنا اور گھٹنوں میں خم نہ دینا (نہ ملانا) (۲۲) بازؤوں کو پہلو سے جدا رکھنا، رکوع کا یہ مسنون طریقہ مردوں کے لئے ہے، عورتیں رکوع میں صرف اس قدر جھکیں کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہونچ جائیں کمر بالکل سیدھی نہ بچھائیں، ہاتھ کی انگلیاں ملی ہوئی ہوں، اور گھٹنوں پر ہاتھ صرف رکھ دیں، زور نہ دیں، گھٹنوں کو ذرا ٹیڑھا رکھیں، اور بازو سے ملے رہیں۔

قومہ اور تبدیلئ ارکان کی سنتیں:

(۲۳) رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا، اس کو قومہ کہتے ہیں (۲۴) قومہ میں امام سمع اللہ لمن حمدہ اور مقتدی ربنا لک الحمد کہے، جبکہ منفرد دونوں

کہے (۲۵) ہر رکن تبدیل کرتے وقت تکبیر کہنا، یعنی رکوع وسجود میں جاتے وقت اور سجدہ سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہنا (۲۶) امام کو یہ تکبیریں سمع اللہ لمن حمدہ اور سلام بقدر ضرورت بلند آواز سے کہنا اور اس میں لوگوں کو خبردار کرنے کی نیت کرنا، اسی طرح مکبر بھی خبردار کرانے کی نیت سے تکبیر اور ربنا لک الحمد کہے، مقتدی و منفرد آہستہ کہیں کہ خود سن لیں۔

سجدے کی سنتیں:

(۲۷) سجدے میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ، پھر ناک، پھر پیشانی رکھنا (۲۸) سجدے سے اٹھتے وقت اس کے برعکس پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر دونوں ہاتھ، پھر گھٹنے اٹھانا (۲۹) سات اعضاء (دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں کے پنجے اور پیشانی) پر سجدہ کرنا، ناک پیشانی کے ساتھ شامل ہے، اس لئے بلا عذر صرف پیشانی پر سجدہ کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے، اور صرف ناک پر سجدہ کرنا بلا عذر جائز نہیں، عذر کی وجہ سے کسی ایک پر اکتفاء کرنا جائز ہے (۳۰) سجدے میں دونوں ہاتھ کی انگلیوں کو ملا ہوا رکھنا، قبلہ رخ رکھنا (۳۱) سجے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان کرنا (۳۲) دونوں سجدے میں دونوں پاؤں کھڑے رکھنا، اس طرح کہ پیروں کی سب انگلیاں قبلہ رخ ہوں (۳۳) بازؤوں کو پہلوؤں سے جدا رکھا، لیکن جماعت کے اندر پہلو سے قریب رکھنا تاکہ بغل والے کو پریشانی نہ ہو (۳۴) کہنیوں کو زمین پر نہ بچھانا بلکہ اٹھا ہوا رکھنا (۳۵) پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنا (سجدہ کا یہ طریقہ مردوں کے لئے ہے، عورتیں بازو پہلوؤں سے، پیٹ ران سے، ران پنڈلیوں سے اور کہنیاں زمین سے ملا دیں، پاؤں کے پنجے کھڑے نہ کریں اور ہاتھوں پر زور نہ دیں بلکہ جس طرح التحیات میں بیٹھتی ہیں اس طرح بیٹھ کر اور سمٹ کر سجدے کے لئے پیشانی زمین پر لگائیں) (۳۶) ہر سجدے میں کم

ازکم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنا (۳۷) دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا، اس کو جلسہ کہتے ہیں، (۳۸) دوسرے سجدے کے بعد جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں تو پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھنا (عذر کی حالت میں زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھنے میں حرج نہیں)

جلسہ وقعدہ کی سنتیں:

(۳۹) ہر جلسہ وقعدہ میں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا، اور دائیں پاؤں کو اس طرح کھڑا رکھنا کہ اس کی انگلیوں کے سرے قبلہ کی طرف رہیں (۴۰) دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا (۴۱) ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑنا، یعنی نہ قصداً ملانا نہ پھیلانا (۴۲) انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونا، گھٹنے کو پکڑنا نہیں چاہئیے (عورتیں بائیں سرین پر بیٹھ کر اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دیں) (۴۳) تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا، اس طرح کہ التحیات پڑھتے ہوئے جب کلمۂ شہادت پر پہونچیں تو داہنے ہاتھ کی دونوں چھوٹی انگلیوں کو بند کرلیں، بیچ والی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر گول بنالیں، جب اشھد ان لا الہ پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی اٹھائیں اور الا اللہ پر گرادیں (۴۴) قعدہ اخیرہ میں نبی کریمؐ پر درود پڑھیں (درود ابراہیمی پڑھنا سب سے افضل ہے) (۴۵) قعدہ اخیرہ میں درود کے بعد سلام سے پہلے قرآن کے مشابہ کوئی دعاء ماثورہ پڑھنا، ہمارے عرف میں عام طور پر اللھم انی ظلمت نفسی الخ پڑھی جاتی ہے۔

سلام کی سنتیں:

(۴۶) پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیرنا (۴۷) سلام کے وقت منہ کو دائیں اور بائیں طرف اتنا پھیرنا کہ اس کے داہنے رخسار کی سفیدی اس طرف کے پیچھے والے نمازی کو نظر آجائے اور اسی قدر بائیں طرف

بھی پھیرے، (۴۸) امام کو دونوں سلام بلند آواز سے کہنا، مگر دوسرے سلام کا پہلے کی نسبت پست آواز سے ہونا (۴۹) امام کو داہنی طرف کے سلام میں دائیں طرف والے اور بائیں طرف کے سلام میں بائیں طرف والے مقتدیوں ،فرشتوں اور نیک جنات کی نیت کرنا،مقتدی کو ہر طرف کے سلام میں اس طرف کے مقتدیوں ،فرشتوں اور نیک جنات کی اور جس طرف امام ہوتو اس طرف کے سلام میں امام کی بھی نیت کرنا، اگر مقتدی بالکل امام کے پیچھے ہوتو دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کرے،منفرد دونوں طرف میں صرف فرشتوں کی نیت کرے، (۵۰) سلام ان لفظوں سے ہونا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مقتدی ومسبوق سے متعلق سنتیں:

(۵۱) مقتدی کے تمام ارکان امام کے ساتھ ادا ہونا، اسی طرح مقتدی کی تکبیر تحریمہ، دیگر تکبیرات، اور سلام کا امام کے ساتھ ہونا (۵۲) مسبوق کا امام کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا،یعنی اپنی چھوٹی ہوئی نماز پوری کرنے کے لئے اس وقت اٹھنا جب امام دونوں طرف سلام پھیر لے یا دوسرا سلام شروع کر دے، کیونکہ اس سے پہلے ممکن ہے کہ امام سجدۂ سہو کرے (تکمیل الایضاح،ص/۱۱۲ تا ۱۱۸، کتاب المسائل، ج/۱،ص/۳۵۴ تا ۳۶۱)

نماز کے مستحبات

سوال:۔ مستحبات نماز کیا ہیں؟

جواب:۔ مردوں کو تکبیر تحریمہ کہتے وقت اپنے ہاتھ چادر یا آستین سے باہر نکال کر اٹھانا مستحب ہے، اور عورتوں کو دوپٹے اور چادر کے اندر ہی ہاتھ اٹھانا ہے (مراقی الفلاح،ص/۱۵۱)

نماز میں خشوع وخضوع برقرار رکھنے کے لئے مستحب ہے کہ حالت قیام میں سجدہ کی جگہ نظر جمی رہے، حالت رکوع میں قدموں پر نظر رہے، سجدہ میں ناک پر نگاہ رہے، اور حالت قعدہ میں اپنی گود پر نظر رہے، سلام پھیرتے وقت مونڈھے پر نظر رہے۔ (مراقی الفلاح ،ص/۱۵۱) ہر رکعت میں پوری سورت پڑھنا افضل ہے۔

ہر جمعہ کو نماز فجر کی پہلی رکعت میں (الم سجدہ) اور دوسری رکعت میں (سورۂ دہر) پڑھنا مستحب ہے، لیکن اس کو ایسا لازم نہ سمجھا جائے کہ ناواقف عوام یہ سمجھنے لگیں کہ ان سورتوں کے علاوہ پڑھنا جائز ہی نہیں، لہذا کبھی کبھی اس وہم کو دور کرنے کے لئے قصداً اس التزام کو چھوڑ دینا چاہیئے (بدائع الصنائع ،ج/۱،ص۲۹۶)

ایک ادب یہ ہے کہ نماز کے دوران حتی الامکان کھانسی اور ڈکار کو روکا جائے (مراقی الفلاح ،ص/۱۰۲، کبیری،ص/۳۵۱) جمائی کے وقت منہ بند کرنا۔ (مراقی الفلاح ،ص/۱۵۱، کتاب المسائل، ج/۱،ص/۳۴۶ تا ۳۴۹)

مکروہات نماز

سوال:۔ نماز کے اندر کتنی چیزیں مکروہ ہیں؟

جواب:۔ صاحب نورالایضاح نے اپنی کتاب میں ستر (۷۰) چیزیں شمار کی ہیں، یہاں کچھ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

’’مکروہ‘‘ یعنی وہ چیزیں جن کے کرنے سے نماز تو ہوجاتی ہے؛ لیکن ثواب کم ہوجاتا ہے، وہ یہ ہیں: (۱) اپنے بدن، کپڑے، ڈاڑھی یا زیور وغیرہ سے کھیلنا (۲) انگلیاں چٹخانا (۳) کمر پر ہاتھ رکھنا (۴) سینہ پھرائے بغیر ادھر ادھر دیکھنا (۵) جانور کی تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا (٦) تصویر والے کپڑے پر

نماز پڑھنا(۷) صاف کپڑے رہتے ہوئے نہایت میلے کچیلے کپڑوں میں نماز پڑھنا (۸) ہاتھ سے سلام کا جواب دینا (۹) پیشاب پاخانہ کے زور کی حالت (لگے ہونے کی حالت) میں نماز پڑھنا (۱۰) تیز بھوک کی حالت میں نماز پڑھنا جبکہ سامنے مرغوب کھانا رکھا ہوا ہو اور وقت میں گنجائش ہو (یعنی کھا کر نماز پڑھ سکتا ہو) (۱۱) بلاضرورت کھنکھارنا یا کھانسنا (۱۲) غسل خانہ وغیرہ جہاں نجاست کا اندیشہ ہو وہاں نماز پڑھنا (۱۳) سر کا نہ ڈھکنا (۱۴) آستین یا دامن سمٹے ہوئے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا، اگر جلد بازی میں آستین چڑھی ہوئی حالت میں نماز میں داخل ہو جائیں تو چاہئے کہ معمولی عمل سے آستین ٹھیک کرلیں (۱۵) مرد کا اپنے بالوں کا ربڑ وغیرہ سے باندھ کر نماز پڑھنا (۱۶) بلا ضرورت ٹیک لگا کر نماز پڑھنا، فرض نماز بلاضرورت ٹیک لگا کر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے (۱۷) صرف لنگی یا پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا (۱۸) نماز میں پنکھا جھلنا، نماز پڑھتے ہوئے نمازی کو خود ایک دو مرتبہ پنکھا جھلنا مکروہ تحریمی ہے (اگر مسلسل پنکھا جھلتا رہا تو نماز فاسد ہو جائے گی) (۱۹) امام سے پہلے ارکان ادا کرنا، اس پر سخت وعید بھی وارد ہوئی ہے (۲۰) نماز میں آنکھیں بند رکھنا (۲۱) بلاضرورت پسینہ صاف کرنا (۲۲) امام کا محراب کے اندر کھڑا رہنا (۲۳) دوران نماز انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا (۲۴) بیچ راستہ میں نماز پڑھنا (چلتے ہوئے راستہ پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے) (۲۵) دوسری رکعت کو پہلی سے طویل (لمبی) کرنا (۲۶) نماز میں بلاضرورت جوں یا مچھر وغیرہ مارنا (۲۷) نماز میں کندھا کھلا رکھنا (۲۸) نیت باندھتے وقت بائیں ہاتھ کو اوپر رکھنا (کتاب المسائل، ج/۱، ص/۳۶۶ تا ۳۸۴، تکمیل الایضاح، ص/۱۵۳ تا ۱۵۸)

مفسداتِ صلوٰۃ

(نماز کو فاسد کرنے والی کچھ چیزیں)

نماز فاسد ہونے کے بعد نئے سرے سے دوبارہ نماز پڑھنی ضروری ہے، نماز کو فاسد (توڑنے والی کچھ چیزیں ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں:

(۱) نماز کے دوران کھانا، پینا، اگرچہ بھول کر یا غلطی سے ہو، کم ہو یا زیادہ، البتہ اگر صرف ذائقہ منہ میں باقی ہو، یا دانت میں کچھ پھنسا تھا جو چنے سے کم تھا اور اس کو نگل گیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی (۲) بات چیت کرنا، اگرچہ ایک دو لفظ ہی ہو (۳) زبان سے سلام کرنا (۴) زبان سے کسی کے سلام یا کسی بات کا جواب دینا (۵) قبلہ کی طرف سے سینہ پوری طرح پھر جانا اور ایک رکن کے بقدر پھرا رہنا (۶) عمل کثیر کرنا، یعنی ایسا کام کرنا کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ نماز میں نہیں ہے، جیسے دونوں ہاتھ سے موبائل چلانے لگے، عورت بالوں کا جوڑا باندھنے لگے، (اگر ایک ہاتھ سے موبائل سائلینٹ کر لے تو نماز فاسد نہیں ہوتی) (۷) چوتھائی یا اس سے زیادہ کوئی ستر والا عضو کھل جانا، جو ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے بقدر کھلا رہ جائے، (۸) نماز کے دوران معاف مقدار سے زیادہ نجاست نمازی کے جسم یا کپڑے پر لگ جانا (۹) اگر نماز کی حالت میں چھوٹا بچہ ناپاک جسم یا ناپاک کپڑے (مثلاً پیمپر) کے ساتھ نمازی پر چڑھ جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی، اور اگر بچہ اتنا چھوٹا ہو جو خود نہ چل سکتا ہو اور کوئی دوسرا اٹھا کر اسے نمازی کے اوپر رکھ دے اور ایک رکن کے بقدر وہ ناپاک بدن یا کپڑے والا بچہ نمازی کے اوپر رہ گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، (۱۰) نماز کے دوران بے ہوشی

یا پاگل پن پیش آجانا وغیرہ (۱۱) بالغ یا قریب البلوغ عورت کا رکوع سجدہ والی نماز میں مرد کے دائیں بائیں یا سامنے برابر اس طرح کھڑا ہونا کہ درمیان میں کوئی فاصلہ نہ ہو، اور دونوں ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہوں، نیز امام نے عورت کے امامت کی نیت بھی کی ہو، تو مرد کی نماز فاسد ہوجائے گی، البتہ اگر مرد نے عورت کو پیچھے جانے کا اشارہ کیا مگر عورت نہیں گئی تو اب مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی، عورت کی فاسد ہوجائے گی، یہ حکم محرم نامحرم سب عورتوں کا ہے، حتی کہ اپنی بیوی کے ساتھ پڑھیں تب بھی یہی حکم ہے۔ (مراقی الفلاح، ص/۱۷۰ تا ۱۸۵، قاموس الفقہ، ج/۴، ص/۲۶۴ تا ۲۷۲)

نماز کے ضروری احکام

(نماز کے اندر فرض وواجب کے چھوٹنے کا حکم)

مسئلہ:۔ نماز کے فرائض میں سے کوئی فرض جان بوجھ کر یا بھولے سے چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوتی، اور اگر کسی فرض میں تاخیر ہوجائے تو سجدہ سہو سے نماز صحیح ہوجاتی ہے۔

سونے کی حالت میں ارکان نماز ادا کرنا

مسئلہ:۔ تمام ارکان بیداری کی حالت میں ادا کرنا ضروری ہے، نیند کی حالت میں ارکان کی ادائیگی معتبر نہیں، اگر دوران نماز نیند آگئی اور سونے کی حالت میں کوئی مکمل رکن ادا کرلیا مثلاً جلسہ میں نیند آگئی اور اسی حالت میں سجدہ کرلیا تو بیدار ہونے کے بعد اس سجدہ کو دوبارہ ادا کرنا ہوگا، اور تاخیر کی وجہ سے آخر میں سجدہ سہو بھی کرنا ہوگا، اگر رکن کو دوبارہ ادا نہ کریں تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔ (کتاب المسائل، ج/۱، ص/۳۰۹)

نفل نماز شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے

مسئلہ:۔ نفل نماز شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے، اگر فاسد ہو جائے یا توڑ دیں تو قضا لازم ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند، ج ۴/ص ۲۳۵)

بلاضرورت شدیدہ نماز نہ توڑیں

مسئلہ:۔ بلاضرورت شدیدہ نماز نہ توڑنا چاہیئے، ضرورت شدیدہ یہ ہے کہ مثلاً کوئی جانی یا مالی نقصان کا قوی اندیشہ ہو یا والدین وغیرہ کسی ضرورت سے بلائیں اور کوئی دوسرا جواب دینے والا نہ ہو، وغیرہ (گلدستۂ احکام مستند و مختصر، ص ۸۲)

مسائل سجدہ سہو

(سجدہ سہو کے بنیادی اصول)

تاخیر واجب، تقدیم واجب، تاخیر فرض، زیادتی واجب اور زیادتی فرض ان سب وجھوں سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے، مگر سجدہ سہو اس وقت واجب ہوتا ہے جب کہ یہ سب عمل سہواً (بھول کر) ہوا ہو عمداً (جان بوجھ کر) کی صورت میں نماز واجب الاعادہ ہوگی۔

سجدہ سہو واجب ہونے کے کچھ مواقع یہ ہیں

(۱) بھول کر دو رکوع کرلیں یا تین سجدہ کرلیں (۲) فرض کی پہلی دو رکعتوں اور سنن و نوافل کی تمام رکعتوں میں سورۂ فاتحہ میں سے کوئی ایک بھول جائیں (۳) یا ان رکعتوں میں ترتیب الٹ جائے کہ بھول کر پہلے سورہ پڑھ دیں (۴) نماز میں کسی جگہ رک کر سوچنے لگے اور اس سوچنے میں ہی اک رکن کی مقدار یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر وقت لگ جائے (۵) قعدہ اولیٰ میں

التحیات کے بعد بھول کر درود شریف بھی بقدر ایک رکن مثلاً اللھم صل علیٰ محمد تک یا زیادہ پڑھ لیں یا یوں ہی ایک رکن کے بقدر بیٹھے رہیں (۶) قعدہ اولیٰ میں التحیات دو مرتبہ پڑھ لیں (۷) قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑے ہونے لگیں اور پورے کھڑے ہو جائیں یا کھڑے ہونے کے قریب ہو جائیں (۸) وتر کی نماز میں دعائے قنوت بھول جائیں۔ (احسن الفتاوی، ج ۴، ص ۲۹، قاموس الفقہ، ج ۴، ص ۱۳۳ تا ۱۳۶)

سجدہ سہو کا طریقہ

سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ جب نماز کے آخر میں بیٹھیں تو التحیات پڑھنے کے بعد صرف داہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کریں، پھر بیٹھ کر التحیات، درود اور دعاء ماثورہ پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ **یجب بعد سلام واحد عن یمینہ فقط سجدتان وتشھد وسلام** ۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند، ج ۴، ص ۴۵۳، قاموس الفقہ، ج ۴، ص ۴۶۵)

مسئلہ:۔ اگر ایک نماز میں کئی بھول ہو جائے تو ایک ہی سجدہ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر نماز میں کسی غلطی کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب تھا لیکن بھول گئے اور دونوں طرف سلام پھیر دیا تو جب تک اپنی جگہ بیٹھے رہیں، قبلہ سے سینہ نہ پھرا ہو اور کوئی بات چیت نہ کی ہو، تو سجدۂ سہو کر لیں، اور پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دیں، اور اگر نماز کے مخالف کوئی کام کر چکے تھے پھر یاد آیا تو دوبارہ نماز پڑھیں۔ (احسن الفتاوی، ج ۴، ص ۴۵، فتاوی دار العلوم دیوبند، ج ۴، ص ۴۶۵)

مسئلہ:۔ عیدین اور جمعہ کی نماز میں چونکہ بھیڑ زیادہ رہتی ہے اس لئے ان میں اگر سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو معاف ہے، تاکہ انتشار نہ ہو۔ (احسن

الفتاوی، ج ۴،ص ۳۹)

مسئلہ:۔ بھول سے کوئی واجب چھوٹ جائے یا کسی فرض کی ادائیگی میں دیر ہو جائے تو سجدۂ واجب ہو جاتا ہے۔

سجدۂ تلاوت

قرآن کریم میں چودہ (۱۴) مقامات ہیں جن کو پڑھنے یا سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے، ان کو آیات سجدہ کہتے ہیں، قرآن کریم میں ان مقامات پر حاشیہ میں سجدہ لکھا ہوتا ہے۔

سجدۂ تلاوت کے اہلیت کے شرائط

مسئلہ:۔ سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لئے وہی اہلیت شرط ہے جو نماز کے فرض ہونے کے لئے شرط ہے، مثلاً مسلمان ہونا، عاقل و بالغ ہونا اور حیض و نفاس سے پاک ہونا۔

سجدۂ تلاوت کے شرائط

مسئلہ:۔ سجدۂ تلاوت کے صحیح ہونے کے لئے وہ تمام شرائط ہیں جو نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہیں، مثلاً بدن اور جگہ کی پاکی وغیرہ، البتہ سجدۂ تلاوت میں الگ سے تکبیر تحریمہ اور متعین آیت سجدہ کی نیت کرنا لازم نہیں ہے۔ (قاموس الفقہ، ج ۴، ص ۱۳۲، آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۱، ص ۸۸)

وقت مکروہ میں سجدۂ تلاوت کا حکم

مسئلہ:۔ اگر مکروہ وقت میں کسی شخص پر سجدۂ تلاوت واجب ہوا اور اس وقت اس نے ادا کرلیا تو ادا ہو جائے گا، لیکن اگر غیر مکروہ وقت میں سجدۂ

تلاوت واجب ہوا تھا تو اب مکروہ وقت میں اس کی ادائیگی درست نہ ہوگی۔ (خیر الفتاوی، ج ۲؍ص؍۶۵۸، فتاوی دار العلوم دیو بند، ج ۲؍ص؍۵۱۵)

سجدۂ تلاوت کو فاسد کرنے والی چیزیں

مسئلہ:۔ سجدۂ تلاوت کے دوران اگر حدث لاحق ہو جائے یا گفتگو کر لے یا قہقہہ پیش آجائے تو سجدۂ تلاوت فاسد ہو جائے گا، اور اسے دوبارہ سجدہ کرنا ہوگا، البتہ قہقہہ کی وجہ سے اس پر وضو لازم نہیں۔ (قاموس الفقہ، ج ۴؍ص؍۱۳۲)

ایک ہی سجدہ کی آیت متعدد بار پڑھیں

مسئلہ:۔ اگر ایک جگہ بیٹھے بیٹھے ایک ہی آیت سجدہ کوئی بار پڑھیں تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، اور اگر الگ الگ آیتیں پڑھیں یا جگہ بدل بدل کر پڑھیں تو جتنی آیات یا جتنی مرتبہ پڑھیں گے اتنے سجدے واجب ہوں گے۔

(قاموس الفقہ، ج ۴؍ص؍۱۳۲)

سجدۂ تلاوت کا طریقہ

مسئلہ:۔ سجدۂ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت کی نیت سے بنا ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائیں، سجدے کی تسبیح پڑھیں (یہ بھی دعا منقول ہے سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ (سنن ابی داؤد ۱۴۱۴، ترمذی ۵۸۰)

اور پھر سر اٹھا لیں، بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائیں اور پھر کھڑے ہوں، لیکن اگر بیٹھے بیٹھے ہی اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کر لیں اور سر اٹھا کر بیٹھے ہی رہیں، یا کئی سجدے اس طرح کریں کہ پہلے میں کھڑے ہو کر

سجدے میں جائیں اور بقیہ میں بیٹھے ہی کرلیں تب بھی سجدہ ادا ہوجائے گا۔ (کتاب المسائل، ج ۱، ص ۵۴۷ تا ۵۴۸)

مدرک، لاحق، مسبوق سے متعلق مسائل

سوال:۔ مدرک کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ جو شخص امام کے ساتھ نماز کی تمام رکعتوں کو پالے وہ مدرک کہلاتا ہے۔

مسئلہ:۔ رکوع میں شریک ہونے والا شخص بھی مدرک ہے، بعد میں آنے والا شخص اگر امام کو رکوع میں پالے تو وہ شخص بھی مدرک شمار ہوگا (قاموس الفقہ، ج ۵، ص ۶۹، کتاب المسائل، ج ۱، ص ۴۲۳)

سوال:۔ لاحق کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ جو شخص پہلی رکعت میں تو امام کے ساتھ شریک ہو، لیکن بعد کی کسی رکعت میں (مثلاً سوتے رہ جانے، یا حدث لاحق ہوجانے وغیرہ کی وجہ سے) شریک نہ ہوسکے اسے اصطلاح میں ''لاحق'' کہتے ہیں۔ (قاموس الفقہ، ج ۴، ص ۲۷۵، بدائع الصنائع، ج ۱، ص ۵۶۳)

سوال:۔ لاحق اپنی نماز پوری کیسے کرے گا؟

جواب:۔ لاحق شخص پر ضروری ہے کہ وہ اولاً اپنی فوت شدہ رکعت ادا کرے، اس کے بعد اگر ابھی امام نے سلام نہ پھیرا ہو تو اس کے ساتھ شامل ہوکر نماز مکمل کرلے، اور اگر امام سلام پھیر چکا ہو تو پھر تنہا اپنی نماز پوری کرلے، اگر اس کے برخلاف کیا یعنی امام کے ساتھ رہا اور اس کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ رکعت پڑھی تو نماز صحیح ہوجائے گی، مگر گنہگار ہوگا، اور لاحق فوت شدہ

رکعت مکمل کرتے وقت قرأت نہیں کرے گا، قرأت کے بقدر خاموش رہے گا۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج۳/ص/۴۳۰، قاموس الفقہ، ج/۴، ص/۲/۵۷)

سوال:۔ مسبوق کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ مسبوق اس مقتدی کو کہتے ہیں جو پہلی یا دوسری یا تیسری رکعت ہوچکنے کے بعد جماعت میں شامل ہوا ہو۔ **والمسبوق هو من سبقة الامام بكلها او بعضها** (آپ کے مسائل اوران کا حل، ج/۲، ص/۳۴۸، قاموس الفقہ، ج/۵، ص/۸۷)

سوال:۔ مسبوق کس طرح نماز پوری کرے گا؟

جواب:۔ مسبوق شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی نماز اس طرح پڑھے گا کہ قرأت کے اعتبار سے اولین رکعات قرار دیا جائے گا، جب کہ قعدہ کی ترتیب کے اعتبار سے ان رکعتوں کو آخری قرار دیا جائے گا (مثلاً اگر کسی شخص کی ظہر کی نماز میں تین رکعتیں نکل گئیں اور امام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی، تو یہ شخص امام کے سلام کے بعد جب فوت شدہ رکعتیں ادا کرے گا تو ترتیب یہ رہے گی کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملائے گا اور پھر رکوع سجدہ کے بعد قعدہ کرے گا، کیونکہ یہاں اس شخص کی دو رکعتیں پوری ہوئی ہیں، ایک امام کے ساتھ اور دوسری بعد میں، پھر قعدہ اولیٰ کے بعد والی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورت ملائے گا اور آخری رکعت میں سورت نہیں ملائے گا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج/۲، ص/۳۴۹، فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج/۳، ص/۴۳۷)

سوال:۔ مسبوق کو مغرب کی صرف ایک رکعت ملی تو نماز کیسے پوری کرے گا؟

جواب:۔ اگر کسی شخص کو امام کے ساتھ مغرب کی صرف ایک رکعت ملی تو وہ اپنی بقیہ دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورہ ملائے گا، اور بہتر ہے ان کے درمیان قعدہ کرے، (تاہم اگر قعدہ نہیں کیا تو بھی استحساناً نماز درست ہو جائے گی) (احسن الفتاوی، ج ۳/ص ۳۵۱، آپ کے مسائل اوران کا حل، ج ۲/ص ۳۵۱)

جہری نمازوں میں مسبوق ثنا کب پڑھے گا؟

مسئلہ:۔ جہری نماز میں امام کے ساتھ شامل ہو کر تحریمہ کے بعد مسبوق ثناء نہیں پڑھے گا، بلکہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب اپنی فوت شدہ رکعت پوری کرنے کے لئے کھڑا ہوگا تو اس وقت ثناء پڑھے گا۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج ۳/ص ۴۴۶، قاموس الفقہ، ج ۵/ص ۸۷)

مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیرنا

اگر مسبوق شخص نے بھول سے سلام پھیر دیا تو اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) امام سے پہلے سلام پھیرا ہو (۲) امام کے بالکل ساتھ ساتھ سلام پھیرا ہو، (۳) امام کے بعد سلام پھیرا (جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے) تو ان میں پہلی اور دوسری صورت میں مسبوق پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور تیسری صورت میں واجب ہے خواہ ایک طرف سلام پھیرا ہو یا دونوں طرف پھیر دیا ہو۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل، ج ۲/ص ۴۴۲، فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج ۳/ص ۴۴۵)

مسبوق کے بیٹھتے ہی امام قعدہ اولیٰ سے اٹھ گیا

سوال:۔ اگر کوئی شخص اس وقت جماعت میں شامل ہوا کہ امام قعدہ اولیٰ پر بیٹھا ہے اس کے بیٹھتے ہی امام قعدہ اولیٰ سے کھڑا ہو گیا اور یہ شخص التحیات

نہ پڑھ سکا تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اس صورت میں مسبوق تشہد پوری کر کے اٹھے، بغیر تشہد پورا کئے امام کی اتباع مکروہ تحریمی ہے، مگر نماز ہو جائے گی، آخری قعدہ میں شریک ہونے والے کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کا تشہد پورا ہونے سے پہلے امام نے سلام پھیر دیا تو تشہد پورا کر کے کھڑا ہو۔ (احسن الفتاوی، ج۳،ص۴۷۶،مردوں کے تین سو فقہی مسائل،ص۹۸)

مسبوق سجدۂ سہو میں امام کے ساتھ رہے گا

مسئلہ:۔ مسبوق سجدۂ سہو میں امام کے ساتھ رہے گا یعنی اس کی اتباع کرے گا، مگر سلام نہ پھیرے گا، مسبوق کو چاہئے کہ جب امام دونوں طرف سلام پھیر چکے اور اس کا اطمینان ہو جائے کہ امام پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہے تو اب وہ اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج۲ ص۴۴۱-۳۵۳، قاموس الفقہ، ج۵،ص۸۸)

امامت وجماعت کے مسائل

(نماز باجماعت کی اہمیت)

مسئلہ:۔ اکیلے اور بازار میں نماز پڑھنے کے مقابلہ میں جماعت سے نماز پڑھنے میں ۲۵ گنا زیادہ ثواب ہے، اس لئے کہ کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے صرف نماز پڑھنے کی غرض سے جب مسجد جاتا ہے تو اس کے ہر ہر قدم پر نیکی کا ایک درجہ بڑھتا ہے، اور ایک برائی اس سے معاف کی جاتی ہے، پھر جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوتا ہے تو جب تک وہ مصلیٰ پر بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے رحمت ومغرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں، اور جب تک وہ نماز کے انتظار میں بیٹھے گا نماز ہی میں سمجھا جائے گا۔ (بخاری شریف ۴۷۷،الترغیب

والترہیب، ج۱؍، ص۱۵۹؍)

''باجماعت نماز اکیلے نماز کے مقابلہ میں ۲۷؍گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے'' (بخاری شریف، ج۱؍، ص۸۹؍)

''جوشخص اچھی طرح وضو کرکے فرض نماز کی باجماعت ادائیگی کے لئے گیا اور امام کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے سب گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں'' (الترغیب والترہیب، ج۱؍، ص۱۵۹؍)

''جس شخص نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا اس نے آدھی رات عبادت میں گذاری اور جس شخص نے فجر کی نماز بھی باجماعت پڑھی تو گویا وہ پوری رات عبادت میں مشغول رہا'' (الترغیب والترہیب، ج۱؍، ص۱۶۳)

نماز باجماعت ترک کرنے پر وعیدیں

نبی اکرم ﷺ نے جماعت کی نماز چھوڑنے والوں کے لئے سخت ترین وعید ارشاد فرمائی ہیں:

(۱) آپؐ نے ارشاد فرمایا ''لوگ جماعت چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ میں ان کے گھروں کو ضرور جلوادوں گا'' (الترغیب والترہیب، ج۱، ص۱۷؍)

(۲) ''جوشخص اذان سنے اور پھر بلاعذر نماز کے لئے نہ آئے تو اس کی پڑھی گئی نماز (جو اکیلے میں پڑھے گا) قبول نہیں کی جائے گی'' (ابوداؤد شریف، ج۱؍، ص۸۱)

(۳) ''نہایت بے مروتی اور کفر ونفاق کی علامت ہے کہ آدمی اذان سن کر نماز کے لئے حاضر نہ ہوں (الترغیب والترہیب، ج۱؍، ص۱۶۷؍)

سوال:۔ کن اعذار کی وجہ سے ترک جماعت کی گنجائش ہے؟

جواب:۔ جو شخص کسی سخت بیماری میں مبتلا ہو یا اس کے ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہوں، یا فالج زدہ ہو، یا ظالم کے ظلم کے اندیشہ سے روپوش ہو یا بڑھاپے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے عاجز ہو تو ایسے لوگوں کے لئے جماعت کی نماز ترک کرنے کی گنجائش ہے۔ (کبیری، ص/۵۰۹، کتاب المسائل، ج/۱، ص/۴۱۶)

امام کی ذمہ داری

جماعت کی نماز کا سارا دارومدار چونکہ امام پر ہوتا ہے، اس لئے شریعت میں امام کو تنبیہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مقام ومنصب کا خیال رکھیں، اور امامت کی عظیم ذمہ داری پوری امانت ودیانت کے ساتھ بجالانے کی کوشش کرے، اس لئے کہ اگر امام اچھی طرح آداب وشرائط ملحوظ رکھ کر نماز پڑھائے گا تو اسے مقتدیوں کی نمازوں کے بقدر ثواب ملے گا، اور اگر کوتاہی کرے گا تو سارا وبال بھی اسی پر ہوگا، مقتدی ذمہ دار نہ ہوں گے، ایک روایت میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص کسی جماعت کی امامت کرے تو اسے اللہ سے ڈرنا چاہئے اور یہ جان لینا چاہئے کہ وہ ذمہ دار ہے، اور اپنی ذمہ داری کے بارے میں اس سے سوال ہوگا، اب اگر اچھی امامت کرے گا تو اسے اپنے پیچھے نماز پڑھنے والے نمازیوں کے بقدر ثواب ملے گا، جب کہ ان نمازیوں کے ثواب میں کوئی کمی کوتاہی نہیں کی جائے گی، اور جو بھی امامت میں کوتاہی ہوگی اس کا وبال امام ہی پر ہوگا۔ (الترغیب والترہیب، ج/۱، ص/۱۸۴)

اس لئے ائمہ کرام کو چاہئے کہ وہ ہر وقت اس ہدایت کو پیش نظر رکھیں، مسائل امامت سے واقفیت کے ساتھ ورع وتقویٰ، امانت ودیانت اور حسن اخلاق کا التزام کریں، کیوں کہ ائمہ اسلام کے شعائر کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کی

عزت میں امت کی عزت ہے، اوران کی رسوائی پوری قوم کی رسوائی ہے۔

امامت کی شرائط

مسئلہ:۔ صحت مند مردوں کی امامت کے لئے فقہاء نے چھ شرائط ذکر کی ہیں:

(۱) مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عاقل ہونا (۴) مرد ہونا (۵) قرأت پر قادر ہونا (٦) عذر (نکسیر، ہکلاپن وغیرہ) سے محفوظ ہونا (یہاں مردوں کی قید سے عورتوں اور نابالغ بچوں کا استثناء مقصود ہے کہ عورتوں کی امامت کے لئے مرد ہونا شرط نہیں، اسی طرح نابالغ بچہ اپنے ہم جنسوں کی امامت کرسکتا ہے، ان میں بلوغ کی شرط نہیں ہے، اور صحت مند کی قید سے معذورین کا استثناء پیش نظر ہے کہ ایک معذور اپنے جیسے معذورین کا امام بن سکتا ہے، عذر کی سلامتی وہاں شرط نہیں ہے، البتہ اتنا خیال ضروری ہے کہ امام بنسبت مقتدیوں کے صحت کے اعتبار سے اچھے حال میں ہو یا کم ازکم برابر درجہ میں ہو، ان سے کمتر حال میں نہ ہو) (تکمیل الایضاح، باب الامامۃ، ص/۱۲۹، شامی زکریا، ج/۲، ص/۲۸۴۔۲۸۵)

سوال:۔ امامت کا حقدار کون ہے؟

جواب:۔ امامت کا صحیح حقدار وہی ہے جو نماز اور اس کے متعلقہ مسائل سے زیادہ واقفیت رکھتا ہو، قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو، دین دار ہو اور کبائر سے (بڑے گناہ) اجتناب کرتا ہو۔ (ھندیہ، ج/۱، ص/۸۳، کتاب المسائل، ج/۱، ص/۴۰٦)

مسئلہ:۔ بدعتی کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (ھندیہ، ج/۱، ص/۸۵، کتاب المسائل، ج/۱، ص/۴۰۷)

مسئلہ:۔ فاسق کو امام مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے اس کی اقتداء میں نماز

نہ پڑھی جائے؛ بلکہ متفق علیہ شخص کو امام بنایا جائے۔ (ہدایہ، ج/۱، ص/۱۲۲، فتاوی دار العلوم دیوبند، ج/۳، ص/۱۴۵)

اقتداء کی شرائط

کسی بھی امام کی اقتداء درست ہونے کے لئے دس شرائط ملحوظ رہنی ضروری ہیں:

(۱) مقتدی کا امام کی اقتداء کی نیت کرنا (۲) امام اور مقتدیوں کی جگہ حقیقۃً یا حکماً متحد ہونا (۳) دونوں کی نماز ایک ہونا (یہ نہ ہو کہ امام پڑھ رہا ہے ظہر کی نماز اور مقتدی نیت کرلے عصر کی) (۴) کسی عورت کا امام یا مقتدی کے سامنے یا دائیں یا بائیں نہ ہونا (۵) امام کی نماز کا درست ہونا (۶) مقتدی کی ایڑی کا امام کی ایڑی سے آگے نہ ہونا (اگر امام کی ایڑی سے آگے ہوگی تو مقتدی کی نماز (اقتداء) درست نہ ہوگی، ہاں ایڑی اگر پیچھے ہو مگر قد و قامت میں زیادتی کی وجہ سے سجدہ کرتے ہوئے مثلاً سر امام کے سر سے آگے ہو جائے تو اقتداء میں کوئی فرق نہ آئے گا) (۷) مقتدی کو امام کی نقل و حرکت کا علم ہونا (کہ اب امام قیام میں ہے یا رکوع میں یا سجدہ میں محض اٹکل سے کام نہ چلے گا) (۸) مقتدی کا (نماز کے دوران یا امام کے سلام پھیرنے کے بعد) یہ جان لینا کہ امام مسافر ہے یا مقیم (تاکہ اپنا حال دیکھ کر قصر و اتمام پر عمل کر سکے) (۹) مقتدی کا امام کے ساتھ ارکان نماز میں شریک رہنا (۱۰) ارکان کی ادائیگی میں مقتدی کا حال امام کے مساوی (برابر) یا اس سے کمتر ہونا مثلاً (۱) رکوع سجدہ پر قدرت رکھنے والے امام کا اپنے جیسے مقتدی کی امامت کرنا یا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا اپنے جیسے شخص کی امامت کرنا (۲) اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا رکوع سجدہ پر

قادر امام کی اقتداء کرنا اور یہی تفصیل شرائط نماز کے معاملہ میں بھی ہے، یعنی مقتدی، شرائط (مثلاً ستر، طہارت وغیرہ) میں امام کے برابر یا اس سے کمتر ہونا چاہیئے۔ (کتاب المسائل، ج ۱، ص ۴۰۶، شامی زکریا، ج ۲، ص ۲۸۴۔۲۸۶)

ڈاڑھی کٹانے والے کی امامت

مسئلہ:۔ ڈاڑھی کٹانے والا فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے (خواہ فرائض میں ہو یا تراویح میں) (فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج ۳، ص ۲۶۹، آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۲، ص ۲۸۳)

کالا خضاب لگانے والے کی امامت

مسئلہ:۔ بلا عذر کالا خضاب لگانے والے کی امامت مکروہ ہے (البتہ اگر کسی عذر سے خضاب لگایا مثلاً میدان جنگ میں دشمن پر رعب ڈالنے یا (بعض علماء کے نزدیک) بیوی کو خوش کرنے کے لئے لگایا تو ایسے امام کی امامت مکروہ نہ ہوگی۔ (احسن الفتاوی، ج ۳، ص ۲۹۴، امداد الفتاوی، ج ۴، ص ۲۱۳)

نابینا کی امامت

مسئلہ:۔ جو نابینا محتاط ہو اور نجاست سے بچنے کا پورا اہتمام کرتا ہو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج ۳، ص ۲۲۷ تا ۲۲۹، احسن الفتاوی، ج ۳، ص ۲۶۰)

مسائل جمعہ

(جمعہ کے فضائل اوراحکام کا بیان)

اسلامی شریعت میں جمعہ کے دن کو بڑی فضیلت حاصل ہے، آنحضرت ﷺ کا ارشاد عالی ہیکہ سورج جن دنوں پر طلوع ہوتا ہے ان میں سب سے بہتر اورافضل دن جمعہ کا دن ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، اسی دن انہیں جنت میں بھیجا گیا اسی دن وہ جنت سے باہر تشریف لائے، اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔ (مسلم شریف، ج ۱/ص ۱۱۹)

اورایک روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن ہی پہلا اور دوسرا صور پھونکا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف، ج ۱/ص ۱۲۰) نیز یہ بھی فرمایا گیا کہ جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید الفطر اور عیدالاضحیٰ سے بھی بڑھ کر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ،ج ۱/ص ۱۲۰)

جمعہ کی اہم خصوصیت

جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ساعت امت محمدیہ کو عطا فرمائی ہے کہ اس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگی جائے وہ یقیناً قبول ہوتی ہے، حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت (گھڑی، وقت) ہے کہ جس میں کوئی بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو بھلائی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور اس خیر سے سرفراز فرماتے ہیں۔ (متفق علیہ، مشکوۃ شریف، ج ۱/ص ۱۱۹)

جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھنے کی فضیلت

ہر مسلمان کو جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے، احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے، ارشاد نبویؐ ہے: جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھے اس کے لئے دونوں جمعوں کے درمیانی زمانہ میں روشنی ہی روشنی کردی جائے گی، نیز سورہ کہف پڑھنے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کو ہر فتنہ بشمول فتنۂ دجال سے حفاظت کی بشارت سنائی گئی ہے، چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے! جو شخص جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑھے وہ اگلے آٹھ دن تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا، حتی کہ اگر دجال نکل آئے تو اس کے فتنہ سے بھی محفوظ رہے گا۔

نماز جمعہ چھوڑنے والوں کے لئے احادیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں، ارشاد فرمایا کہ: بلاعذر تین جمعہ چھوڑنے والے کے دلوں پر اللہ تعالیٰ مہر لگادیں گے، لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے، پھر وہ یقیناً غافل لوگوں میں ہوجائیں گے، جس کی وجہ سے وہ حق بات قبول نہیں کر پائے گا، جمعہ کے دن وفات پانے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل، ج/۲، ص/۴۶۵، کتاب المسائل، ج/۱، ص/۴۴۸ تا ۴۵۳)

صحت جمعہ کے فرائض

کسی جگہ جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے درج ذیل سات شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے: (۱) بڑی آبادی ہونا (۲) حاکم یا اس کا قائم مقام ہونا (۳) ظہر کا وقت پایا جانا (۴) خطبہ پڑھنا (۵) خطبہ کا جمعہ سے پہلے ہونا، اور اتنے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھنا جن سے جمعہ قائم ہوسکے (۶) کم از کم تین مردوں کا جمعہ میں شامل ہونا (۷) جمعہ میں شرکت کی عام اجازت ہونا۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند

،ج ر۵،ص ر۱۱۹، کتاب المسائل، ج ر۱،ص ر۴۵۴)

سوال:۔ جمعہ کس پر فرض ہے؟

جواب:۔ جمعہ کی فرضیت اس شخص پر ہے جس میں درج ذیل نو (۹) شرائط پائی جائیں: (۱) بڑی آبادی میں مقیم ہونا (گاؤں دیہاتوں میں رہنے والوں پر جمعہ فرض نہیں ہے) (۲) تندرست ہونا (مریض پر جمعہ فرض نہیں) (۳) آزاد ہونا (غلام پر جمعہ فرض نہیں ہے) (۴) مرد ہونا (عورتوں پر جمعہ فرض نہیں) (۵) عاقل بالغ ہونا (بچہ اور پاگل پر جمعہ فرض نہیں) (۶) بینا ہونا (نابینا پر جمعہ فرض نہیں) (۷) چلنے پر قادر ہونا (اپاہج پر جمعہ فرض نہیں) (۸) قید اور خوف نہ ہونا (قیدی اور گرفتاری کے خوف سے چھپنے والے پر جمعہ فرض نہیں) (۹) سخت بارش اور کیچڑ نہ ہونا (سخت بارش وغیرہ کی وجہ سے ترک جمعہ کی رخصت ہوجاتی ہے) تاہم مذکورہ اعذار کے باوجود اگر کوئی شخص جمعہ ادا کرلے (مثلاً دیہات کا رہنے والا شہر جاکر جمعہ پڑھ لے یا مریض اور پاہج کسی کے سہارے مسجد چلا جائے) تو اس کا جمعہ فریضۂ وقت کے بطور ادا ہوجائے گا۔ (تکمیل الایضاح، ص ر۲۲۰، کتاب المسائل، ج ر۱، ص ر۴۵۵)

جمعہ کی نماز کا وقت

مسئلہ:۔ جمعہ کی نماز کا وقت بھی وہی ہے جو ظہر کی نماز کا وقت ہے، البتہ جمعہ کی نماز ہمیشہ اول وقت میں پڑھنا سنت ہے۔ (گلدستۂ احکام مستند و مختصر، ص ر۹۴)

مسئلہ:۔ نماز جمعہ میں خطبہ شرط ہے، جمعہ کی نماز سے قبل خطبہ دینا شرط ہے، اس کے بغیر نماز جمعہ درست نہ ہوگی۔ (شامی زکریا، ج ر۳، ص ر۵۔۱۰، کتاب المسائل، ج ر۱، ص ر۴۶۰)

سوال:۔ جمعہ کتنی بڑی آبادی میں جائز ہے؟

جواب:۔ جمعہ صحیح ہونے کے لئے بڑی آبادی ہونا شرط ہے، جیسے وہاں روزمرہ کی ضروریات کے لئے دکانیں وغیرہ موجود ہوں اور حکومت کا ایسا نظام بھی ہو جس سے مظلوم مدد حاصل کرسکتا ہو (مثلاً پولیس چوکی یا گرام پنچایت) اور عام طور پر ہمارے ملک میں تین ہزار کی آبادی پر یہ سہولتیں مہیا ہوجاتی ہیں ،لہذا اتنی بڑی آبادی میں جمعہ قائم کرنا درست ہوگا، اوراس سے کم آبادی پر جمعہ فرض نہ ہوگا، ان کوظہر کی نماز پڑھنی ضروری ہوگی۔ (کتاب المسائل، ج/۱،ص/۴۵۵)

خطبۂ جمعہ صرف عربی میں دیا جائے

مسئلہ:۔ خطبہ جمعہ صرف عربی زبان میں دینا چاہیئے، کسی اورزبان میں خطبہ دینا مکروہ اورقابل ترک ہے، عوام کو وعظ ونصیحت کی ضرورت ہوتو خطبہ کی عبارت میں تبدیلی کے بجائے کسی اور وقت (اذان خطبہ سے پہلے یا جمعہ کے بعد) وعظ کا معمول بنایا جائے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند؛ ۵/،ص/۱۲۹، آپ کے مسائل اوران کا حل ،ج/۲،ص/۴۷۹)

رمضان میں خطبۃ الوداع کا ثبوت نہیں

مسئلہ:۔ رمضان المبارک کے آخر جمعہ کوخطبۃ الوداع پڑھنے کا کہیں سے ثبوت نہیں ہے، لہذا اس سے احتراز لازم ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ،ج/۲،ص/۴۸۷، فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج/۵،ص/۵۳)

جمعہ کی نماز میں کون کون سی سورتیں پڑھنا مسنون ہے؟

مسئلہ:۔ جمعہ کی پہلی رکعت میں (سبح اسم ربک الاعلیٰ) اور

دوسری رکعت میں (**ھل اتاک حدیث الغاشیۃ**) پڑھنا مسنون ہے، تاہم کبھی کبھی دوسری سورتیں بھی پڑھ دیں، تاکہ عوام انہی سورتوں کو لازم نہ سمجھیں (کبیری، ص ۵۲۰، کتاب المسائل، ج ۱، ص ۴۶۵)

جمعہ کی نماز کے تین مقتدیوں کا ہونا شرط ہے

مسئلہ:۔ جمعہ کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ امام کے علاوہ کم از کم تین مقتدی خطبہ و جماعت میں شامل ہوں، خواہ وہ مسافر کیوں نہ ہو۔ (احسن الفتاوی، ج ۴، ص ۱۴۳، کتاب المسائل، ج ۱، ص ۴۶۶)

جمعہ کے سنن و آداب

(۱) ہر مسلمان کو جمعہ کا اہتمام ایک دن پہلے سے ہی کرنا چاہئے، یعنی جمعرات کے دن عصر کے وقت سے استغفار وغیرہ زیادہ کریں، صاف کپڑے وخوشبو وغیرہ تیار رکھیں۔

(۲) جمعہ کے دن زیر ناف اور بغل کے بال صاف کریں، سر کے بال ،لب، مونچھ وغیرہ ٹھیک کرلیں، ناخن تراش لیں، یہ بہتر ہے۔

(۳) مسواک کریں اور غسل کریں، غسل کے وضو سے ہی جمعہ ادا کرنا افضل ہے، اور اگر غسل کرنے کے بعد وضو ٹوٹ جائے اور نیا وضو کر کے نماز ادا کریں تب بھی سنت غسل ادا ہو جائے گا۔

(۴) صاف ستھرے اچھے کپڑے پہنیں، تیل سرمہ اور خوشبو وغیرہ لگالیں۔

(۵) جامع مسجد میں جلدی جائیں، اور پہلی صف میں امام سے قریب جگہ لینے کی کوشش کریں، جو شخص جتنا پہلے جائے گا اسی قدر ثواب ملے گا۔

(۶) مستحب یہ ہے کہ نماز جمعہ کے لئے پیدل جائیں ،اور اگر ضرورت ہوتو سواری پر بھی جاسکتے ہیں۔

(۷) جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کا بہت ثواب ہے، اس کی بڑی فضیلت اور تاکید ہے (جیسا کہ پیچھے گذرا) خواہ نماز سے پہلے پڑھیں یا بعد میں یا جمعہ کی رات میں پڑھیں، جمعہ کے دن یا رات میں سورۂ دخان اور سورۂ یٰسین پڑھنے کی بھی فضیلت وارد ہے۔

(۸) جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے میں اور دنوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے، اس لئے کثرت سے درود شریف پڑھیں۔

(۹) جمعہ کے روز زیارت قبور مستحب ہے، موت کو یاد کرنے اور مردوں کو ایصال ثواب کی نیت سے قبرستان جانا چاہئے، محض رواج کے طور پر نہیں۔

(۱۰) نماز جمعہ میں امام صاحب کا سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیۃ یا سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون کی تلاوت کرنا۔

(۱۱) جمعہ کے دن نماز فجر میں امام کا سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر کی تلاوت کرنا۔ (گلدستۂ احکام مستند ومختصر، ص/۹۵-۹۶، دارالافتاء دارالعلوم دیوبند)

خطبہ کے سنن وآداب

خطبہ کے سنن وآداب نورالایضاح میں اٹھارہ (۱۸) مذکور ہیں، دیگر کتابوں میں پندرہ کا ذکر ہے، یہاں پندرہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) طہارت (بلاوضو خطبہ دینا مکروہ ہے)

(۲) کھڑے ہوکر خطبہ دینا (بیٹھ کر بلا عذر خطبہ دینا مکروہ ہے)

(۳) حاضرین کی طرف متوجہ ہوکر خطبہ دینا (قبلہ رو ہوکر خطبہ دینا

مکروہ ہے)

(۴) خطبہ سے پہلے آہستہ سے اعوذ باللہ پڑھنا۔

(۵) خطبہ میں اتنا جہر (آواز) کرنا کہ لوگوں تک آواز پہونچ جائے۔

(۶) حمد سے شروع کرنا۔

(۷) خطبہ مں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا۔

(۸) کلمۂ شہادت پڑھنا۔

(۹) درود شریف پڑھنا۔

(۱۰) لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا۔

(۱۱) قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھنا۔

(۱۲) دوسرے خطبہ میں دوبارہ حمد وثنا اور درود شریف پڑھنا۔

(۱۳) تمام مسلمان مرد وعورت کے لئے دعا مانگنا، بالخصوص خلفاء راشدین اور حضرات صحابہؓ کا ذکر کرنا۔

(۱۴) خطبہ کو زیادہ لمبا کرنا بہتر ہے کہ طوال مفصل کی کسی سورت کے بقدر ہو۔

(۱۵) دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا۔(تکمیل الایضاح، ص/۲۴۴، عالمگیری، ج/۱، ص/۱۴۶۔۱۴۷)

عیدین کے مسائل

(عیدین کی راتوں میں عبادت)

عیدین کی راتیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں نہایت فضیلت رکھتی ہیں، ایک روایت میں نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَامَ لَیْلَتَیِ الْعِیْدَیْنِ مُحْتَسِباً لِلّٰہِ تَعَالیٰ لَمْ یُمُتْ قَلْبُہٗ یَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ۔ جوشخص اخلاص واحتساب کے ساتھ عیدین کی راتیں عبادت میں گذارے اس کا قلب اس دن زندہ رہے گا جب سب لوگوں کے دل مرجائیں گے۔

عیدین کے مسنون اعمال

(۱) غسل کرنا (۲) مسواک کرنا (۳) خوشبو لگانا (۴) عیدالفطر کی نماز سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھا کر جانا (۵) اگر صدقۂ فطر واجب ہوتو نماز سے پہلے ادا کرنا (٦) بقرعید کی نماز کے بعد قربانی کا گوشت آ کر کھانا (۷) عید کی نماز عیدگاہ (شہر کے باہر میدان) میں پڑھنا (۸) عید کی نماز کے لئے پیدل جانا، بلا ضرورت سواری پر نہ جانا (۹) ایک راستہ سے جانا دوسرے راستہ سے واپس آنا (۱۰) عید کے دن زیادہ سے زیادہ تکبیرات **اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد** پڑھنا (عیدالفطر میں آہستہ آواز سے اور بقرعد میں بلند آواز سے) بقرعید میں ۹/ذی الحجہ کی فجر سے ۱۳/ کی عصر تک پڑھنا واجب ہے، ہر فرض نماز کے بعد منفرد، امام، مقتدی، مرد اور عورت سب پر واجب ہے البتہ عورت آہستہ آواز میں کہیں گی۔ (احسن الہدایہ، ج۲/، ص/۳٦۰۔

قاموس الفقہ، ج ۴، ص ۴۲۰)

سوال:۔ قیام عیدین کے شرائط کیا ہیں؟

جواب:۔ بڑے شہروں اور قصبات میں جہاں اقامت جمعہ کے شرائط پائے جاتے ہوں (مثلاً وہاں کی آبادی کم ازکم تین ہزار ہو یا ضروراتِ زندگی بآسانی مہیا ہوں وغیرہ) وہاں عیدین کی نماز پڑھنا واجب ہے، البتہ جہاں شرائط جمعہ نہ پائی جاتی ہوں وہاں عیدین پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (کتاب المسائل، ج ۱، ص ۴۷۰)

سوال:۔ عیدین کی نماز کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟

جواب:۔ عیدین کی نماز کا وقت طلوع آفتاب کے تقریباً پندرہ منٹ کے بعد شروع ہوجاتا ہے، لیکن نماز کا ایسا وقت مقرر کیا جائے کہ لوگ تمام تیاریاں کرکے بسہولت عیدگاہ میں حاضر ہوسکیں۔ (احسن الہدایہ، ج ۲، ص ۳۶۳۔ قاموس الفقہ، ج ۴، ص ۴۲۰)

نماز عید سے قبل گھر یا عیدگاہ میں نفلیں پڑھنا

مسئلہ:۔ نماز عید سے قبل گھر یا عیدگاہ میں نفلیں پڑھنا جائز نہیں ہے، حتی کہ عورتیں بھی اس دن اشراق اور چاشت کی نماز اس وقت تک نہ پڑھیں جب تک کہ عیدین کی نماز با جماعت ادا نہ کرلی جائے، عیدگاہ میں اسی دن کی نماز اگر قضاء ہو تو اس سے بھی احتراز (بچنا) لازم ہے، مجمع میں پڑھنے سے انتشار کا سبب بنے گا۔ (احسن الہدایہ، ج ۲، ص ۳۶۲۔ فتاوی دار العلوم دیوبند، ج ۵، ص ۲۰۲)

عیدین کا خطبہ

مسئلہ:۔ عیدین کا خطبہ پڑھنا مسنون ہے جو عید کی نماز کے بعد

پڑھا جائے گا۔ (کتاب المسائل، ج ر۱، ص ر۴۷۳۔ عالمگیری، ج ر۱، ص ر۱۵۰)

عیدین کا خطبہ تکبیر سے شروع کرنا

مسئلہ:۔ عیدین کا خطبہ شروع کرنے سے قبل ۹ر مرتبہ لگاتار تکبیرات تشریق پڑھنا مستحب ہے، جب کہ دوسرے خطبہ کے شروع میں ۷ر مرتبہ تکبیرات پڑھنا مروی ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج ر۵، ص ر۱۹۱۔ کتاب المسائل، ج ر۱، ص ر۴۷۳)

عیدین کے بعد مصافحہ و معانقہ

مسئلہ:۔ عید کی نماز کے بعد ملنا اور معانقہ یا مصافحہ کرنا امر مسنون نہیں ہے، ہاں اگر کسی سے اسی وقت ملاقات ہو یا نماز کے کچھ فصل کے بعد محض ملاقات کی نیت سے مصافحہ یا معانقہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں، نہ کرنے والوے کو لائق ملامت سمجھنا بدعت ہے اس سے بچنا چاہئے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ر۲، ص ر۴۹۴۔ احسن الفتاوی، ج ر۱، ص ر۳۵۴)

سوال:۔ عیدالاضحیٰ کی نماز کب تک مؤخر کی جاسکتی ہے؟

جواب:۔ عیدالاضحیٰ کی نماز میں اتفاقیہ کوئی عذر پیش آجائے تو گیارہویں ، بارہویں تاریخ کو بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ، ج ۵، ص ر۱۹۲)

سوال:۔ نماز عیدین ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:۔ نماز عیدین میں چھ زائد تکبیریں واجب ہیں، نماز عید کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں، ثناء پڑھیں، اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے معمولی فصل سے تین مرتبہ تکبیریں کہیں، پہلی دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑتے رہیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں،

اس کے بعد فاتحہ اور سورہ ملائیں، پھر رکوع سجدہ کر کے رکعت مکمل کرلیں، دوسری رکعت میں اولاً فاتحہ وسورۃ پڑھنے کے بعد رکوع میں نہ جائیں بلکہ تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں اور درمیان میں ہاتھ نہ باندھیں، اس کے بعد چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اور بقیہ نماز حسب معمول پوری کرلیں۔(احسن الہدایہ ،ج ر۲،ص ر۳٦۴۔قاموس الفقہ ،ج ر۴،ص ر۴۲۲)

سوال:۔ نماز عید کی پہلی رکعت میں تکبیرات زوائد بھول جائیں تو کیا کریں؟

جواب:۔ نماز عید کی پہلی رکعت میں امام تکبیرات زوائد بھول گیا اور سورۂ فاتحہ کا کچھ حصہ یا پوری سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد یاد آیا، تو تکبیرات کہہ کر سورۂ فاتحہ دوبارہ پڑھے گا، اور اگر سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد یاد آیا تو صرف تکبیرات کہے قرأت نہیں کرے گا۔(خیر الفتاوی، ج ر۳،ص ر۱۳۸۔کبیری،ص ر۵۲۵)

سوال:۔ نماز عید کی دوسری رکعت میں تکبیرات زوائد بھول جانے کا حکم کیا ہے؟

جواب:۔ اگر امام نماز عید کی دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تکبیرات زوائد نہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے تو اس صورت میں رکوع ہی میں ہاتھ اٹھائے بغیر تکبیر کہہ لے، کھڑے ہوکر کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔(کتاب المسائل، ج ر۱،ص ر۴۷۴)

عیدین اور جمعہ میں سجدۂ سہو کا حکم

مسئلہ:۔ عیدین اور جمعہ کی نماز میں اگر کوئی واجب چھوٹ جائے یا فرض مکرر ہو جائے یا کوئی اور سجدۂ سہو کے وجوب کی صورت پیش آجائے تو کثیر

مجمع میں فتنہ پھیلنے کے خوف سے جمعہ وعیدین میں سجدۂ سہو نہیں کیا جائے گا۔
(فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج/۵، ص/۱۸۹۔امداد المفتیین، ص/۴۰۶)

بارش کی وجہ سے عید کی نماز مؤخر کرنا

مسئلہ:۔ اگر کسی عذر مثلاً بارش وغیرہ کی وجہ سے عید الفطر کی نماز ایک دن مؤخر کر کے دوسرے دن پڑھی جائے تو جائز ہے۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج/۵، ص/۲۲۱۔خیر الفتاوی، ج/۳، ص/۱۳۶)

مسئلہ:۔ عید کے دن ایک دوسرے کو مبارکباد دینا جائز ہے۔ تقبل اللہ منا ومنکم صالح الاعمال۔(کتاب المسائل، ج/۱، ص/۲۷۴۔خیر الفتاوی، ج/۳، ص/۱۲۵)

سوال:۔ تکبیر تشریق کب سے کب تک ہے؟

جواب:۔ تکبیر تشریق نویں ذی الحجہ کی نماز فجر سے تیرہویں ذی الحجہ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے فوراً بعد مردوں کے لئے بآواز بلند اور عورتوں کے لئے ایک مرتبہ آہستہ کہنا واجب ہے۔(تکمیل الایضاح، ص/۲۴۰۔آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج/۲، ص/۴۹۴)

سوال:۔ عید کی نماز میں مسبوق کیا کرے؟

جواب:۔ عید کی نماز میں مسبوق ہونے کی کئی صورتیں ممکن ہیں، ہر ایک کا حکم الگ الگ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) جس کی نماز عید میں پہلی رکعت چھوٹ گئی ہو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب کھڑا ہو تو اولاً ثناء، تعوذ، تسمیہ اور فاتحہ وسورۃ پڑھے، پھر زائد تکبیرات کہے، اس کے بعد رکوع سجدہ کر کے بقیہ نماز پوری کرے گا۔

(۲) اور جو شخص امام کے ساتھ اس حال میں شریک ہوا کہ امام پہلی

رکعت کی زائد تکبیرات کہہ کر قرأت شروع کر چکا تھا تو یہ مسبوق شخص تکبیر تحریمہ کہہ کر زائد تکبیرات کہے گا۔

(۳) اور اگر امام کو رکوع میں پایا تو اگر امام کے ساتھ رکوع چھوٹ جانے کا ڈر نہ ہو تو ایسی صورت میں تکبیر تحریمہ کہہ کر کھڑے کھڑے زائد تکبیرات بھی کہے، پھر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے۔

(۴) اور رکوع چھوٹ جانے کا خوف ہو تو تکبیر تحریمہ کہے اور رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے، اور رکوع کی حالت میں ہی زائد تکبرات کہے، اور رکوع میں زائد تکبیرات اور رکوع کی تسبیحات دونوں ادا کر سکتا ہو تو دونوں کو جمع کرے، ورنہ تسبیحات کو چھوڑ کر زائد تکبیرات کہے۔

(۵) اور اگر رکوع میں تکبیرات پوری ہونے سے پہلے امام نے سر اٹھا لیا تو جتنی تکبیرات باقی رہ گئی ہوں وہ ساقط ہو جائیں گی، اور اگر تشہد میں شریک ہوا تو بعینہ اسی طرح دو رکعتیں تکبیرات کے ساتھ پڑھے گا جس طرح امام کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ (احسن الفتاوی، ج ۴، ص ۱۵۳۔ بدائع الصنائع، ج ۱، ص ۶۲۲۔۶۲۳)

مسبوق پر تکبیر تشریق

مسئلہ:۔ مسبوق پر بھی تکبیر تشریق واجب ہے، وہ اپنی بقیہ رکعات پوری کرنے کے بعد پڑھے گا۔ (کتاب المسائل، ج ۱، ص ۴۸۰۔ فتاوی ہندیہ، ج ۱، ص ۱۵۲)

نماز مسافر

اسلام نے جن چیزوں کو تخفیف اور سہولت کا سبب کا قرار دیا ہے ان میں ایک ''سفر'' بھی ہے، سفر کی وجہ سے آدمی کو طرح طرح کی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اب اگر سفر میں بھی وہی سب احکامات جاری رہیں جو مقیم ہونے

کی حالت میں جاری رہتے ہیں، تو اس سے یقیناً تنگی پیش آئیگی، اس لئے لوگوں کی ضروریات کا خیال کرتے ہوئے شریعت نے مسافرین کو مختلف سہولتیں دی ہیں، تا کہ آسانی کے ساتھ وہ حقوق اللہ ادا کر سکیں، انہیں سہولیات میں سے ایک سہولت نماز میں تخفیف بھی ہے، سفر کے دوران چار رکعت والی نماز کو صرف دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے، قرآن پاک کا ارشاد ہے۔ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ (النساء) اور جب تم زمین پر سفر کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں ہے اس بات میں کہ نماز میں قصر کرو۔

مسافت سفر

مسئلہ:۔ فقہ میں مسافت سفر کا اندازہ میلوں یا کلومیٹر پر نہیں؛ بلکہ تین رات کی معمول بہا مسافت پر ہے، اب یہ مسافت (فاصلہ، دوری) کس قدر ہو سکتی ہے؟ اس بارے میں اکابر علماء ہند و مفتیان کرام کی رائے ۴۸/میل انگریزی کی ہے جس کی مقدار کلومیٹر کے اعتبار سے تقریباً سوا ستتر کلومیٹر بنتی ہے تاہم بعض محققین نے ۴۵/میل شرعی والے فقہی قول پر فتوی دیا ہے، جس کی مقدار کلومیٹر کے اعتبار سے ۸۲/ کلومیٹر ۲۹۶/میٹر ہوتی ہے (کتاب المسائل، ج/۱،ص/۵۵۱۔ شامی زکریا ،ج/۲،ص/۶۰۲) تفصیل دیکھئے (احسن الفتاوی ج/۴،ص/۹۱۔ ایضاح المسائل،ص/۷۰)

مسافر شرعی پر قصر واجب ہے

مسئلہ:۔ جو شخص مسافر شرعی بن جائے اس پر شرعاً لازم ہے کہ وہ چار رکعت والی نمازیں دو رکعت ہی پڑھے (جب کہ وہ تنہا یا امام بن کر نماز پڑھے)

(فتاوی دار العلوم دیوبند، ج/۴،ص/۵۳۵۔ فتاوی ہندیہ، ج/۱،ص/۱۳۹)

سوال:۔ سفر کی مسافت کا اعتبار کہاں سے ہوگا؟

جواب:۔ جب مسافر سفر کی نیت سے اپنی جائے قیام (رہنے کی جگہ) کی آبادی اور اس کے ملحقات سے آگے بڑھے گا تو اس پر قصر کے احکامات شروع ہوں گے، محض گھر یا محلّہ سے نکلنے سے وہ مسافر نہ سمجھا جائے گا۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج ۴، ص ۵۵۱۔ احسن الفتاوی، ج ۴، ص ۷۲)

مسافر بننے کے لئے سفر کے ساتھ نیت سفر بھی لازم ہے

مسئلہ:۔ شرعی طور پر مسافر وہی شخص قرار دیا جائے گا جو سفر شرعی کی نیت سے سفر کا آغاز کرے، بلا نیت سفر کرنے والے مسافر شرعی کا اطلاق نہ ہوگا ۔ (کتاب المسائل، ج ۱، ص ۵۵۴۔ شامی زکریا، ج ۲، ص ۶۰۰)

جس راستہ سے سفر کرے اسی کی مسافت کا اعتبار ہے

مسئلہ:۔ اگر کسی جگہ کی مسافت (دوری، فاصلہ) راستوں کے اعتبار سے الگ الگ ہے، مثلاً ٹرین کے راستہ سے مسافت سفر زیادہ ہے، اور سڑک کے راستہ سے کم ہے تو مسافر جس راستہ کو اختیار کرے گا اسی کا اعتبار رہوگا، یعنی اگر ٹرین والا راستہ جو دور ہے اس راستہ سے سفر کیا تو اس کا اعتبار ہوگا، اور اگر سڑک والے راستہ سے جو قریب ہے سفر کیا تو اس کا اعتبار ہوگا۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج ۴، ص ۵۴۵۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۲، ص ۷۴۴)

سوال:۔ واپسی پر مسافر کا سفر کب ختم ہوگا؟

جواب:۔ اگر کوئی مسافر اپنے وطن لوٹ کر آئے تو اسی جگہ پہنچنے پر وہ مقیم قرار دیا جائے گا جہاں سے آگے بڑھنے پر اسے مسافر قرار دیا گیا تھا، یعنی اس شہر سے ملحق متصل آبادی تک پہنچ جائے (جہاں پر آبادی کا حصہ ختم ہوتا ہے جانے میں اور آنے میں شروع ہوتا ہے) (احسن الفتاوی، ج ۴، ص ۷۲)

نمازِ مریض

سوال:۔ کس شخص کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب:۔ جو شخص کھڑے ہونے سے حقیقۃً عاجز ہو کہ کھڑے ہوتے ہی گر جائے یا ضعف اور کمزوری کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے، یا حکماً اس کے لئے قیام (کھڑا ہونا) موجب مشقت ہو، یعنی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے مرض کے بڑھ جانے یا دیر سے ٹھیک ہونے کا اندیشہ ہو یا سر چکراتا ہو یا شدید تکلیف ہوتی ہو تو ایسے شخص کے لئے بیٹھ کر فرض اور واجب نمازیں پڑھنا جائز ہے اور قیام کا فریضہ اس سے ساقط ہے۔ (ھدایہ، ج/۱، ص/۱۶۱۔ شرح وقایہ، ج/۱، ص ۱۸۹)

سلسل البول والے مریض کا حکم

مسئلہ:۔ (۱) اگر مسلسل پیشاب کے قطرات جاری رہنے والے مریض کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں یہ عارضہ لاحق ہوتا ہو اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں اس سے حفاظت رہتی ہو تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا لازم ہے۔

(۲) اگر پیشاب کے قطرے اس تسلسل سے نکلتے ہوں کہ ایک نماز کے پورے وقت میں فرض کی ادائیگی کے بقدر بھی وضو باقی نہ رہ پاتا ہو تو ایسا شخص شرعاً معذور کہلائے گا، اور اس صورت میں حکم یہ ہے ک وہ ہر نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد ایک بار وضو کرے اور وقت نکلنے تک جتنی چاہے فرائض و نوافل ادا کر لے، وضو کے بعد پیشاب کے قطرات نکلنے کی وجہ سے وقت کے اندر نہ دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت ہے اور نہ کپڑے بدلنے کی، وقت ختم ہونے کے ساتھ وضو ختم ہو جائے گا، دوسرے وقت کی نماز کے لئے دوسرا وضو کرنا ہوگا، اسی طرح جس کو پیشاب کی تھیلی لگی ہوئی ہے وہ اسی حالت میں نماز پڑھے گا، وہ شرعاً

معذور ہے، لیکن ایسا شخص پیشاب کی تھیلی کے ساتھ مسجد میں داخل نہ ہو، بلکہ تنہا نماز ادا کرلے۔ **لا یدخل المسجد من علی بدنہ نجاسۃ** ۔(احسن الهدایہ، ج ۲/ص ۶۷۔ حلبی کبیر، ص ۲۶۷)

دوران نماز عذر ختم ہو جائے

مسئلہ:۔ اگر مریض نے بیٹھ کر نماز شروع کی تھی مگر درمیان نماز اس کا مرض ٹھیک ہو گیا اور وہ کھڑے ہونے پر قادر ہو گیا، تو اب کھڑے ہو کر نماز پوری کرلے۔ (حلبی کبیر، ص ۲۶۹۔ کتاب المسائل، ج ۱/ص ۵۸۰)

کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر نماز پڑھنا

مسئلہ:۔ جو شخص سجدہ پر قادر نہ ہو اور پاؤں وغیرہ میں تکلیف کی وجہ سے زمین پر کسی طرح بیٹھنا بھی اس کے لئے مشکل ہو تو وہ کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے، لیکن جو شخص کسی بھی طرح زمین پر بیٹھ سکتا ہو اس کے لئے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا سخت مکروہ ہوگا، اسے زمین پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز ادا کرنی چاہئے۔ (کتاب المسائل، ج ۱/ص ۵۷۹)

(تنبیہ) آج کل اس معاملہ میں بہت کوتاہی ہوتی ہے معمولی بہانہ سے لوگ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے لگتے ہیں، انہیں مذکورہ مسئلہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے۔

کتاب الجنائز

میت کا بیان

قریب المرگ کے احکام:

جب کسی میت پر موت کے آثار نظر آنے لگیں، مثلاً سانس اکھڑ جائے اور جلدی جلدی چلنے لگے، ٹانگیں ڈھیلی پڑ جائیں کہ کھڑی نہ ہو سکے، ناک ذرا ٹیڑھی ہو جائے، پیشانی پر پسینہ آجائے، اور کنپٹیاں بیٹھ جائیں وغیرہ تو اگر اس کو تکلیف نہ ہو تو قبلہ کی جانب پاؤں کر کے چت لٹا دیں، اور سر ذرا اونچا کر دیں؛ تاکہ وہ چہرہ قبلہ کی طرف ہو جائے، یا داہنی کروٹ پر قبلہ رخ لٹا دیں، اور اس کے پاس بلند آواز سے کلمہ پڑھیں، تاکہ وہ سن کر خود پڑھ لے، اس کو پڑھنے کے لئے نہ کہیں، جب ایک بار کلمہ پڑھ لے تو خاموش ہو جائیں، البتہ اگر کچھ بات چیت کیا ہو تو پھر کلمہ پڑھیں، اس کے سرہانے یا پاس میں سورۂ یٰسین سورۂ رعد پڑھنا بھی مستحب ہے، اس سے روح نکلنا آسان ہو جاتا ہے، ایسے وقت میں کوئی ایسی بات نہ کریں کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جائے، بلکہ اللہ کی طرف مائل کرنے والی باتیں کی جائیں۔

اور جب انتقال ہو جائے (روح نکل جائے) تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں، اور **بسم الله وعلى ملة رسول الله** ﷺ (اللہ تعالیٰ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے دین پر (یہ عمل انجام دیتا ہوں) پڑھتے ہوئے اس کے اعضاء درست کر دیں، کوئی کپڑا وغیرہ لے جا کر جبڑے سر سے ملا کر باندھ دیں تاکہ منہ کھلا نہ رہ جائے، آنکھیں بند کر دیں، پیر کے دونوں انگوٹھے ملا کر باندھ

دیں، تاکہ ٹانگیں پھیلنے نہ پائیں، دونوں ہاتھ دائیں بائیں پہلو کی جانب سیدھے کردیں، سینہ پر نہ رہیں، پھر کوئی چادر اوڑھا دیں، میت کے پاس کوئی خوشبودار چیز لوبان اگربتی وغیرہ سلگادیں، حیض و نفاس والی عورت یا جنبی (ناپاک) اس کے پاس نہ آئیں، جب تک کہ غسل نہ دے دیا جائے تب تک اس کے پاس بلند آواز سے قرآن کی تلاوت نہ کی جائے، اور میت کے دوست واحباب، پڑوسیوں اور رشتے داروں کو اطلاع دے دیں، تاکہ وہ لوگ اس کے لئے دعاء خیر کریں، نماز جنازہ میں شریک ہوں، مگر اس کی وجہ سے تجہیز و تکفین اور تدفین میں دیر نہ کی جائے، نیز مشروع طریقہ سے ایصال ثواب کریں، وہ اس طرح کہ کسی رسم کی قید اور دن کی تخصیص نہ کریں، اپنی ہمت کے موافق حلال مال سے مساکین کی مدد کریں، اور جس قدر توفیق ہو بذات خود قرآن شریف وغیرہ پڑھ کر اس کو ثواب پہنچادیں، اور آگے بھی یہ سلسلہ باقی رکھیں، اس کے بعد میت کو نہلانے، کفنانے کا انتظام کریں، موت کے بعد غسل میں دیر نہ کریں، جتنی جلدی ممکن ہو غسل دینا چاہئے۔ (تکمیل الایضاح ص/۲۵۱۔احسن الہدایہ، ج/۲،ص/۳۹۵)

میت کو غسل دینے کے کچھ آداب

مسئلہ:۔ میت کو کوئی دیندار، امانت دار اور غسل کے طریقے سے واقف شخص غسل دلائے، اگر قریبی رشتہ دار ہوں تو بہتر ہے، لیکن اگر رشتہ دار میں سے کوئی غسل کے طریقے سے واقف نہ ہو تو پھر کوئی اور شخص بھی دے سکتا ہے، جو مسائل کا جانکار ہو۔ (بہشتی زیور، ج/۲،ص/۵۴۔البحر الرائق، ج/۲،ص/۱۷۵)

عورت میت کو غسل دینے والا کوئی نہ ہو

مسئلہ:۔ بہتر یہ ہے کہ میت عورت کو اس کے جو قریبی رشتہ دار عورت ہوں وہ غسل دلائے، اور اگر وہ غسل نہ دلا سکتی ہو یا طریقہ سے واقف نہ ہو تو کوئی نیک دیندار عورت غسل دلائے۔ (گلدستۂ احکام مستند و مختصر، ص/۱۰۰)

غسل دینے والے کو اجرت دینا کب جائز ہے؟

مسئلہ:۔ اگر غسل دینے والے بستی میں کئی ایک ہوں تو کسی کو اجرت پر لا کر میت کو غسل دیا جا سکتا ہے، اس کا اجرت لینا درست ہے، لیکن اگر آبادی میں ایک ہی آدمی غسل کے طریقے سے واقف ہو تو آدمی پر بلا اجرت غسل دینا لازم ہے، اس کو اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ (احسن الفتاوی، ج/۴، ص/۲۲۸۔۲۲۹)

جنبی و حائضہ اور نفساء کا غسل دینا

مسئلہ:۔ جو عورت حیض یا نفاس سے ہو یا جنبی شخص ہو وہ غسل نہ دلائے کیونکہ یہ مکروہ اور منع ہے۔ (بہشتی زیور، ج/۲، ص/۵۴۔ کتاب المسائل، ج/۲، ص/۵۰)

مسئلہ:۔ بیوی کے لئے اپنے شوہر کو غسل دینا اور کفن پہنانا وغیرہ درست ہے، مگر شوہر کے لئے اپنی بیوی کو ہاتھ لگانا، چھونا درست نہیں ہے، دیکھنے اور کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگانے کی اجازت ہے۔ (بہشتی زیور، ج/۲، ص/ ۵۴۔ امداد الاحکام، ج/۲، ص/۴۳۶)

بچہ اور بچی کو کون غسل دے؟

مسئلہ:۔ اگر بچہ یا بچی بہت چھوٹے ہوں تو ان کو مرد یا عورت کوئی بھی غسل دے سکتے ہیں، اور اگر بچی یا بچہ ذرا بڑے اور سیانے ہوں تو ان کا حکم بڑوں جیسا ہے، بچے کو مرد اور بچی کو عورت غسل دے۔ (فتح القدیر، ج/۲، ص/۱۱۲۔ کتاب المسائل، ج/۲، ص/۵۰)

بچہ پیدا ہونے کے بعد مر جائے

مسئلہ:۔ جو بچہ زندہ پیدا ہو کر مر جائے تو اس پر زندوں کے احکام جاری ہوں گے، یعنی اس کا نام رکھا جائے گا، اس کو غسل دیا جائے گا، کفن دیا جائے گا، نماز جنازہ پڑھی جائے گی، وغیرہ وغیرہ، اور اگر مردہ پیدا ہوا ہو تو اس کو غسل دے کر ایک پاک کپڑے میں میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے۔ (کتاب الفتاوی، ج ۳/ص ۱۵۵۔ کتاب المسائل، ج ۲/ص ۵۴)

مردہ مولود کا کفن

مسئلہ:۔ اگر ناتمام بچہ گر گیا ہو اور ابھی ہاتھ، پاؤں، منہ وغیرہ کچھ عضو نہ بنا ہو تو اس کو غسل نہیں دیں گے، بلکہ ایک کپڑا میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے، اور اگر کچھ عضو بن چکے ہوں تو اس کا حکم مردہ پیدا ہونے والے بچے کا ہوگا۔ (کتاب الفتاوی، ج ۳/ص ۱۵۵۔ کتاب المسائل، ج ۲/ص ۶۰)

نصف دھڑ دستیاب ہو

مسئلہ:۔ حادثاتی اموات میں اگر سر کے ساتھ آدھا، یا آدھے سے زیادہ جسم موجود ہو تو غسل بھی دیں گے، اور نماز جنازہ بھی پڑھیں گے، اور اگر آدھے سے کم جسم ملے تو بنا غسل اور نماز کے صاف کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے۔ (کتاب المسائل، ج ۲: ص/۶۱)

حادثہ میں مسلمان اور کافروں کی لاشیں گڈمڈ ہو جائیں

مسئلہ:۔ اگر کس حادثے میں مسلمانوں کے ساتھ کافر بھی ہلاک ہو جائیں اور پہچان نہ ہو سکے، تاہم مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہونے کا گمان غالب

ہوتو غسل دے کر سب کے جنازے تیار کر کے نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اور نیت صرف مسلمانوں پر نماز جنازہ کی کی جائے گی، اور انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ (امداد الاحکام، ج ۲، ص ۴۵۱۔ احسن الفتاوی، ج ۴، ص ۲۱۲۔ ۲۳۶)

پوسٹ مارٹم کا حکم

مسئلہ:۔ پوسٹ مارٹم سے حتی الامکان بچنا چاہیئے، لیکن جہاں مجبوری ہو تو اجازت ہے، پوسٹ مارٹم والی لاشوں کو بھی عام طریقے سے غسل وغیرہ دیں گے۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۶۴)

میت کی بندھی ہوئی پٹیاں کھول دی جائیں گی

مسئلہ:۔ میت کے جسم پر پلاسٹر یا پٹیاں بندھی ہوئی ہوں تو ان پلاسٹروں کو کھول کر غسل دیا جائے گا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۳، ص ۱۰۳۔ فتاوی محمودیہ جدید، ج ۸، ص ۵۰۰)

ڈوب کر مر جانے والے کو غسل

مسئلہ:۔ پانی میں ڈوب کر مر جانے والے کو بھی غسل دیا جائے گا، البتہ اگر لاش پانی سے نکالنے سے پہلے غسل کی نیت سے اسے کئی بار حرکت دے دی جائے تو یہ غسل معتبر ہوگا۔ (فتاوی عالمگیری، ج ۱، ص ۱۵۸۔ کتاب المسائل، ج ۲، ص ۶۵)

جنازہ پر کلمہ والی چادر ڈالنا

مسئلہ:۔ میت کے تابوت پر کلمہ لا الہ الا اللہ، آیت الکرسی یا سورۂ یٰسین لکھی ہوئی چادر ڈالنا احترام کے خلاف ہے۔ (خیر الفتاوی، ج ۳، ص ۲۵۶۔ کتاب المسائل، ج ۳، ص ۶۰)

غسل دینے والوں کے لئے چند ہدایات

(۱) میت کو اتنے گرم پانی سے نہ نہایا جائے جس سے زندہ آدمی کو تکلیف ہوتی ہے، بلکہ اس کو نہلانے کے لئے صرف نیم گرم یا سادہ ہی پانی استعمال کیا جائے، اس لئے کہ جس چیز سے زندہ آدمی کو تکلیف ہوتی ہے اسی سے مردے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

(۲) غسل دینے والا اپنے قریب کوئی خوشبو (اگربتی وغیرہ جلا کر) رکھ لے۔

(۳) جس جگہ غسل دیا جائے وہاں پردہ ہونا چاہئے اور زائد آدمیوں کو وہاں بالکل نہ رہنا چاہئے۔

(۴) میت کے بالوں میں نہ کنگھی کی جائے نہ ناخن کاٹے جائیں نہ کسی جگہ کے بال کاٹے جائیں، بلکہ جس طرح بھی ہوں اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔

(۵) اگر نہلاتے وقت کوئی عیب دیکھیں مثلاً چہرہ بگڑ گیا ہو یا کالا ہو گیا ہو وغیرہ تو کسی سے اس کا تذکرہ نہ کریں، ہاں اگر کوئی اچھی علامت دیکھیں مثلاً چہرہ کی نورانیت یا جسم کی خوشبو وغیرہ تو اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دینا چاہئے

(۶) غسل دینے والے کے لئے مستحب ہے کہ بعد میں خود بھی غسل کر لیں، مگر یہ واجب اور ضروری نہیں۔ (بہشتی زیور، ج ۲ ص ۵۴۔ کتاب المسائل، ج ۲ ص ۵۱۔۵۲)

غسل دینے کا طریقہ

(۱) جس تختہ پر غسل دیا جائے پہلے اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے لیں، پھر اس پر میت کو قبلہ کی طرف رخ کر کے جیسے بھی

آسان ہولٹایا جائے۔

(۲) اس کے بعد میت کے کپڑے چاک کرلیں اور ایک تہبند اس کے ستر پر ڈال کر بدن کے کپڑے اتار لیں، یہ تہبند موٹے کپڑے کا ناف سے لیکر پنڈلی تک ہونا چاہئے، تاکہ بھیگنے کے بعد ستر نظر نہ آئے۔

(۳) پھر بائیں ہاتھ سے دستانے پہن کر میت کو استنجاء کرائیں۔

(۴) اس کے بعد وضو کرائیں اور وضو میں کلی نہ کرائیں نہ ناک میں پانی ڈالا جائیاور نہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے جائیں، ہاں البتہ کوئی کپڑا یا روئی وغیرہ انگلی پر لپیٹ کر ہونٹوں اور مسوڑھوں پر پھیر دیں۔

(۵) پھر اسی طرح ناک کے سوراخوں کو بھی صاف کر دیں (خاص کر اگر میت جنبی یا حائضہ ہو تو منہ اور ناک پر انگلی پھیرنے کا زیادہ اہتمام کیا جائے۔

(۶) اس کے بعد ناک منہ اور کانوں کے سوراخوں میں روئی رکھ دیں، تاکہ وضو و غسل کراتے ہوئے پانی اندر نہ جائے۔

(۷) وضو کرانے کے بعد ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو صابن وغیرہ سے اچھی طرح دھوئیں۔

(۸) پھر مردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتوں میں پکا ہوا یا سادہ نیم گرم پانی پانی دائیں کروٹ پر خوب اچھی طرح تین مرتبہ نیچے سے اوپر تک بہادیں کہ پانی بائیں کروٹ کے نیچے پہنچ جائے۔

(۹) پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح بائیں کروٹ پر سر سے پیر تک تین مرتبہ پانی ڈالا جائے کہ پانی دائیں بائیں کروٹ تک پہنچ جائے، نیز پانی ڈالتے ہوئے بدن کو بھی آہستہ آہستہ ملا جائے، اگر میسر ہو تو صابن ملا جائے۔

(۱۰) اس کے بعد میت کو ذرا بیٹھانے کے قریب کر دیں اور پیٹ کو

اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملیں اور دبائیں اگر کچھ نجاست نکلے تو صرف اس کو پونچھ کر دھوڈالیں، وضو وغسل کو لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

(۱۱) اس کے بعد اس کو بائیں کروٹ پر لٹا کر کافور ملا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالیں۔

(۱۲) پھر سارے بدن کو تولیہ وغیرہ سے پونچھ دیں۔(بہشتی زیور، ج ۲، ص ۵۲۔ کتاب الفتاوی، ج ۳، ص ۱۴۷)

میت پر ایک مرتبہ پانی ڈالنا واجب ہے

مسئلہ:۔ میت کو ایک مرتبہ پانی ڈالنا واجب ہے، مذکورہ طریقہ مسنون ہے، اگر کوئی اس طرح نہ نہلائے صرف ایک مرتبہ پانی پورے بدن پر بہادے تب بھی واجب غسل ہو جائے گا۔(بہشتی زیور، ج ۲، ص ۵۳۔ بدائع الصنائع ، ج ۲، ص ۲۴)

استنجاء دستانے پہن کر کرائیں

مسئلہ:۔ میت کو استنجاء دستانے پہن کر کرانا ضرور ہے، کیونکہ جس جگہ کو زندگی میں ہاتھ لگانا اور دیکھنا جائز نہیں، مرنے کے بعد بھی اس جگہ بلا دستانے پہنے ہاتھ لگانا اور دیکھنا جائز نہیں۔(فتح القدیر، ج ۲، ص ۱۰۷۔ کتاب المسائل، ج ۲، ص ۵۳)

کفن کے مسائل

اسلام کے ممتاز احکام میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے نہایت باوقار انداز میں مردوں کو کفن دینے کا حکم دیا ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اِذَا وَلِیَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُحْسِنْ کَفَنَہٗ (ترمذی شریف، ج ۱، ص ۱۹۳) ترجمہ: تم میں جو شخص

اپنے بھائی کا ذمہ دار ہوا سے چاہئے کہ اس کے کفن کا بہتر انتظام کرے۔

نیز بعض احادیث میں مردے کو کفن دینے والے کے لئے بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، ایک روایت میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ وَمَنْ كَفَّنَ مَيِّتاً كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ سُنْدُسٍ وَاِسْتَبْرَقٍ فِي الْجَنَّةِ (الترغیب والترھیب مکمل ۷۲۳) جو شخص کسی مردے کو کفن پہنائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں گاڑھے اور ریشم کا جوڑا پہنائیں گے، اس لئے جہاں تک ہوسکے بہتر انداز میں میت کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کرنا چاہئے۔

کفن پہنانے کے وقت درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہئے

(۱) پہلے کفن کو تین بار یا پانچ بار لوبان وغیرہ کی دھونی دے لیں، پانچ مرتبہ سے زائد نہ دی جائے۔

(۲) سفید رنگ کا کفن سب سے بہتر ہے، البتہ نیا پرانا (دھلا ہوا) سب برابر ہے

(۳) اور میت اپنی زندگی میں تقریبات، شادی وغیرہ میں جیسے کپڑے استعمال کرتا تھا اسی حیثیت کا کپڑا ہو، نہ بہت اعلیٰ نہ انتہائی گھٹیا۔ (کتاب المسائل، ج ۲/ص ۵٦۔ بہشتی زیور، ج ۲/ص ۵۵)

تجہیز و تکفین فرض کفایہ ہے

مسئلہ:۔ غسل دینا، کفن دینا، نماز جنازہ پڑھنا اور دفن کرنا یہ سب فرض کفایہ ہے، یعنی اگر چند لوگ بھی ان امور کو انجام دے دیں تو سب کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا، اور اگر کوئی بھی ان امور کو انجام نہ دے تو سب کے سب گنہگار ہوں گے۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند، ج ۵/ص ۳۱۴۔ کبیری، ص ۵۷۹

غسل دینے کے بعد عطر لگانا

مسئلہ:۔ جب میت کو تولیہ وغیرہ سے پونچھ دیں تو سر اور ڈاڑھی پر (اور عورت کو صرف سر پر) عطر لگادیں، پھر پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پیروں پر کافور مل دیں۔ (طحاوی، ص۱۲/۱۱۲۔ بدائع الصنائع، ج۲/، ص۴۰/)

مرد و عورت کے کفن کی تفصیلات

مسنون یہ ہے کہ عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے، (۱) چادر اس کی لمبائی میت کے قد سے ایک ڈیڑھ ہاتھ زیادہ رہے، اس کو لفافہ کہتے ہیں۔ (۲) ازار، سر سے پاؤں تک (۳) قمیص، گلے سے پاؤں تک، بغیر کلی اور آستین کے یہ دوہری رہے گی، کپڑے کو دوہرا کر کے بیچ میں گریبان کاٹ دیں تاکہ اس طرف سے سر داخل کیا جاسکے، (۴) سینہ بند (سینہ سے رانوں تک) (۵) خمار (سر بند) تین ہاتھ لمبا، اور ہر ایک کی چوڑائی میت کے جسم سے کچھ زیادہ ہو۔

اگر اس سے کم صرف تین کپڑوں (چادر، قمیص اور سر بند یا چادر، ازار اور سر بند) میں کفن دیں تو بھی جائز ہے، مگر تین سے کم کپڑا کفن دینا مکروہ ہے، الا یہ کہ مجبوری ہو۔ (کتاب الفتاوی، ج۳/، ص۵۸/۔ احسن الهدایہ، ج۲/، ص۴۵)

عورت کو کفنانے کا طریقہ

(۱) پہلے چادر (لفافہ) بچھائیں اس کے بعد سینہ بند رکھیں، اس کے اوپر ازار پھر قمیص (۲) پھر میت کو کفن پر لے جا کر پہلے کرتا پہنائیں، اور سر کے بالوں کے دو حصے کر کے کرتے کے اوپر سینے پر ڈال دیں، ایک حصہ داہنی طرف اور ایک حصہ بائیں طرف (۳) اس کے بعد سر بند کو سر اور بالوں پر ڈال دیں، اس کو نہ

باندھیں اور نہ لپیٹیں، پھر ازار لپیٹ دیں پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف (۴) اس کے بعد سینہ بند باندھیں، پھر چادر لپیٹیں پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف ،اس کے بعد پیر، سر اور کمر کے پاس سے کفن کو پٹیوں سے باندھ دیں، تا کہ ہوا وغیرہ سے راستہ میں کھل نہ جائے۔ (کتاب الفتاوی، ج ۳/ص ۱۵۸۔ قاموس الفقہ، ج ۴/ص ۵۶۵)

مرد کا کفن

مردوں کے لئے مسنون کفن شروع کے تین ہیں، چادر، ازار، کرتا، دو کپڑوں میں کفن دینا جائز ہے، اور اس سے کم کرنا مکروہ ہے، الا یہ کہ مجبوری ہو۔

(قاموس الفقہ، ج ۴/ص ۵۶۵۔ احسن الہدایہ، ج ۲/ص ۴۰۲)

مرد کو کفنانے کا طریقہ

(۱) چار پائی پر پہلے لفافہ بچھائیں، پھر ازار اس کے بعد کرتا۔

(۲) پھر مردے کو اس پر لے جا کر پہلے کرتا پہنا دیں پھر ازار لپیٹ دیں، اس طرح کہ پہلے بائیں طرف لپیٹا جائے پھر دائیں طرف (تا کہ داہنی طرف اوپر رہے)

(۳) پھر چادر لپیٹیں، پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف۔

(۴) پھر کسی پٹی وغیرہ سے پیروں اور سر اور کمر کے پاس کفن کو باندھ دیں؛ تا کہ راستہ میں کھل نہ جائے۔ (قاموس الفقہ، ج ۴/ص ۵۶۵۔ احسن الہدایہ، ج ۲/ص/ ۴۰۳۔۴۰۴)

چار پائی کی چادر

مسئلہ:۔ جو چادر سب سے اوپر چار پائی پر بطور پردہ کے ڈالی جاتی

ہے وہ کفن میں شامل نہیں، کفن صرف اتنا ہی ہے جو بیان کیا گیا۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج ۵/ص ۲۶۶/۔ بہشتی زیور، ج ۲/ص ۵۶)

نابالغ لڑکے اور لڑکی کا کفن

نابالغ بچے اور بچی (قریب البلوغ) کو بھی بڑے کی طرح کفن دئے جائیں گے، البتہ بہت چھوٹے بچے کو ایک اور بہت چھوٹی بچی کو دو کپڑوں میں کفن دینا بھی جائز ہے۔ (بہشتی زیور، ج ۲/ص ۵۶)

جنازہ اٹھانے کے مسائل

جنازہ کے پیچھے چلنے کی فضیلت:

اسلام کی ایک اہم تعلیم یہ بھی ہے کہ جنازہ کے ساتھ چل کر قبرستان تک جایا جائے، حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا، جن میں سے ایک جنازہ کے پیچھے چلنے کا حکم بھی تھا (بخاری شریف، ج ۱/ص ۱۶۶)

جنازہ کے ساتھ پیدل جائیں

بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت جنازہ کے پیچھے سوار ہو کر نہ چلیں؛ بلکہ پیدل چلنے کا اہتمام کریں، اس لئے کہ فرشتے بھی مومن کے جنازہ کے ساتھ پیدل چلتے ہیں۔

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک جنازہ کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نکلے، تو آپ نے کچھ لوگوں کو سواری پر دیکھا تو ارشاد فرمایا: کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ اللہ کے فرشتے تو پیدل ہیں اور تم سواریوں پر سوار بیٹھے ہو؟ (ترمذی شریف، ج ۱/ص ۱۹۶)

جنازہ کے پیچھے چلنا

جنازہ کے پیچھے پیدل چلنا افضل ہے، اگر چند آدمی آگے نکل جائیں اور جنازہ سے دور نہ ہوں تو حرج نہیں، لیکن اگر سب کے سب آدمی آگے بڑھ جائیں اور جنازہ پیچھے کر دیں یا چند آدمی آگے نکل کر جنازہ سے دور ہو جائیں تو یہ مکروہ ہے۔ (کتاب المسائل، ج ۲/ص ۱۷۱۔ قاموس الفقہ، ج ۳/ص ۱۴۳)

جب تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جائیں تو میت پر نماز جنازہ پڑھیں، اس میں بلا وجہ تاخیر نہ کرنی چاہئے، نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اور اس کا بہت زیادہ ثواب ہے، نیز یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے، اس لئے اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کی شرطیں

مسئلہ:۔ نماز جنازہ کے صحیح ہونے کے لئے دو قسم کی شرطیں ہیں:

(۱) وہ شرطیں جن کا نمازیوں میں پایا جانا ضروری ہے۔

(۲) وہ شرطیں جن کا میت میں پایا جانا ضروری ہے۔

چنانچہ جن شرطوں کا نمازیوں میں پایا جانا ضروری ہے وہ چھ ہیں ''نماز کی شرطوں کا پیچھے ذکر ہے'' اور جن شرطوں کا میت میں پایا جانا ضروری ہے وہ بھی چھ ہیں: (۱) میت کا مسلمان ہونا (۲) میت کے بدن اور کفن کا نجاست سے پاک ہونا ہاں اگر نجاست اس کے بدن سے کفنانے کے بعد نکلے پھر کوئی حرج نہیں، نماز درست ہے اس کا دھونا ضروری نہیں (۳) میت کے ستر کا چھپانا، لہذا اگر میت بالکل برہنہ ہو تو اس کی نماز جنازہ درست نہ ہوگی (۴) میت کا نمازیوں سے آگے ہونا، اگر میت نمازیوں سے پیچھے ہو اور نمازی اس سے آگے ہو تو نماز

جنازہ نہ ہوگی (۵) میت کا میت کی چارپائی وغیرہ کا زمین پر ہونا، لہذا اگر بلا عذر میت کے لوگ اوپر اٹھائے ہوئے ہوں یا میت سواری (جانور وغیرہ) پر ہو تو نماز درست نہ ہوگی (٦) میت کا موجود ہونا، لہذا اگر غائب پر نماز جنازہ پڑھی تو نماز درست نہ ہوگی۔ (کتاب المسائل، ج ۲/ص ۸۷۔ قاموس الفقہ، ج ۳/ص ۱۴۴)

نماز جنازہ میں کتنی تکبیریں ہیں

مسئلہ:۔ نماز جنازہ میں چار تکبیر کہنا فرض ہے، ہر تکبیر ایک رکعت کے قائم مقام ہے۔

نماز جنازہ کی دعائیں سراً پڑھی جائیں گی

مسئلہ:۔ نماز جنازہ میں صرف تکبیر اور سلام بلند آواز کے ساتھ کہے جائیں گے، باقی دعائیں آہستہ آواز میں، نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی جاتی، اور چونکہ یہ نماز مکمل دعا ہی ہے اس لئے اس کے سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مشروع (جائز) نہیں ہے، بلکہ ایسا کرنا بدعت ہے۔ (حلبی کبیر، ص/ ۵۸٦۔ احسن الفتاوی، ج ۴/ص ۲۴۵۔ ۲۴٦)

نماز جنازہ میں مسبوق کا حکم

مسئلہ:۔ اگر نماز جنازہ میں تاخیر سے پہنچیں جب کہ امام دو تکبیر کہہ چکا ہو اور آنے والے شخص نے تکبیر سنی نہ ہو، تو فوراً نماز میں شریک نہ ہو، بلکہ جس وقت امام اگلی تکبیر کہے تب شامل ہو، اور جب امام سلام پھیر دے تو اپنی تکبیرات کو شمار کر لے، چار میں جتنی کم ہوں، اتنی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دے، اس وقت ان تکبیرات کے درمیان کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم

دیوبند، ج/۵،ص/۳۳۱۔احسن الفتاوی، ج/۴،ص/۲۰۰)

جوتے پہن کر نماز جنازہ پڑھنے کا حکم

مسئلہ:۔ اگر زمین اور جوتے چپل سب پاک ہوں تو پہن کر یا اتار کر ہر طرح جنازہ پڑھ سکتے ہیں، اور اگر جوتے چپل پاک ہوں، اور زمین ناپاک ہو تو اتار کر ان پر پیر رکھ کر نماز پڑھیں، اسی طرح اگر جوتے چپل کے نیچے کا حصہ ناپاک ہو اور اوپر کا حصہ پاک ہو تو اتار کر ان پر پیر رکھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج/۵،ص/۳۱۸۔احسن الفتاوی، ج/۴،ص/۲۰۲)

پنجوقتہ نماز والی مسجد اور عیدگاہ میں نماز جنازہ

مسئلہ:۔ پنجوقتہ نماز والی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے، البتہ اگر شدید عذر ہو تو پڑھ سکتے ہیں، اور عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج/۵،ص/۲۹۴۔۳۰۰۔کتاب المسائل، ج/۲،ص/۸۴)

مسئلہ:۔ اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر ہے کہ ہر ایک کی نماز جنازہ الگ الگ پڑھی جائے، اور ان میں جو علم وفضل میں سب سے اعلیٰ ہو، اس کی نماز پہلے پڑھیں، اور اگر سب کی ایک ساتھ ہی نماز پڑھ لیں تب بھی جائز ہے، سب کے لئے ایک ہی نماز جنازہ کافی ہو جائے گی۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبن، ج/۵،ص/۳۲۸۔بدائع الصنائع، ج/۲،ص/۵۶)

بالغ ونابالغ دونوں طرح کی اموات جمع ہو جائیں تو کیا دعا پڑھیں:

مسئلہ:۔ اگر بالغ اور نابالغ دونوں طرح کی اموات جمع ہو جائیں تو ایسی صورت میں بالغوں کی دعا کے بعد نابالغوں کی دعا پڑھی جائے گی، جب کہ نماز جنازہ ایک ہی ساتھ پڑھی جا رہی ہو۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج/۵،ص/۳۶۳۔

کتاب المسائل، ج/۲، ص/۸۵)

نماز جنازہ کی ترکیب (طریقہ)

نماز جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو، نماز جنازہ میں یہ نیت ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور میت کے لئے دعا کے مقصد سے نماز پڑھ رہا ہوں، اس کے بعد امام کے ساتھ سب لوگ تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں، اور نماز کی طرح باندھ لیں اور ثنا پڑھیں ''سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَ جَلَّ ثَنَاءُ کَ وَلَااِلٰهَ غَیْرُکَ'' پھر اللہ اکبر کہہ کر نماز والا درود شریف پڑھیں، پھر تیسری تکبیر کہہ کر میت کے لئے دعا کریں۔

میت اگر بالغ مرد ہو یا عورت تو یہ دعا پڑھیں: ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ''

ترجمہ:۔ اے اللہ ہمارے زندوں، مردوں، حاضر، غائب، چھوٹے، بڑے، مرد و عورت، سب کی مغفرت فرمایئے، اے اللہ ہم میں سے جسے آپ زندہ رکھیں اسے اسلام پر ثابت قدم رکھیئے اور ہم میں سے جسے وفات دینی ہو اس کا خاتمہ ایمان پر فرمایئے۔

اگر نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھیں: ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْراً وَّذُخْراً وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَّ مُشَفَّعاً'' اے اللہ اس بچے کو ہمارے لئے سامان آخرت، باعث اجر، ذخیرۂ ثواب اور مقبول سفارشی بنا دیجئے۔

اگر نابالغ لڑکی ہو تو یہ دعا پڑھیں: " اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطاً وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْراً وَّذُخْراً وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً "

اے اللہ اس بچی کو ہمارے لئے سامان آخرت، باعث اجر، ذخیرۂ ثواب، مقبول سفارشی بنا دیجئے، پھر اللہ اکبر کہہ کر سلام پھیر دیں، اگر کسی کو مذکورہ دعا یاد نہ ہو تو صرف " اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَیْنَا وَلَهٗ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلِلْمُؤْمِنَاتِ " پڑھتا رہے، اگر یہ بھی یاد نہ ہو تو صرف چار تکبیر کہنے سے نماز ہو جاتی ہے، نماز جنازہ سے فارغ ہو کر مٹی دینے بھی ضرور جانا چاہئے، آج کل اس میں بڑی کوتاہی ہو رہی ہے، یہ بڑی محرومی کی بات ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص مؤمن ہو اور ثواب سمجھ کر جنازہ کے پیچھے جائے اور نماز اور دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو یہ شخص ثواب کے دو قیراط لے کر لوٹتا ہے، ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے، اور جو شخص جنازہ کی نماز پڑھے اور اس کے دفن کئے جانے سے پہلے واپس آجائے تو یہ شخص ثواب کا ایک قیراط لے کر لوٹتا ہے۔ (گلدستۂ احکام مستند و مختصر، ص/۱۸۔۱۱۰، بہشتی زیور، کتاب المسائل، ج/۲، ص/۸۰)

دفن کے مسائل

(بغلی وصندوقی قبر)

مسئلہ:۔ اگر ممکن ہوتو بغلی قبر بنائی جائے اصل سنت یہی ہے، جس کو لحد بھی کہا جاتا ہے، اور اگر زمین اس لائق نہ ہوتو صندوقی بنائی جائے۔(کتاب المسائل، ج۲؍ص۹۴؍۔قاموس الفقہ ، ج۴،ص۴۶۴؍)

سوال:۔ میت کو قبر میں کس طرح اتاریں؟

جواب:۔ میت کو قبر میں اتارنے کا طریقہ یہ ہے کہ چارپائی کو قبلہ کی سمت رکھیں، سر اتر جانب رہے، اتارنے والے قبلہ رخ کھڑے ہوں، پھر میت کو اٹھا کر قبر میں اتاریں، رکھتے وقت بسم اللہ وعلی ملة رسول اللہ پڑھیں۔(کتاب المسائل، ج۲؍ص۹۶؍)

قبر میں میت کو کس طرح رکھا جائے

مسئلہ:۔ میت کو دائیں کروٹ پر قبلہ رخ لٹادیں، اور اگر ایسا ممکن نہ ہوتو چت لٹا کر چہرہ قبلہ رخ کردیں۔(احسن الفتاوی ،ج۴؍ص۲۳۰؍۔امداد الفتاوی ،ص۱۲؍۷۔۱۳؍۷)

میت عورت کو قبر میں اتارتے وقت پردہ

مسئلہ:۔ اگر عورت کی میت ہوتو اتارتے وقت چادر وغیرہ سے پردہ کردیں تاکہ اس پر نامحرموں کی نظر نہ پڑے۔

قبر اندر سے کیسی ہو؟

مسئلہ:۔ پہلے ہرے بانس یا لکڑی کے تختے رکھیں، بہتر ہوگا کہ اس پر کھجور کی چٹائی بچھا دیں، پھر اس کے اوپر اس طرح گیلی مٹی لگا دیں کہ کوئی سوراخ باقی نہ رہے، اس کے بعد پردہ ہٹا دیں، اور سب لوگ تین تین لپ بھر کر مٹی ڈالیں، پہلی مرتبہ میں مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ دوسر مرتبہ میں وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ اور تیسری مرتبہ میں وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى پڑھیں۔ (کتاب المسائل، ج ر۲، ص ر۹۷۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ر۳، ص ر۱۱۶)

تنبیہ

(مسائل ضروریہ)

جنازہ لے جاتے ہوئے بلند آواز سے ذکر کرنا:

مسئلہ:۔ جنازہ لے جاتے ہوئے بلند آواز سے ذکر کرنا مکروہ ہے، البتہ آہستہ بلا آواز ذکر وفکر میں مشغول رہنا بہتر ہے۔ (احسن الفتاوی، ج ر۱، ص ر۳۳۸۔ مصنف عبد الرزاق، ج ر۳، ص ر۴۵۳)

نماز جنازہ میں تاخیر کرنا مکروہ ہے

مسئلہ:۔ نماز جنازہ میں جماعت زیادہ ہونے کے مقصد سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے (البتہ اگر کسی کے انتظار میں کچھ تاخیر ہو تو اس کی گنجائش ہے) (کتاب المسائل، ج ر۲، ص ر۷۷)

سوال:۔ اہل میت کی طرف سے تیار کئے ہوئے کھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ یہ دعوت مروجہ کئی وجوہ سے ناجائز اور بدعت ہے، مثلاً

(۱) یہ حقیقت میں ہندؤوں کی رسم ہے، پس اس میں تشبہ بالہنود ہے، (جو کہ حرام ہے)

(۲) شریعت میں غم کے موقع پر دعوت ثابت نہیں۔

(۳) اس دعوت کو ضروری اور لازم سمجھا جاتا ہے، اور التزام مالایلتزم (غیر ضروری چیز کو ضروری سمجھنا) ناجائز ہے۔

(۴) اس دعوت سے مقصود ایصال ثواب نہیں، یا تو شہرت کی وجہ سے یا پھر لوگوں کی طعن و تشنیع کے ڈر سے دعوت کی جاتی ہے جو کہ شرک اصغر ہے، وغیرہ وغیرہ۔ (فتاوی دارالعلوم، ج۵/ص۴۴۸۔احسن الفتاوی، ج۱/ص۳۵۵)

نوٹ:۔ تفصیل کے لئے احسن الفتاوی، ج۱/ص۳۵۵ کا بغور مطالعہ کریں۔

سوال:۔ شریعت میں گیارہوں کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ مروجہ گیارہویں شریف منانا بدعت ہے، زمانہ سلف صالحین مں اس کا کہیں وجود نہیں تھا بعد کے مسلمانوں نے یہ رسم اہل ہنود (ہندؤوں) سے لی ہے، چنانچہ مشہور مؤرخ علامہ بیرونیؒ لکھتے ہیں کہ ''اہل ہنود کے نزدیک جو حقوق میت کے وارث پر عائد ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ ضیافت کرنا اور یوم وفات سے گیارہویں اور پندرہویں روز کھانا کھلانا، اسی طرح اختتام سال (عرس) پر کھانا کھلانا ضروری ہے'' اس سے معلوم ہوا کہ یہ رسم ہندؤوں سے لی گئی ہے شرعاً اس کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ بدعت ہے، (خیر الفتاوی ،ج۱/ص۵۵۶۔دارالافتاء دارالعلوم دیوبند)

میت سے متعلق حقوق اور وصیت کا بیان

مسئلہ:۔ کسی کے انتقال کے بعد سب سے پہلے اس کے مال سے تجہیز وتکفین کا انتظام کیا جائے، کپڑے، غسل کا سامان، بانس یا تختے اور قبر کھودنے کی اجرت وغیرہ کے اخراجات میں حق یہی ہے کہ میت کے مال سے کئے جائیں، البتہ اگر کوئی دوسرا اپنے پاس سے کر دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ دوسرے نمبر پر اس کے قرض کے ادائیگی کی فکر کی جائے اگر میت کے اوپر کسی کا قرض ہو اور معلوم ہو یا قرض خواہ کے پاس ثبوت ہو تو میت کے مال سے اس کی ادائیگی کی جائے گی، چاہے قرض کی ادائیگی میں سارا مال ختم ہو جائے، اور وارثوں کو کچھ نہ ملے، قرض کا معاملہ بہت سخت ہے، اس میں کوتاہی ہرگز نہیں کرنی چاہئے، اور اگر مرنے والے کے پاس مال نہ ہو یا قرض سے کم ہو تو قرض خواہ سے معاف کروالیا جائے، یا ورثہ یا کوئی صاحب خیر اپنی جانب سے ادا کر دیں، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قرض سے بری کر دیں گے۔

مسئلہ:۔ بیوی کا مہر بھی اگر ادا نہ کیا گیا ہو تو قرض ہے، اس کو بھی دیگر قرضوں کی طرح پہلے ادا کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ:۔ قرض کی ادائیگی کے بعد اگر میت نے کوئی وصیت کی ہو تو شریعت کے مطابق ان کو نافذ کیا جائے، وصیت کے احکام آگے آرہے ہیں۔

مسئلہ:۔ ان حقوق کی ادائیگی کے بعد جو مال بچے اس میں شریعت کے مطابق وراثت جاری ہوگی۔

مسئلہ:۔ وراثت کی تقسیم کو شریعت نے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے، مثلاً باپ کی وراثت میں لڑکوں کو لڑکیوں سے دوگنا حصہ ملتا ہے، اولاد کے ساتھ

بیوی ہو تو بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا، اور اولاد نہ ہو تو بیوی کو چوتھائی حصہ ملے گا، متبنّیٰ (لے پالک) کا شرعاً وراثت مں حصہ نہیں ہوتا، وغیرہ، ان سب چیزوں کو علماء کرام سے معلوم کر کے اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ:۔ اگر میت کے ذمہ کچھ نماز، روزے، وغیرہ باقی ہوں تو ان کے فدیہ کی فکر کرنی چاہیئے، اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

مسئلہ:۔ قرض کی ادائیگی ہر حال میں واجب ہے، چاہے مرنے والے نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو، اور فدیہ، کفارہ وغیرہ کے بارے میں اگر وصیت کی ہو تو تب تو وراثت والے مال میں سے تہائی حصہ سے ادائیگی ضروری ہوگی، ورنہ نہیں، البتہ وارثوں کو چاہئے کہ اگر وصیت نہ کی ہو تب بھی اپنے حصہ سے فدیہ ادا کر دیں یہ عظیم احسان ہوگا۔

مسئلہ:۔ قرض کے سوا اور چیزوں کا نفاذ فقط تہائی مال میں ہوتا ہے، یعنی تجہیز و تکفین اور قرض کی ادائیگی کے بعد جتنا مال بچا ہے اس کی تہائی سے اگر وصیت پوری ہو جائے تب تو وصیت کو پورا کریں گے، تہائی مال سے زیادہ وصیت میں خرچ کرنا وارثوں کے ذمہ واجب نہیں، البتہ اگر سب وارث بخوشی رضامند ہو جائیں کہ ہم اپنا اپنا حصہ نہ لیں گے، اس کی وصیت میں لگا دیا جائے تو تہائی مال سے زیادہ بھی لگانا جائز ہے، لیکن نابالغوں کی اجازت کا بالکل اعتبار نہیں ہے، وہ اگر اجازت بھی دیں تب بھی ان کا حصہ خرچ کرنا درست نہیں،

مسئلہ:۔ اسی طرح اگر مرنے والے نے اگر کوئی اور صدقہ، خیرات کی یا وارث کے علاوہ کسی کو کچھ دینے کی وصیت کی ہو تو وہ بھی اسی تہائی میں نافذ ہوگی

مسئلہ:۔ اپنے وارثوں کے لئے کچھ دینے وغیرہ کی وصیت کرنا باطل ہے، ایسی وصیت نافذ نہیں ہوتی۔

مسئلہ:۔ اگر کسی کے ذمہ نماز، روزہ، زکوۃ، حج کے کفارہ کی ادائیگی باقی ہو اور اس کے پاس مال ہو تو اس کی وصیت کرنا واجب ہے، اسی طرح اگر کسی کا کچھ قرض ہو یا کوئی امانت اس کے پاس رکھی ہو تو اس کی وصیت کر دینا بھی واجب ہے، نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔

مسئلہ:۔ تہائی سے زیادہ کی وصیت کرنا درست نہیں ہے، نہ ہی نافذ ہوگی، البتہ اگر کسی کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کو پورے مال کی وصیت کر دینا بھی درست ہے، اور اگر صرف بیوی ہو تو تین چوتھائی کی وصیت کرنا درست ہے، اسی طرح اگر کسی کا صرف شوہر ہو تو آدھے مال کی وصیت درست ہے۔ (بہشتی زیور نور محمدی ج ر۵، ص ر۵۱)

مسئلہ:۔ ایسی بیماری کی حالت میں جس میں بیمار مر جائے اپنا قرض معاف کرنے کا بھی اختیار نہیں ہے، اگر کسی وارث پر قرض تھا اس کو معاف کیا تو معاف نہیں ہوا، ہاں اگر سب وارث یہ معافی منظور کریں اور بالغ ہوں تب معاف ہوگا،، اور اگر غیر وارث کا قرض معاف کیا تو تہائی مال سے جتنا زیادہ ہوگا معاف نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ انسان کے مرتے ہی اس کا مال وارثوں کی ملکیت ہو جاتا ہو جاتا ہے، اس لئے مردے کے مال میں سے مہمانوں کی خاطر مدارات، کھلانا پلانا، صدقہ خیرات وغیرہ کرنا جائز نہیں ہے، جب تک کہ تمام وارثوں کی رضامندی نہ ہو۔

مسئلہ:۔ اسی طرح یہ دستور ہے کہ میت کے استعمالی کپڑے خیرات کر دیئے جاتے ہیں یہ بھی بغیر وارثوں کی اجازت کے ہرگز جائز نہیں ہے۔

نوٹ:۔ یہ کچھ ضروری مسائل مختلف کتابوں سے اخذ کر کے ذکر کئے

گئے ہیں، وراثت ووصیت سے متعلق مختصر مسائل یہاں لکھے گئے، تفصیلی معلومات کے لئے کتاب ''وراثت ووصیت کے شرعی احکام'' مؤلفہ مولانا مفتی محمد سلمان زاہدی پاکستان کراچی، اور ''وصیت نامہ، اہمیت، فضیلت، تاکید، اور طریقۂ وصیت'' مؤلفہ مولانا ادریس بن محمد یوسف گوفیا گودھراونا کپور، اور احسن الفتاوی، کتاب الفتاوی، فتاوی دار العلوم'' کا بغور مطالعہ کریں۔

کتاب الصوم

(رزوہ کا بیان)

قَالَ اللّٰہُ تبَارَکَ وَتعَالیٰ : یآَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ ۱۸۳)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تم پر (رمضان) کے روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تا کہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔

اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے ایک روزہ بھی ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تمام نیکیوں کے لئے اللہ جل شانہ نے دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک ثواب متعین کیا ہے، مگر روزہ کے بارے میں کوئی تحدید نہیں کی ہے، اللہ جل شانہ فرماتے ہیں "اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ" روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا'' اس سے روزہ کے ثواب کی عظمت کا اندازہ کرنا چاہئے کہ اس کا حساب ہی نہیں معلوم کہ وہ ثواب کس قدر ہے، اور خود حق تعالیٰ اس کو عطا فرمائیں گے، اس کا بندوبست ملائکہ کے ذریعہ نہیں ہوگا۔

رمضان میں ہر نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض ستر فرض کے برابر ہو جاتا ہے، رمضان نیکیوں کا مہینہ اور اپنے گناہ بخشوانے کا مہینہ ہے، حدیث پاک میں آتا ہے، **قال رسول اللہ ﷺ " مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناَ وَاِحْتِسَاباَ غُفِرَ لَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ، وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناَ وَاِحْتِسَاباَ غُفِرَ لَہٗ مَاتَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَاناَ وَاِحْتِسَاباَ غُفِرَ لَہٗ مَا**

تَـــقَـــدَّمَ مِـــنْ ذَنْبِـــــهٖ" (بخاری شریف، ج ۱/ص ۲۵۵/، حدیث نمبر ۱۸۶۳۔ مسلم شریف، ج ۱/ص ۲۵۹/۔ مشکوۃ شریف، ج ۱/ص ۱۷۳/)

ترجمہ:۔ جو شخص ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے، اور جو شخص ایمان اور اخلاص کے ساتھ رمضان میں قیام کرے (عبادت کرے) اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیے جائیں گے، اسی طرح جو شخص شب قدر میں ایمان اور احتساب کے ساتھ مشغول عبادت رہے اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

انسان کو متقی بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بہترین ذریعہ ہوا ہے، اللہ کا ارشاد ہے "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" یعنی روزہ کا مقصد انسان کو ملکوتی صفات کا خوگر اور تقوی کا پیکر بنانا ہے، نیز حدیث میں ہے کہ دوزخ سے بچاؤ کے لئے روزہ ڈھال ہے "اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ يَسْتَجِنُّ بِهَا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ" روزہ ایسی ڈھال ہے کہ جس سے بندہ جہنم سے بچاؤ کرتا ہے، یعنی جس طرح ڈھال اور مضبوط قلعہ سے انسان پناہ لیتا ہے اور دشمن سے بچتا ہے اسی طرح روزہ کے ذریعہ دوزخ سے نجات حاصل ہوتی ہے، وہ اس طرح کہ انسان کے گناہوں کی قوت کمزور ہوجاتی ہے، اور نیکی کا مادہ بڑھ جاتا ہے، لہذا جب انسان روزہ دار رہے گا اور اچھی طرح روزہ کے آداب بجالائے گا تو اس سے گناہ چھوٹ جائیں گے، اور دوزخ سے نجات مل جائے گی۔

روزہ بھی فرض ہے، اور فرض کا منکر ایمان سے نکل جاتا ہے، اسی طرح کاہلی اور غفلت کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا بھی شدید گناہ ہے، اگر بلا عذر روزہ چھوڑ دیا تو پوری زندگی روزہ رکھ کر بھی اس کا تدارک (تلافی) نہیں کیا جاسکتا۔

روزہ کی تعریف اور قسمیں

روزہ اسلام کا ایک اہم رکن ہے، شریعت کی اصطلاح میں روزہ کی نیت صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے، اور ہمبستری سے رکے رہنے کو روزہ کہتے ہیں۔

روزہ کی کئی قسمیں ہیں: (۱) فرض۔ رمضان المبارک کا ادا یا قضا روزہ، (۲) واجب۔ مثلاً کفارہ، یا نذر (منت ماننے) کا روزہ (۳) نفل۔ یہ سال میں کل اکیاون روزے مشہور ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) عاشورہ یعنی دس محرم کے روزے، چاہے نو اور دس کو رکھیں، یا دس اور گیارہ کو۔

(۲) شوال کے چھ روزے، خواہ مسلسل رکھیں، یا الگ الگ۔

(۳) ذی الحجہ کے شروع کے نو دنوں کے روزے، خاص طور پر نویں تاریخ یعنی یوم عرفہ کا روزہ۔

(۴) ہر مہینے میں تین روزے، چاہیں تو ایام بیض یعنی اسلامی سال کی (مہینہ) تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو رکھیں، یا جیسی سہولت ہو۔

(۵) شعبان کا ایک روزہ۔

ان کے سوا ہر جمعرات اور پیر کو روزہ رکھنا بھی ثابت اور ثواب کا کام ہے۔ (گلدستۂ احکام مستند ومختصر، ص/۱۱۵۔ قاموس الفقہ، ج/۱ص/۲۸۶)

رمضان کی قضا، کفارہ ونذر مطلق کے روزہ کی نیت کا وقت

مسئلہ:۔ رمضان المبارک کے قضا روزے، کفارہ کے روزے، اور نذر مطلق (جس منت میں دن یا تاریخ متعین نہ ہو) کے روزے کی نیت کا وقت

صبح صادق تک ہوتا ہے، اس کے بعد کی نیت معتبر نہیں ہے، اگر رکھے گا تو روزہ نفلی ہوگا، اور نذر معین (جس منت میں دن یا تاریخ متعین ہو) زوال سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے نصف النہار شرعی تک رکھ سکتا ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج/۶، ص/۳۴۶۔۳۴۷۔ قاموس الفقہ، ج/۴ص/۲۸۷۔۲۹۷)

رمضان المبارک کا روزہ جس نیت سے بھی رکھے

مسئلہ:۔ رمضان میں جس نیت سے بھی روزہ رکھا جائے وہ رمضان کا فرض روزہ ہی ادا ہوگا۔ (گلدستۂ احکام مستند و مختصر، ص/۱۱۵)

مسئلہ:۔ رمضان المبارک کے ادا روزے، نذر معین اور نفل روزہ میں متعین کرنا ضروری نہیں ہے کہ یہ کونسا روزہ ہے، البتہ قضا، کفارہ اور نذر مطلق میں متعین کرنا ضروری ہے۔ (گلدستۂ احکام مستند و مختصر، ص/۱۱۶)

روزہ کے کچھ ضروری احکام

سوال:۔ روزہ کس پر فرض ہے؟

جواب:۔ ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہر عاقل، بالغ مسلمان غیر معذور پر فرض ہے۔ (قاموس الفقہ، ج/۴، ص/۲۸۸۔ کتاب المسائل، ج/۲، ص/۱۴۵)

سوال:۔ کن حالتوں میں روزہ رکھنا درست نہیں؟

جواب:۔ حیض ونفاس عورتوں کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں، لیکن بعد میں قضا لازم ہے۔ (قاموس الفقہ، ج/۴، ص/۲۸۸۔ کتاب المسائل، ج/۲، ص/۱۴۶)

سوال:۔ کن حالتوں میں روزہ نہ رکھنا مباح (جائز) ہے؟

جواب:۔ مریض، مسافر، حاملہ، دودھ پلانے والی عورت، تیماردار (جب کہ اس کے روزہ رکھنے سے مریض کا نقصان ہو) نہایت کمزور، بھوک

پیاس سے مجبور، مجاہد فی سبیل اللہ (جب کہ اس کے روزہ رکھنے سے جہاد میں نقصان ہو) اور جنون اور بے ہوشی میں مبتلا شخص کے لئے اعذار کی بناء پر روزہ نہ رکھنا مباح ہے، جب ان کا عذر زائل ہو جائے تو وہ روزہ کی قضا کریں، ہاں اگر کوئی ایسا شخص ہے جو روزہ رکھنے پر قدرت ہی نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ (ایک صدقۂ فطر کی مقدار) دے دیا کرے۔

(قاموس الفقہ، ج ۴/ص ۲۸۸-۲۸۹۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۳/ص ۳۰۶-۳۰۷)

ہر روزہ کی الگ الگ نیت کرنا

مسئلہ:۔ رمضان المبارک کے ہر روزہ کے لئے الگ الگ نیت کرنا ضروری ہے۔ (کتاب المسائل، ج ۲/ص ۱۴۷۔ قاموس الفقہ، ج ۴/ص ۲۸۷)

زبان سے نیت ضروری نہیں

مسئلہ:۔ نیت کے لئے زبان سے تلفظ کی ضرورت نہیں؛ بلکہ محض دل سے ارادہ کر لینا کافی ہے، حتیٰ کہ روزہ کے لئے سحری کھانا بھی نیت کے قائم مقام ہے، البتہ زبان سے بھی کہہ لیں تو بہتر ہے۔ (کتاب المسائل، ج ۲/ص ۱۴۷۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۳/ص ۲۹۵)

نوٹ:۔ بعض لوگ عربی میں روزہ کی نیت ضروری سمجھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ (جواہر الفقہ، ج ۱/ص ۳۷۸)

پانچ دن روزہ رکھنا حرام ہے

مسئلہ:۔ سال کے پانچ دنوں میں کوئی بھی روزہ رکھنا منع اور گناہ ہے، یکم شوال یعنی عید الفطر کا ایک دن، ذی الحجہ کی دس، گیارہ، بارہ، تیرہ تاریخ یہ چار

دن، ان کے سوا پورے سال میں کبھی بھ روزہ رکھ سکتے ہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۳، ص ۳۶۲۔ قاموس الفقہ، ج ۴، ص ۳۰۰)

نفل روزہ توڑ دیں تو قضا واجب ہے

مسئلہ:۔ نفلی روزہ شروع کر کے کسی وجہ سے توڑ دیں تو قضا واجب ہوگی، اگر بغیر عذر کے توڑا تو گناہ بھی ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۳، ص ۳۴۵۔ خیر الفتاوی، ج ۴، ص ۶۷)

عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا

مسئلہ:۔ اگر شوہر موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر عورت کو نفلی روزہ رکھنا منع ہے۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۱۷۵۔ طحاوی، ص ۳۷۱)

بیوی سے دل لگی کرنا

مسئلہ:۔ روزہ کی حالت میں میاں بیوی کا ایک ساتھ لپٹنا، ہاتھ لگانا، پیار کرنا سب جائز ہے، لیکن اگر جوانی کا اتنا جوش ہو کہ ان چیزوں سے صحبت تک پہنچنے کا ڈر ہو تو ایسا کرنا مکروہ ہوگا۔ (قاموس الفقہ، ج ۴، ص ۲۹۴۔ احسن الہدایہ، ج ۳، ص ۱۴۴)

روزہ کی قضا میں دن کی تعیین

مسئلہ:۔ رمضان المبارک کے کئی روزے چھوٹ گئے ہوں تو ان کی قضا لگاتار بھی رکھ سکتے ہیں، اور الگ الگ بھی، نیز اس کا کوئی وقت متعین نہیں ہے، جب چاہیں رکھیں، مگر بلاوجہ تاخیر کرنا ناپسندیدہ ہے۔ (احسن الفتاوی، ج ۴، ص ۴۴۴۔ قاموس الفقہ، ج ۴، ص ۲۸۹)

رمضان کے دنوں میں بے ہوشی کا ہونا

مسئلہ:۔ رمضان کے دن میں بے ہوشی ہو جائے اور یہ بے ہوشی ایک دن سے زیادہ رہے، تو اگر بے ہوشی کے دن روزہ سے تھا، اور حلق میں کوئی دوا نہیں ڈالی گئی، تو بے ہوشی کے دن کا روزہ نیت پائے جانے کی وجہ سے صحیح ہے، اور بقیہ دنوں کے روزے کی قضا کرنی ہوگی، اسی طرح اگر بے ہوشی پورے مہینہ میں رہی تو سارے روزہ کی قضا کرنی ہوگی، روزے معاف نہیں ہوں گے۔ (فتاوی دار العلوم، ج/۶، ص/۴۸۶۔ احسن الہدایہ، ج/۳، ص/۱۸۶)

اگر رمضان کے پورے مہینہ پاگل رہا

مسئلہ:۔ اگر رمضان کے پورے مہینہ میں پاگل پن رہا تو روزے معاف ہو گئے، اور اگر بیچ بیچ میں افاقہ ہوتا رہے تو جتنے روزے چھوٹیں ان کی قضا کرنی ہوگی۔ (احسن الہدایہ، ج/۳، ص/۱۸۸)

اگر رمضان میں نیند دیر سے کھلے

مسئلہ:۔ اگر رمضان میں نیند دیر سے کھلے اور سحری نہ کھا سکے تب بھی روزہ رکھیں، چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے، سحری کھانا روزہ کے لئے شرط نہیں ہے۔ (کتاب الفتاوی، ج/۳، ص/۴۰۲۔ کتاب المسائل، ج/۲، ص/۱۴۸)

عورت صبح صادق سے پہلے و بعد حیض سے پاک ہو گئی

مسئلہ:۔ اگر رات کو حیض سے پاک ہو گئی ہے تو اب صبح کو روزہ نہ چھوڑے اگر چہ غسل نہ کیا ہو، اور اگر دن میں پاک ہوئی ہو تو اب روزہ کی نیت کرنا صحیح نہیں، اس دن کا روزہ شمار نہیں ہوگا، البتہ دن بھر روزہ داروں کی طرح

رہنا چاہئے، کھانا پینا درست نہیں ہے۔ (کتاب الفتاوی، ج ۳/ص ۴۰۴/۴۰۳۔ ہدایہ، ج ۱/ص ۲۲۵/

۲۹/شعبان کو ہندوستان سے روانہ ہوکر نصف النہار سے قبل سعودیہ پہونچ گیا

مسئلہ:۔ اگر کوئی شعبان کے آخری دن ہندوستان سے چل کر نصف النہار شرعی سے پہلے سعودیہ پہنچ جائے اور وہاں پہلا رمضان شروع ہو چکا ہو تو اگر صبح سے کچھ کھایا پیا نہ ہو تو نیت کر لینے سے روزہ صحیح ہوجائے گا۔ (کتاب المسائل، ج ۲/ص ۱۳۱/۔۱۳۶)

۲۹/رمضان کو ہندوستان سے چلا جب کہ سعودیہ میں عید تھی

مسئلہ:۔ اور اگر رمضان کے آخر میں ہندوستان سے سعودیہ گیا، اور اس دن وہاں عید تھی تو پہنچتے ہی روزہ افطار کرنا ہوگا، اب اگر اس کا روزہ ۳۰/ سے کم ہوا تو بعد میں ایک روزہ کی قضا کرنی ہوگی۔ (کتاب المسائل، ج ۲/ص ۱۳۱/۔۱۳۶)

سعودیہ سے روزہ رکھ کر چلا مگر ہندوستان میں رمضان شروع نہیں ہوا

مسئلہ:۔ اگر کسی نے چاند دیکھ کر روزہ شروع کیا اور اسی دن زوال سے پہلے ہندوستان آ گیا جہاں ابھی ۲۹/شعبان تھی تو اس کا یہ روزہ معتبر ہوگا، البتہ یہ شخص عید ہندوستان والے کے حساب سے منائے گا، چاہے اس کے روزے ۳۰/ سے زیادہ ہوجائیں۔ (کتاب المسائل، ج ۲/ص ۱۳۲/ اے ۱۳۶)

رمضان میں ہندوستان سے سعودیہ جانے والوں کا حکم

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص رمضان ہندوستان میں شروع کیا اور درمیان ہی میں سعودیہ چلا گیا اور وہاں ابھی اس کے اٹھائیس ہی روزے ہوئے تھے کہ سعودیہ میں عید ہوگئی تو وہ بھی عید منائے گا، اور عید کے بعد ایک روزہ کی قضا

کرے گا، احتیاط اسی میں ہے۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۱۳۲ے ۱۳۶)

چاندرات میں سعودیہ سے چل کر صبح صادق سے قبل ہندوستان پہنچ گیا

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص سعودیہ میں عید کا اعلان سن کر رات کی فلائٹ سے صبح صادق سے پہلے ہندوستان آجائے جہاں ابھی رمضان باقی ہے تو ایسے شخص کو یہاں روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۱۳۲۔۱۳۶)

روزہ کی سنتیں اور آداب

(۱) رروزہ رکھنے کے لئے سحری کھانا مسنون ہے، اگر چہ ایک گھونٹ پانی ہی سہی، اور حدیث میں اس عمل کو باعث برکت قرار دیا گیا، قال رسول اللہ ﷺ: تَسَحَّرُوا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَةَ (بخاری و مسلم)

ترجمہ:۔ ''سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں اللہ نے برکت رکھی ہے''

(۲) سحری آخری وقت میں کھانا مستحب ہے، مگر اتنی تاخیر نہ ہو کہ صبح صادق کا شبہ ہو جائے ''مکروہ ہے'' (ہدایہ، ج ۱، ص ۲۲۵۔ مراقی الفلاح، (۳۷۳)

(۳) افطار میں جلدی کرنا، وقت ہوتے ہی فوراً افطار کریں، مزید اذان کے انتظار میں دیر کرنا پسندیدہ نہیں ہے، قال رسول اللہ ﷺ: لَایَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَاعَجَّلُوا الْفِطْرَ (بخاری، ج ۱، ص ۲۶۳، حدیث نمبر ۱۹۵۱۔ مسلم شریف، ج ۱، ص ۳۵۲)

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے لوگوں میں اس وقت تک خیر باقی رہیگی جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

قال رسول اللہ ﷺ: قال اللہ عزوجل: اَحَبُّ عِبَادِیْ اِلَیَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا (ترمذی، ج ۱، ص ۱۵۰، حدیث نمبر ۷۰۰)

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: مجھے میرے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو افطار میں جلدی کرنے والے ہیں۔

(۴) افطار کی دعا پڑھنا: اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ ہی پر بھروسہ کیا اور تیرے ہی دیئے ہوئے رزق سے افطار کیا۔

(۵) افطار میں پانی، شربت وغیرہ پینے کے بعد یہ دعا پڑھنا: ذَھَبَ الظَّمأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔۔

ترجمہ:۔ پیاس بجھ گئی، رگیں تر ہوگئیں اور انشاءاللہ ثواب بھی متحقق ہو گیا

(۶) طاق عدد کھجور یا چھوہارے سے افطار کرنا اور یہ نہ ہو تو پانی سے

(۷) مسواک کرنا اگرچہ تازہ ہو اور اس کا ذائقہ منہ میں محسوس ہو۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مَالَا اُحْصِیْ يَتَوَسَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ۔ (ترمذی، ج/۱،ص/۴

۱۵۴۔ابوداؤد شریف، ج/۱،ص/۳۲۱۲)

ترجمہ:۔ عامر بن ربیعہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو بے شمار مرتبہ روزے میں مسواک کرتے دیکھا ہے۔ (ہدایہ، ج/۱،ص/۳۲۱) (۸) لغو کاموں اور باتوں سے رکے رہنا، مثلاً گیم کھیلنا، بے فائدہ میٹنگ کرنا، چغلی کرنا اور غیبت کرنے سے اپنے آپ کو بچانا چاہیئے (بخاری، ج/۱،ص/۲۵۵، حدیث نمبر ۱۹۳) (۹) تلاوت قرآن، ورد، ذکر الٰہی میں مشغول رہنا، (۱۰) رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں عبادت کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیئے، کیونکہ اسی عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر ہوتی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل رات ہے، زیادہ امکان ستائیسویں شب کے ہونے کا ہے۔ (۱۱) رمضان میں عشاء کے فرائض

اورسنتوں کے بعد بیس رکعات باجماعت تراویح کا اہتمام کرنا مردوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے،اورتراویح میں ایک مرتبہ قرآن مکمل سننا سنانا الگ سنت ہے، ختم قرآن کے بعد تراویح چھوڑ دینا برافعل ہے۔(۱۲) رمضان المبارک میں وتر کی نماز تراویح کے بعد باجماعت پڑھی جائے گی، باقی دنوں میں تنہا پڑھی جاتی ہے۔(۱۳) نماز تراویح عورتوں کے لئے بھی سنت ہے، البتہ تنہا پڑھے،اور عورتیں بھی وتر تراویح کے بعد پڑھیں۔(قاموس الفقہ، ج ۲، ص ۴۴۹)

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال:۔ کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے؟

جواب:۔ درج ذیل چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

(۱) بھول کر کھاپی لینے سے یا ہمبستری کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، چاہے پیٹ بھر کھائیں یا کئی مرتبہ کھائیں، اور بھولنے کا مطلب یہ ہے کہ اسے اپنا روزہ دار ہونا یاد نہ ہو۔قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ اَكَلَ أَوْشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ۔(بخاری، ج ۱، ص ۲۵۹، حدیث نمبر ۱۹۳۳/۶۶۶۹۔ مسلم، ج ۱، ص ۳۶۴، حدیث نمبر ۲۷۱۶)

ترجمہ:۔ نبیؐ نے فرمایا: جس نے روزہ رکھا ہو اور بھول کر کھالیا ہو تو اسے اپنا روزہ پورا کرلینا چاہئے کیونکہ اسے اللہ نے کھلایا ہے۔(مراقی الفلاح، ص ۳۶۱)

(۲) روزہ کی حالت میں خون نکال کر ٹیسٹ کرانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔(مراقی الفلاح، ص ۳۶۱)

(۳) روزہ کی حالت میں آنکھ میں دواڈالنے، سرمہ لگانے، سر یا بال

میں تیل لگانے، خوشبو سونگھنے، خود بخود گرد وغبار، مکھی، مچھر یا دھویں کا حلق میں داخل ہونا اور تھوک نگلنے، آنسو یا چہرے کا پسینہ ایک دو قطرہ بلا اختیار حلق میں چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (ہدایہ، ج/۱، ص/۲۱۸)

(۴) اگر منہ سے خون آتا ہو تو اگر خون تھوک سے کم ہو اور خون کا ذائقہ حلق مں معلوم نہ ہو تو اس تھوک کو نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اور اگر خون زیادہ ہو یا اس کا مزہ محسوس ہو رہا ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتاوی دار العلوم، ج/۶، ص/۴۰۹)

(۵) غسل کے دوران کان میں خود بخود پانی چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (کتاب المسائل، ج/۲، ص/۱۶۰)

(۶) روزہ کی حالت میں انجکشن، ٹیکہ لگوانے، خون نکلوانے، یا گلوکوز، خون وغیرہ چڑھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، چاہے وہ طاقت ہی کا انجکشن کیوں نہ ہو، البتہ غذائیت اور طاقت والا انجکشن یا گلوکوز کو بلا ضرورت لگوانا بہتر نہیں ہے۔

(کتاب المسائل، ج/۲، ص/۱۵۴)

(۷) اگر دن میں سوئیں اور خواب دیکھ کر یا یونہی خود سے منی نکل آئے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ہدایہ، ج/۱، ص/۲۱۷)

(۸) دانتوں میں کوئی ریشہ وغیرہ پھنسا تھا اور روزہ کی حالت میں خلال یا زبان سے نکال کر منہ سے باہر نکالے بغیر نکل گئے تو اگر وہ چیز مقدار میں چنے سے کم ہے تو روزہ نہیں ٹوٹا، اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ تھی یا کم ہی تھی مگر منہ سے باہر نکال کر نگل لیا، کھالیا تو روزہ ٹوٹ گیا (ہدایہ، ج/۱، ص/۲۱۸)

(۹) خود بخود قے ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، چاہے قے کم ہوا زیادہ

(آپ کے مسائل اوران کا حل، ج/۳، ص/۳۲۴)

(۱۰) زبان سے کوئی چیز چبا کر یا چکھ کر تھوک دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا،

بشرطیکہ اس کا کوئی جز حلق میں نہ جائے، البتہ بلاضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے، مثلاً کسی کا شوہر ظالم ہے تو نمک چکھ لینا ضرورت میں داخل ہے، یہی حکم بچے کے لئے اپنے منہ میں کھانا نرم کر کے دینے کا ہے، جب کہ کھلانے اور نرم کرنے کی کوئی اور شکل نہ ہو۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۳، ص ۳۲۰)

(۱۱) معدہ کی بیماریوں کی جانچ کے لئے پاخانہ کے راستہ سے آلہ داخل کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ اگر اس آلہ میں کوئی دوا یا تر چیز لگائی گئی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (ہدایہ، ج ۱، ص ۲۲۰)

(۱۲) مرد کے پیشاب کے راستے میں دوا یا نلکی ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (مراقی الفلاح، ص ۳۶۲)

(۱۳) عورت کے شرمگاہ کے باہری حصے میں دوا لگانے سے روزہ پر اثر نہیں آتا، لیکن اندرونی حصہ میں دوا رکھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۱۶۸)

(۱۴) روزہ کی حالت میں ڈائلیسس (گردہ کی دھلائی) کے عمل سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کیونکہ اس عمل کا تعلق صرف خون کی صفائی سے ہے۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۱۵۴)

(۱۵) روزہ کی حالت میں آکسیجن سے سانس لینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، کیونکہ آکسیجن محض ایک صاف ستھری ہوا ہے، اس کا بدن میں جانا مفسد صوم نہیں۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۱۵۴)

(۱۶) نزلہ وغیرہ کے وقت جو ''وکس'' مرہم، بام وغیرہ لگایا جاتا ہے جس کی تیز خوشبو دماغ تک پہنچتی ہے، اس کے استعمال سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (کتاب المسائل، ج ۳، ص ۳۹۴)

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

سوال:۔ کن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا واجب ہوتی ہے؟

جواب:۔ درج ذیل چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور صرف قضا واجب ہوتی ہے۔

(۱) غلطی سے پانی یا کھانا حلق سے نیچے اتر جانا، مثلاً روزہ دار کلی کر رہا تھا اور پانی حلق سے نیچے چلا گیا، یا عورت بچے کو کھلا رہی تھی اور غلطی سے خود کھالی۔ (گلدستۂ احکام مستند و مختصر، ص/۱۲۲)

غلطی اور بھول میں فرق ہے، بھول یہ ہے کہ اپنا روزہ دار ہونا یاد نہ ہو، اور غلطی میں روزہ دار ہونا یاد رہتا ہے، مگر کرنا کچھ اور ہوتا ہے اور کر کچھ اور بیٹھتا ہے۔

(۲) کنکری یا لوہا وغیرہ ایسی چیز کھالینا جو بطور غذا یا دوا کے استعمال نہیں ہوتی مفسد صوم ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج/۳، ص/۳۱۸)

(۳) بھول کر کھا پی لینا، اور یہ سمجھنا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا، پھر جان بوجھ کر اور کھا پی لیا تو صرف قضا واجب ہوگی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج/۳، ص/۳۱۵)

(۴) اگر کوئی روزہ کی حالت میں اگربتی کا دھواں قصداً ناک میں کھینچا یا کوئی اور بھاپ تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (مراقی الفلاح، ص/۳۶۱)

(۵) دمہ کے مریض کو انہیلر (Inhalar) استعمال کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (کتاب المسائل، ج/۲، ص/۱۶۲)

نوٹ:۔ اس میں کچھ تفصیل ہے، مریض کو علماء سے صورت حال بتا کر مسئلہ معلوم کرنا چاہئے۔

(۶) جان بوجھ کر منہ بھرتے کرنے سے۔ (ہدایہ، ج/۱، ص/۲۱۸۔

خیر الفتاوی، ج ۴، ص ۶۶)

(۷) ناک کان میں دوا یا تیل ڈالنے سے۔ (ہدایہ، ج ۱، ص ۲۲۰)

(۸) صبح صادق کے بعد رات سمجھ کر سحری کھاتے رہنا، یا غروب سمجھ کر دن رہتے ہوئے افطار کرلینا۔ (دارالافتاء جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان)

(۹) خود بخود قے ہوئی اور یہ سمجھ کر کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا قصداً کھا پی لیا تو قضا واجب ہوگی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

(۱۰) عورت کا اپنی پیشاب کی جگہ میں کوئی دوا یا تیل ڈالنے سے۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۱۶۸)

(۱۱) کسی ضرورت سے دایہ، ڈاکٹرنی، یا خود عورت نے شرمگاہ میں انگلی یا کوئی چیز داخل کی اور وہ انگلی یا سامان تر (بھیگا ہوا) تھا تو روزہ ٹوٹ گیا، البتہ اگر انگلی خشک (سوکھی) ہو تو نہیں ٹوٹا، لیکن صرف ایک بار دوبارہ کرنے سے ٹوٹ جائے گا۔ (احسن الفتاوی، ج ۴، ص ۴۵۵)

(۱۲) حقنہ (یعنی پاخانہ کے راستے سے دوا چڑھانا) سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (احسن الہدایہ، ج ۳، ص ۱۶۲)

(۱۳) غافل سوئی ہوئی عورت یا بے ہوشی والی عورت سے کسی نے صحبت کرلی تو روزہ جاتا رہا، اگرچہ بیوی ہی کیوں نہ ہو، عورت پر صرف قضا لازم ہوگی، اور مرد پر قضا و کفارہ دونوں۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۱۶۷)

(۱۴) دل کے امراض میں جو دوا زبان کے نیچے رکھی جاتی ہے، اگر روزہ کی حالت میں استعمال کیا جائے اور اس کے اجزاء یا اس دوا کے ملے ہوئے لعاب کو نگلنے سے مکمل طور پر بچا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، اور اگر پورے طور پر نگل لیا تو فاسد ہو جائے گا۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۱۵۳)

(۱۵) روزہ کی حالت میں حقہ یا بیڑی سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور قضا واجب ہے، کفارہ نہیں۔ (فتاوی دار العلوم، ج/٦، ص/٤١٥)

(۱٦) روزہ کی حالت میں مشت زنی سے انزال ہو گیا تو روزہ فاسد ہو گیا، بعد میں قضا لازم ہے، مگر کفارہ لازم نہیں ہے۔ (اور مشت زنی بہر حال گناہ ہے) (احسن الفتاوی، ج/٤، ص/٤٥٥)

(۱۷) اگر کسی نے قصداً روزہ توڑ دیا پھر بیمار ہو گیا یا عورت کو حیض آ گیا تو قضا لازم ہوگی، کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ (فتاوی دار العلوم، ج/٦، ص/٤٢٨)

قضا و کفارہ کے مسائل

سوال:۔ کن چیزوں سے قضا و کفارہ واجب ہوتے ہیں؟

جواب:۔ رمضان المبارک کے مہینے میں اقامت کی حالت میں روزہ رکھ کر یاد رہتے ہوئے جان بوجھ کر ایسی چیز کھا پی لیں جو بطور غذا یا دوا استعمال کی جاتی ہو، یا شوہر بیوی سے ہمبستری کر لے، خواہ آگے کے راستے میں ہو یا پیچھے کے راستے میں، چاہے انزال ہو یا نہ ہو، ان صورتوں میں قضا و کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج/۳، ص/۳٤٠۔ ہدایہ، ج/۱، ص/۲۱۹)

رمضان کے روزہ کے کفارہ میں تداخل کا حکم

مسئلہ:۔ اگر رمضان میں کھانے پینے کے ذریعہ سے روزہ توڑا ہے تو چاہے جتنے روزے توڑے ہو، یا الگ الگ رمضان کے روزے توڑے ہوں، تو سب کی طرف سے ایک ہی کفارہ کافی ہو جائے گا، لیکن اگر الگ الگ رمضان کے روزے بشکل جماع (صحبت کے ذریعہ) توڑے ہوں تو پھر ہر سال کے رمضان کی طرف سے الگ الگ کفارہ ادا کرنا ہوگا، یعنی اگر تین سال کے رمضان

میں تین جماع پایا گیا تو تین رمضان کے تین کفارے ادا کرنے ہوں گے، واضح رہے کہ اکل وشرب کے اندر مطلقاً تداخل ہے خواہ کتنے ہی سالوں کے روزے ہوں، لیکن جماع کے اندر صرف ایک سال کے روزوں میں تداخل ہوسکتا ہے، کئی سال کے روزوں میں نہیں۔ (دارالافتاء دارالعلوم دیوبند، خیر الفتاویٰ، ج۴، ص۱۰۳)

عورت کے ایام حیض تسلسل میں مانع نہیں

مسئلہ:۔ عورت پر اگر کفارہ لازم ہو جائے تو اس کے ماہوار (ناپاکی) کے ایام عذر سمجھے جائیں گے، اور ان دنوں میں روزہ نہ رکھنے سے اس کے تسلسل (لگاتار) پر کوئی فرق نہ پڑے گا، مگر پاکی کے فوراً بعد روزے مسلسل (لگاتار) رکھنے ہوں گے، اگر تاخیر کر دی تو از سر نو (پھر سے دو ماہ) روزے رکھنے ہوں گے ۔ (کتاب المسائل، ج۲، ص۱۰۷۔ احسن الفتاوی، ج۴، ص۴۳۴)

غیر رمضان میں روزہ توڑنے سے کفارہ لازم نہیں

مسئلہ:۔ غیر رمضان میں روزہ توڑنے سے صرف قضا لازم ہوگی، کفارہ لازم نہیں ہوگا، خواہ وہ روزہ قضا کا ہو یا نفلی ہو، دونوں کا حکم یہی ہے۔ (فتاوی دارالعلوم، ج۶، ص۴۲۳۔ احسن الہدایہ، ج۳، ص۱۶۲)

سوال:۔ روزے کا کفارہ کیا ہے؟

جواب:۔ روزے کا کفارہ یہ ہے کہ مسلسل ساٹھ روزے رکھیں، اس دوران کسی وجہ سے بھی، خواہ وہ نفاس، بیماری یا رمضان کا مہینہ ہی کیوں نہ ہو، ناغہ نہیں ہونا چاہئے، ورنہ پھر سے ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے، البتہ قضا کا ایک روزہ الگ ہے کفارہ کے ساتھ، اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں، یا ہر مسکین کو ایک صدقۂ

فطر (نصف صاع، پونے دوکلو گندم) کے مقدار اناج یا اس کی قیمت دیں، اس میں تسلسل کی شرط نہیں ہے، ساٹھ مسکینوں کو ایک ہی دن کھانا کھلا دیں، یا اس کی قیمت دیں، یا ایک مسکین کو ساٹھ دن کھانا کھلائیں یا قیمت دیں، ہر طرح درست ہے، البتہ ایک مسکین کو ایک ہی دن میں ساٹھ دن کی قیمت دینا درست نہیں، الگ الگ کر کے دینا ضروری ہے، یا تو مسکین الگ الگ ہوں، یا دن الگ الگ ہوں، اگر کفارہ کی مجموعی قیمت مدرسہ میں دیں تو بھی درست ہے، مگر صراحت کرنا ضروری ہے کہ یہ کفارہ کی رقم ہے، تاکہ قاعدہ کے مطابق طلبہ پر خرچ کی جاسکے۔ (نور الایضاح۔ ہدایہ، ج ۱، ص ۵۱۴)

روزہ کے مکروہات

(۱) بلا ضرورت کوئی چیز چکھ کر یا چبا کر تھوکنا (۲) قصداً منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا (۳) کوئلہ چبا کر یا منجن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ سے دانت صاف کرنا، بشرطیکہ اس کا کوئی جز حلق میں نہ جائے (۴) پورے دن ناپاک رہنا (۵) ہر ایسا کام جس سے اس قدر ضعف کمزوری کا اندیشہ ہو کہ روزہ توڑنا پڑے مکروہ ہے (٦) بحالت روزہ گناہ کرنا، مثلاً غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، بدکلامی کرنا، اور لڑائی جھگڑا کرنا وغیرہ۔ (تکمیل الایضاح، ص ۳۱۲۔ کتاب المسائل، ج ۲، ص ۱۷۵)

سوال:۔ کن عذروں سے روزہ توڑنے یا چھوڑنے کی اجازت ہے؟ یعنی افطار کرنا جائز ہے؟

جواب:۔ درج ذیل چیزوں کے پائے جانے سے افطار کرنا جائز ہے

(۱) روزہ رکھنے کے بعد اچانک ایسا بیمار ہو گیا کہ اگر روزہ نہ توڑے گا تو جان کا خطرہ ہو، یا بیماری بڑھنے کا قوی اندیشہ ہو (۲) ایسی شدید بھوک یا پیاس

لگ جائے کہ ہلاکت کا اندیشہ ہو، (۳) حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آجائے کہ جس سے اپنی جان یا بچہ کی جان کا خطرہ ہو تو اس کے لئے افطار کرنا (روزہ توڑ دینا) جائز ہے، (۴) دودھ پلانے والی عورت کو اندیشہ ہو کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے شیر خوار بچہ ہلاک ہو جائے گا، یا عورت بوجہ ضعف کے ہلاک ہو جائے گی تو اس صورت میں رمضان میں افطار کرنا جائز ہے، اور بعد میں قضا کر لے (۵) اسی طرح اگر سفر شرعی میں ہو اور کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ ہو تو روزہ چھوڑ دے اور بعد میں قضا کرے، لیکن اگر روزہ رکھنے سے سفر میں کوئی تکلیف نہ ہو تو روزہ رکھ لینا بہتر ہے، کیونکہ بعد میں قضا سے رمضان کی برکت حاصل نہیں ہوگی۔ (تکمیل الایضاح، ص ر ۳۱۵۔ فتاوی دار العلوم، ج ر ۶، ص ر ۴۶۱۔ ۴۸۸)

کمزور یا بیمار کا روزے کا فدیہ دینا

مسئلہ:۔ اگر کوئی مرد و عورت انتہائی ضعیف ہوں، روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، یا ایسے شدید بیمار ہوں کہ اب اچھا ہونے کی امید نہ ہو اور نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو ایسے مرد و عورت روزہ نہ رکھیں، اور ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیں، یا ایک صدقۂ فطر کے بقدر مسکین کو دیں (فدیہ کی رقم کسی دینی مدرسہ میں بھی دے سکتے ہیں) (قاموس الفقہ، ج ر ۴، ص ر ۴۵۰۔ احسن الہدایہ، ج ر ۴، ص ر ۴۴۲)

قضا روزوں کا فدیہ ایک ہی مسکین کو ایک ہی وقت میں دینا جائز ہے

مسئلہ:۔ فدیہ میں الگ الگ دن یا الگ الگ مسکین کو دینا شرط نہیں ہے، البتہ ایک مستحق کو کم از کم ایک روزہ یا نماز کا فدیہ دیا جائے گا، اس سے کم نہیں اور کئی روزوں یا نمازوں کا فدیہ ایک کو بھی دینا جائز ہے، اور متعدد کو بھی۔ (احسن

الفتاوی، ج۴/ص ۴۵۰/۔ آپ کے مسائل اوران کا حل، ج ۳/ص ۳۳۷/)

فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے پر قدرت حاصل ہو جائے؟

مسئلہ:۔ فدیہ دینے کے بعد اگر آئندہ کبھی بھی روزہ رکھنے کی طاقت مل گئی تو تمام روزوں کی قضا کرنی ہوگی، اور جو فدیہ دیا تھا اس کا ثواب الگ سے ملے گا، ان شاء اللہ۔ (دارالافتاء جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان)

بقایہ روزوں اور نمازوں کے فدیہ کی اگر انتقال سے پہلے وصیت کی ہو؟

مسئلہ:۔ اگر کچھ روزے اور نماز رہ گئے ہوں، اور انتقال سے پہلے فدیہ کی وصیت کی ہو تو اس کے ولی پر واجب ہوگا کہ اس کے چھوڑے ہوئے مال سے کفن دفن اور قرض ادا کرنے کے بعد جو بچے اس کے ایک تہائی سے فدیہ ادا کرے، اگر وصیت نہیں کرے گا تو گنہگار رہوگا، اگر میت نے وصیت نہ کی یا مال نہیں چھوڑا تو اگر کسی نے اس کی طرف سے نماز روزوں کا فدیہ ادا کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے توقع ہے کہ یہ فدیہ قبول ہو جائے گا۔ (احسن الہدایہ، ج۳/ص ۱۷۹/)

اگر کسی کی طرف سے کوئی نماز کا بدلہ نماز یا روزہ کا بدلہ روزہ رکھے

مسئلہ:۔ اگر ولی یا کوئی دوسرا میت کی طرف سے نماز کا بدلہ نماز یا روزوں کا بدلہ روزہ رکھا چاہے تو کافی نہ ہوگا۔ (احسن الہدایہ، ج۳/ص ۱۸۱/)

مسئلہ:۔ نماز کا فدیہ ادا کرنے میں مسئلہ یہ ہے کہ ایک دن کی پانچ نماز فرض اور ایک واجب وتر یعنی کل چھ نمازوں کا فدیہ ادا کیا جائے گا، اسی طرح ہر دن کے بدلے چھ فدیہ کے حساب سے تمام نمازوں کا فدیہ ادا کرے۔ (دارالافتاء دارالعلوم)

اعتکاف کا بیان

اعتکاف خاص طور پر رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف بڑی فضیلت کا حامل ہے، نبی اکرم ﷺ نے ہمیشہ اس کا اہتمام کیا ہے، ایک روایت میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص اللہ رب العزت کی خوشنودی کی تلاش میں ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین ایسی بڑی خندقیں حائل فرما دیتے ہیں جو دنیا جہان سے زیادہ چوڑی اور وسیع ہیں " مَنِ اعْتَكَفَ يَوْماً اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلٰثَ خَنَادِقَ اَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ " (الترغیب والترہیب، ج ۲، ص ۹۶)

معتکف کی مثال اس سائل جیسی ہے جو چوکھٹ پر بیٹھ جاتا ہے، کہ بغیر لئے ہوئے نہیں جائے گا، ایسے سائل کو نہ دینے والا بھی کچھ نہ کچھ ضرور دے دیتا ہے، اور اللہ تو بڑا کریم ہے، معتکف کے لئے بڑی بشارتیں ہیں، حدیث میں ہے کہ جس شخص نے رمضان المبارک میں دس دنوں کا اعتکاف کیا اس کو دو حج اور دو عمرے کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ " مَنِ اعْتَكَفَ عَشْراً فِيْ رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَعُمْرَتَيْنِ " (الترغیب والترہیب، ج ۲، ص ۹۶)

بہر صورت اسے شب قدر عبادت کی حالت میں مل جاتی ہے۔

سوال:۔ اعتکاف کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور ان کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: واجب، سنت، نفل

(۱) واجب اعتکاف وہ ہے کہ کسی نے منت مان لی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اتنے دن کا اعتکاف کروں گا، تو یہ اعتکاف کرنا اس کے لئے واجب ہے، اور اس میں روزے بھی رکھنے پڑیں گے، بغیر روزے کے اعتکاف نہیں ہوتا ہے۔

(۲) سنت اعتکاف، جو رمضان کے اخیر عشرے میں کیا جاتا ہے، وہ سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، اگر پورے محلے میں سے کسی ایک نے بھی اپنی مسجد میں اعتکاف کرلیا تو پورے محلے والے گناہ سے چھوٹ جائیں گے۔

(۳) نفل اعتکاف، اس کا کوئی وقت متعین نہیں ہے، جب بھی مسجد میں جائیں اعتکاف کی نیت کرلیں، ان شاء اللہ ثواب ملے گا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج/۳، ص/۳۵۱۔ قاموس الفقہ، ج/۲، ص/۱۷۱)

اعتکاف کے کچھ احکام

واجب اور مسنون اعتکاف کے صحیح ہونے کے شرائط:

واجب اور مسنون اعتکاف اسی وقت صحیح اور معتبر ہوگا جب کہ اس میں درج ذیل شرائط پائی جائیں:

(۱) مسلمان ہونا (لہذا کافر کا اعتکاف معتبر نہیں)

(۲) عاقل و بالغ ہونا (پاگل اور بچہ کا اعتکاف معتبر نہیں)

(۳) نیت ہونا (بلا نیت مسجد میں ٹھہرنا اعتکاف نہیں کہلائے گا)

(۴) مرد کا ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا جس میں پنجوقتہ نماز باجماعت کے لئے امام و مؤذن باقاعدہ موجود ہوں (لہذا ویران مسجد میں تنہا اعتکاف معتبر نہیں)

(۵) معتکف کا روزہ دار ہونا (بغیر روزہ کے واجب اور مسنون اعتکاف معتبر نہ سمجھا جائے گا)

(۶) معتکف کا جنابت (ناپاکی) اور حیض و نفاس سے پاک ہونا (لہذا حدث اکبر کے ساتھ مسجد میں اعتکاف کرنا ہرگز درست نہ ہوگا) (قاموس الفقہ، ج/۲، ص/۱۷۲۔ مراقی الفلاح، ص/۳۸۱۔۳۸۲)

سوال:۔ معتکف کے لئے کن اعذار کی بنا پر مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے؟

جواب:۔ معتکف درج ذیل تین طرح کے اعذار کی بنا پر مسجد سے باہر جاسکتا ہے:

(۱) طبعی ضرورت، مثلاً پیشاب پاخانہ کے لئے۔

(۲) شرعی ضرورت، مثلاً اس کی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو تو دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے جانا۔

(۳) اضطراری ضرورت، مثلاً مسجد منہدم ہوجانا، یا کسی ظالم کا معتکف کو مسجد سے زبردستی نکالنا وغیرہ۔ (کتاب المسائل، ج ۲/ ص ۱۸۳)

معتکف کا بدن کی صفائی یا ٹھنڈک کے لئے غسل کرنا

مسئلہ:۔ واجب غسل کے لئے مسجد سے باہر نکلنا تو جائز ہے لیکن محض صفائی یا ٹھنڈک حاصل کرنے کے مقصد سے غسل کے لئے مسجد سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں (خیر الفتاوی، ج ۴/ ص ۱۳۲/۔ فتاوی دار العلوم، ج ۵/ ص ۵۰۳)

دوران اعتکاف نماز، تلاوت، اوراد و اذکار وغیرہ، عبادات میں مشغول رہیں، دینی کتابوں کی تصنیف و تالیف اور مطالعہ میں وقت صرف کریں، لغو کاموں اور باتوں سے پرہیز کریں۔

معتکف کا مسجد میں باتیں کرنا اور سامان خرید و فروخت کرنا

مسئلہ:۔ اعتکاف میں بالکل خاموش رہنے کو باعث ثواب سمجھنا صحیح نہیں، بوقت ضرورت بولنے کی اجازت ہے، بس لغو باتوں سے پرہیز کریں۔

اسی طرح معتکف کو مسجد کے اندر خرید و فروخت کی اجازت ہے، شرط یہ ہے کہ سامان تجارت (یعنی جو چیز بیچی جارہی ہے) کو مسجد میں نہ رکھے۔ (قاموس

الفقہ ، ج ۲ ؍ ص ۱۷۳۔ احسن الہدایہ، ج ۳ ؍ ص ۳۲۳)

سوال:۔ کن چیزوں سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا؟

جواب:۔ (۱) نعوذ باللہ اگر کوئی معتکف شخص بحالت اعتکاف مرتد ہو جائے اور بد عقیدگی کے ساتھ کفریہ کلمات بکنے لگے تو اس کا اعتکاف فوراً ٹوٹ جائے گا۔

(۲) اگر معتکف شخص خدانخواستہ پاگل ہو جائے کہ اسے کچھ ہوش نہ رہے تو اس کا اعتکاف باقی نہ رہے گا۔

(۳) اگر لمبے وقت کے لئے یعنی ایک دن رات سے زیادہ بے ہوشی طاری رہی جس کی وجہ سے روزہ رکھنا اس کے لئے ممکن نہ رہا تو اس کا اعتکاف باقی نہ رہے گا۔

(۴) حائضہ عورت بحالت ناپاکی اعتکاف نہیں کرسکتی، اور اگر دوران اعتکاف حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا، یاد رہے کہ معتکفہ عورت بحالت اعتکاف اپنے شوہر سے الگ رہے گی، اس کے لئے الگ رہنا شوہر سے لازم ہے۔ (قاموس الفقہ ، ج ۲ ؍ ص ۱۷۳۔ خیر الفتاوی، ج ۴ ؍ ص ۱۴۳)

عورت کا اعتکاف

مسئلہ:۔ عورت اگر اعتکاف کرنا چاہے تو وہ اپنے گھر کے کسی کمرے کو اعتکاف کے لئے خاص کر لے، وہ کمرہ اس کے لئے مسجد کا حکم رکھے گا، اس کمرے سے باہر نہ آئے۔ (قاموس الفقہ ، ج ۲ ؍ ص ۱۷۲۔ کتاب الفتاوی، ج ۳ ؍ ص ۴۵۸)

معتکفہ کا گھر کے صحن میں آنا

مسئلہ:۔ اگر اعتکاف کرنے والی عورت اکیلی ہو کوئی کام کر دینے والا نہ ہو تو معتکفہ عورت گھر کے کام مثلاً کھانا بنانا وغیرہ کے لئے کمرے سے باہر نکل

سکتی ہے، مگر بہتر ہے کہ وہ عبادات میں زیادہ مشغول رہے، گھریلو کام میں بلا ضرورت نہ رہے۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۲۰۰)

مسئلہ:۔ اعتکاف میں بوسہ لینا، ہمبستری کرنا، لپٹنا، چمٹنا کچھ بھی درست نہیں ہے۔ (قاموس الفقہ، ج ۲، ص ۱۷۳)

سوال:۔ مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے تو اس کی قضا کیا ہے؟

جواب:۔ اگر رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف کسی وجہ سے فاسد ہو جائے تو جس روز اعتکاف ٹوٹا ہے اسی ایک دن کی قضا بعد میں لازم ہوگی، تاہم بہتر یہ ہے کہ پورے عشرے کے اعتکاف کی قضا روزوں سمیت رمضان کے بعد کسی وقت کر لے۔ (قاموس الفقہ، ج ۲، ص ۱۷۴)

بحالت اعتکاف احتلام ہو جانا

مسئلہ:۔ اگر معتکف کو احتلام کی صورت پیش آجائے تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، تاہم اسے چاہئے کہ فوراً مسجد سے باہر نکل کر طہارت حاصل کرے، اگر مسجد سے فوراً باہر نکلنا ممکن نہ ہو تو وہ فوری طور پر تیمّم کر لے اور جب تک باہر جانے کی سہولت ہو وہیں ٹھہرا رہے۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۱۸۸)

زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ کے فضائل اور نہ دینے پر وعید کا بیان:

اسلام کے پانچ ارکان میں سے زکوٰۃ بھی ہے، اس کا منکر مؤمن نہیں ہوسکتا، اس کی اہمیت کا اندازہ قرآن کریم کی آیات سے واضح ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ۳۲/ مقامات پر زکوٰۃ کا ذکر نماز کے ساتھ کیا ہے (شامی) "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَآتُوا الزَّکٰوۃَ" یہ زکوٰۃ ہمارے مال کو پاکیزہ اور فلٹر (Filtar) کردیتی ہے، نیز اس میں غریب و مسکین کے ساتھ تعاون کا پہلو بھی ہے، زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔

زکوٰۃ وصدقہ میں خرچ گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجارت کرنا ہے، جس میں کسی نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں، جو شخص زکوٰۃ وصدقہ ادا کرنے والا ہوگا اس کو جنت کے خاص دروازہ "باب الصدقہ" سے داخل کیا جائے گا۔

جس کے پاس نصاب کے بقدر مال ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ نکالے اس پر شدید وعید وارد ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی، پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کرکے اس کے دونوں پہلو، پیشانی اور پیٹھ داغی جائیں گی، جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہوجائیں گی تو دوبارہ گرم کرلی جائیں گی۔ (قرآن التوبہ ۳۴۔۳۵)

ایک حدیث میں ہے کہ "جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی اس نے اس کے شر کو دور کردیا۔ (کنز العمال، حدیث نمبر، ۱۵۷۷۸)

نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال بڑا زہریلا گنجا سانپ بنادیا جائے گا جو اس کی گردن میں لپٹ جائے گا، پھر اس کے دونوں جبڑے نوچے گا، اور کہے گا میں تیرا مال ہوں اور تیرا خزانہ ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے، تھوڑی سی لالچ کے بدلے یہ مصیبت بھگتنا بڑی بیوقوفی کی بات ہے، خدا کی دی ہوئی دولت کو خدا کی راہ میں نہ دینا کتنی بے جا اور غلط بات ہے، اللہ ہم سب کو صحیح سمجھ دے۔

زکوٰۃ کی فرضیت

مسئلہ:۔ زکوۃ کی فرضیت کے لئے ضروری ہے کہ آدمی میں درج ذیل صفات پائی جائیں:

(۱) آزاد ہونا (غلام، باندی پر زکوۃ فرض نہیں)

(۲) مسلمان ہونا (کافر سے زکوۃ کا مطالبہ نہیں)

(۳) سمجھدار ہو (پاگل پر زکوۃ فرض نہیں جب کہ پاگل پن اس پر مسلسل طاری ہو)

(۴) بالغ ہونا (بچہ پر زکوۃ فرض نہیں)

(۵) اسے زکوۃ کی فرضیت کا علم ہو (خواہ حکماً جیسے اسلامی ماحول میں رہنے والا شخص) (آپ کے مسائل اوران کا حل، ج ۳، ص ۳۸۷ ۔ کتاب الفتاوی، ج ۳، ص ۲۵۸)

سوال:۔ وجوب زکوٰۃ کے کیا فرائض ہیں؟

جواب:۔ زکوۃ کے فرض ہونے کے لئے درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱) مال بقدر نصاب ہو (مثلاً سونے کا نصاب ۲۰ مثقال، ساڑھے

سات تولہ سونا یعنی ساڑھے ستاسی سونا گرام یااس سے زائد ہو،اوراس پر سال گذر گیا ہو)

اور چاندی کا نصاب دوسو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی یعنی چھ سو ساڑھے بارہ گرام) یااس سے زائد ہواوراس پر سال گذر گیا ہو۔

(۲) ملکیت تام ہو(لہذا جو مال اپنے قبضہ میں نہ ہوسر دست اس کی زکوۃ کا مطالبہ نہیں ہے)

(۳)نصاب ضرورت اصلی سے زائد ہو(استعمالی ساز وسامان پر زکوۃ نہیں ہے)

(۴)نصاب قرض سے خالی ہو(یعنی قرض کی رقم منہا''الگ'' کرنے کے بعد بقدر نصاب مال بچ جاتا ہو)

(۵)مال نامی ہو(یعنی ایسا مال جس میں بڑھنے کی صلاحیت ہوخواہ وہ اپنی خلقت کے اعتبار سے ہوجیسے سونا،چاندی یافعلی اعتبار سے ہوجیسے مال تجارت مویشی وغیرہ) (کتاب الفتاوی،ج/۳،ص/۳۵۸۔کتاب المسائل،ج/۲،ص/۲۱۰)

ان سب چزوں مں زکوۃ واجب ہے۔

زکوۃ کی ادائیگی کب واجب ہوتی ہے؟

مسئلہ:۔ اگر نصاب پر ایک سال گذر جائے تواس ک زکوۃ کی ادائیگی واجب ہوجاتی ہے۔ (کتاب الفتاوی،ج/۳،ص/۲۵۹۔ہدایہ،ج/۱،ص/۲۰۲)

زکوۃ میں قمری سال کا اعتبار ہے

مسئلہ:۔ اداء زکوۃ کے وجوب کے لئے قمری سال کا اعتبار ہوگا نہ کہ شمسی کا۔ (خیر الفتاوی،ج/۳،ص/۳۸۰۔کتاب المسائل،ج/۲،ص/۲۱۱)

نوٹ:۔ اس مسئلہ کو اچھی طرح یاد رکھئے اور اس کا لحاظ کرنے کی ضرورت ہے، اس لئے کہ اکثر سرمایہ دار حضرات سہولت کے لئے سرکاری مال کی ابتداء وانتہاء (مارچ، اپریل) کے اعتبار سے زکوۃ کا حساب لگاتے ہیں، اور قمری سال کا اعتبار نہیں کرتے جس کی وجہ سے شرعی حساب مکمل نہیں ہو پاتا، اس لئے زکوۃ نکالنے والوں پر لازم ہے کہ وہ چاند کے مہینہ کی جن تاریخ سے صاحب نصاب ہوئے ہیں، اسی تاریخ کو ہر سال اپنی زکوۃ کا حساب لگایا کریں۔ (مفتی سلمان منصور پوری صاحب)

اگر کچھ سونا کچھ چاندی اور کچھ روپیہ ہو تو

مسئلہ:۔ اور اگر سونا چاندی یا روپیہ مکس ہو لیکن تنہا کوئی نصاب کے بقدر نہ ہو کچھ سونا، کچھ چاندی یا کچھ روپیہ ہو اور سب کی قیمت ملا کر چاندی کے نصاب کے بقدر ہو جائے تو اس میں زکوۃ واجب ہوگی، مثلاً کسی کے پاس ڈیڑھ تولہ سونا ہے اور چند تولہ چاندی یا کچھ ہزار روپے تو اگر سب ملا کر چاندی کے نصاب کے بقدر ہو جاتا ہے تو اس صورت میں زکوۃ دینی ہوگی۔ (ہدایہ، ج/۱، ص/۲۱۳۔ ایضاح المسائل، ص/۱۰۳)

اگر سونا چاندی دونوں نصاب کے بقدر ہوں

مسئلہ:۔ اگر سونا اور چاندی دونوں نصاب کے بقدر ہوں تو اختیار ہے چاہیں تو دونوں کی وزن کے اعتبار سے الگ الگ زکوۃ ادا کریں، اور چاہیں تو قیمت لگا کر دونوں کو ایک کرلیں اور ڈھائی فی صد کے حساب سے زکوۃ نکالیں۔

سوال:۔ زکوۃ کتنی ادا کرنی ہوتی ہے؟

جواب:۔ سونے، چاندی، روپئے اور اموال تجارت میں سے

چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فیصد زکوۃ دینی ہوتی ہے، سونے اور چاندی کی زکوۃ اگر سونا چاندی ہی دینا چاہیں تو وزن کر کے ڈھائی فیصد نکالیں گے، اور اگر چاہیں تو ان سونے چاندی کی قیمت لگا کر اس کی قیمت ڈھائی فیصد نکالیں گے۔ (کتاب الفتاوی، ج ۳، ص ۲۶۴۔ ایضاح المسائل، ص ۱۰۳)

کون کون سی اشیاء حوائج اصلیہ شمار ہوں گی

مسئلہ:۔ سونے چاندی کے علاوہ مالوں میں ضرورت اصلیہ سے زائد ہونا شرط ہے، لہذا رہائشی مکان، استعمالی کپڑے، زمین جائداد، گھر کے ساز و سامان، گاڑی، موبائل، صنعتی کارخانے، مشین وغیرہ اموال زکوۃ سے خارج ہوں گے، ضرورت اصلیہ کا تعین ہر افراد، زمانہ، علاقہ کے حالات، اور ان کے معیار زندگی کی روشنی میں ہوگا۔ (خیر الفتاوی، ج ۳، ص ۴۲۵۔ قاموس الفقہ، ج ۴، ص ۶۳)

اضافہ شدہ رقم نصاب میں داخل ہوگی

نصاب کی مقدار کا مالک ہونے کے بعد درمیان سال میں ویسا ہی مزید مال آجائے تو سال پورا ہونے پر سب ملا کر زکوۃ دینی ہوگی، بعد میں آنے والے مال کا الگ سال سے حساب نہیں لگایا جائے گا، مثلاً کسی کے پاس یکم محرم کو سو گرام سونا تھا، دو ماہ بعد یکم ربیع الاول کو سو گرام مزید سونا آگیا، تو یکم محرم سے ایک سال پورے ہونے پر دو سو گرام سونے کی زکوۃ دینی ہوگی۔ (مراقی الفلاح ص ۳۸۹۔ کتاب المسائل، ج ۲، ص ۲۱۱)

سال کے درمیان نصاب گھٹ جائے

مسئلہ:۔ نصاب کا مالک ہونے کے بعد درمیان سال میں نصاب

سے کچھ کم ہو جائے، مگر سال پورا ہونے سے پہلے پھر نصاب پورا ہو جائے تو سال کے آخر میں جتنا بچا ہے اس کی زکوۃ دینی ہوگی، درمیان سال کی کمی سے کوئی فرق نہ آئے گا، البتہ اگر شروع میں تو نصاب پورا تھا مگر آخر میں نصاب سے کم رہ گیا تو زکوۃ واجب نہ ہوگی، اسی طرح اگر درمیان سال میں مکمل مال ختم ہو جائے پھر دوبارہ ملے تواب نئے سرے سے سال پورا کریں گے (احسن الفتاوی، ج ۴، ۳۶۵۔ احسن الہدایہ، ج ۲، ص ۵۳۳)

پیشگی زکوۃ ادا کرنا

مسئلہ:۔ اگر کسی نے بقدر نصاب مال ملکیت میں آنے کے بعد حساب لگا کر چند سال کی پیشگی زکوۃ ادا کر دی تو بھی اس کی ادائیگی درست ہو جائے گی، (تاہم اگلے سالوں میں اگر مال بڑھ جائے تو پھر اسی حساب سے مزید زکوۃ نکالنی ہوگی۔ (کتاب الفتاوی، ج ۳، ص ۲۶۴۔ ہدایہ، ج ۱، ص ۲۱۱)

اداءِ زکوۃ میں نیت شرط ہے

مسئلہ:۔ زکوۃ کے لئے نیت شرط ہے، مستحق کو دیتے وقت نیت کر لیں، یا اگر زکوۃ کا مال الگ کرتے وقت نیت کر لیں تب بھی کافی ہے۔

اگر زکوۃ دیتے وقت نیت نہیں کی تھی تو جب تک وہ روپیہ یا سامان فقیر کے پاس ہے نیت کر سکتے ہیں، اور اگر فقیر نے مال خرچ کر دیا یا سامان باقی نہ رہا تو اب نیت نہیں کر سکتے، زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ (فتاوی دار العلوم، ج ۶، ص ۷۹۔ قاموس الفقہ، ج ۴، ص ۹۵)

زیورات اور روپیہ جس کی ملکیت میں ہو اسی پر زکوۃ واجب ہوگی

مسئلہ:۔ سونا، چاندی یا روپیہ پیسہ جس کی ملکیت میں ہو اسی پر زکوۃ

واجب ہوگی، اگر اس کے کہنے سے یا اس کی رضامندی سے دوسرا زکوۃ دے تو بھی ادا ہو جائے گی، مثلاً بیوی کے پاس جو زیورات ہوتے ہیں اس کی زکوۃ بیوی پر لازم ہے، اگر شوہر اپنی طرف سے بطور احسان دیدے تب بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی، بہرصورت جس کی طرف سے ادا کیا جا رہا ہو اس کو معلوم ہونا ضروری ہے کہ میری طرف سے زکوۃ دی گئی ہے۔ (کتاب الفتاوی، ج ۲، ص ۲۸۳۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۳، ص ۳۸۹)

مال تجارت میں فروختگی کی قیمت کا اعتبار

مسئلہ:۔ سامان تجارت میں فروختگی کا اعتبار ہوگا، مثلاً کوئی سامان سو روپے میں خریدا ہے اور دو سو روپے میں فروخت کرتے ہیں تو دو سو کے اعتبار سے زکوۃ دینی ہوگی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۳، ص ۴۷۔ کتاب المسائل، ج ۲، ص ۲۲۹)

بہ نیت تجارت سامان مال تجارت ہے

مسئلہ:۔ جو سامان بیچنے کی نیت سے خریدا ہو وہی مال تجارت کہلائے گا، اگر اپنے لئے خریدا تھا اور بعد میں بیچنے کی نیت ہوگئی تو محض نیت کے بدل جانے سے وہ مال تجارت نہ بنے گا، جب تک کہ وہ سامان بیچ نہ دے۔ (مردوں کے تین سو فقہی مسائل، ص ۱۳۰۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۳، ص ۴۲۰)

تجارتی پلاٹوں اور فلیٹوں پر زکوۃ

مسئلہ:۔ زمین اور مکان اور فلیٹ اگر بیچنے کی نیت سے خریدیں تو ان میں بھی زکوۃ واجب ہوگی، ان کی قیمت میں ڈھائی فیصد نکالیں گے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۳، ص ۴۲۰۔ ہدایہ، ج ۱، ص ۲۱۲)

تجارت کی نیت سے خرید کر ذاتی استعمال میں لے آنا

مسئلہ:۔ اگر کوئی مال تجارت کی نیت سے خریدا تھا پھر ارادہ بدل گیا اور اس کو ذاتی استعمال میں لے آیا تو اس کی زکوۃ ساقط ہو جائے گی۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۲۱۴)

نصاب میں انفرادی ملکیت کا اعتبار ہے

مسئلہ:۔ زکوۃ میں انفرادی ملکیت کا اعتبار ہے، اگر کئی لوگ مالک ہوں، مثلاً تین بھائی مل کر کماتے ہوں اور ساری کمائی ایک جگہ رہتی ہو تو اگر اتنا مال ہو کہ تین جگہ تقسیم کرنے پر ایک کا حصہ نصاب کو پہنچ جائے تب اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۳، ص ۳۹۳)

سال مکمل ہونے کے بعد پورا مال چوری یا ضائع ہو جائے

مسئلہ:۔ مال پر سال پورا ہونے کے بعد سارا مال خود بخود کسی آسمانی آفت سے ہلاک ہو گیا یا چوری ہو گیا تو زکوۃ ساقط ہو گئی، اور اگر خود سے جان بوجھ کر ہلاک کیا یا ختم کیا تو زکوۃ باقی رہے گی۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۲۳۳۔ قاموس الفقہ، ج ۴، ص ۹۳)

پورا نصاب صدقہ کر دیا تو ضمناً زکوۃ بھی ادا ہو گئی

مسئلہ:۔ سال پورا ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا تب بھی زکوۃ معاف ہو گئی، اور اگر کچھ مال خیرات کیا ہے تو بقیہ مال کی زکوۃ باقی رہے گی (ہدایہ، ج ۱، ص ۲۰۳۔ کتاب المسائل، ج ۲، ص ۲۲۸)

زکوۃ کی رقم ایک شخص کو کتنا دیا جائے

مسئلہ:۔ بہتر یہ ہے کہ ایک غریب کو کم سے کم اتنا دے کہ اس دن کے لئے کافی ہو جائے، کسی اور سے مانگنا نہ پڑے۔

کسی کو اتنی زکوۃ دینا مکروہ ہے کہ صاحب نصاب ہو جائے

مسئلہ:۔ ایک ہی فقیر کو اتنا مال دے دے جتنا مال کے ہونے سے زکوۃ واجب ہوتی ہے، مکروہ ہے، لیکن اگر دے دیا تو زکوۃ ادا ہو گئی، اور اس سے کم دینا بھی جائز ہے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل، ج۳،ص۴۲۹۔ احسن الفتاوی، ج۴،ص۳۰۳)

قرض کی معافی سے زکوۃ کی ادائیگی

مسئلہ:۔ کسی زکوۃ کے مستحق پر مالدار کے ہزار روپے قرض ہوں اور مالدار کے مال کی زکوۃ بھی ہزار روپے یا اس سے زیادہ ہے، اور اس نے اپنا قرض زکوۃ کی نیت سے معاف کر دیا تو زکوۃ ادا نہ ہوگی، البتہ اس کو ہزار روپے زکوۃ کی نیت سے دے دیں تو زکوۃ ادا ہو گئی، اب وہی روپے اپنے قرض میں اس غریب سے لے لینا درست ہے۔ (فتاوی رحیمیہ، ج۸،ص۲۳۷۔ کتاب المسائل، ج۲،ص۳۷۴)

کافر کو زکوۃ اور صدقۂ فطر دینا درست نہیں

مسئلہ:۔ زکوۃ کا پیسہ کسی کافر کو دینا درست نہیں، مسلمان ہی کو دیں، زکوۃ، عشر، صدقۂ فطر، نذر اور کفارہ کے سوا دیگر خیرات، صدقات کافر کو بھی دینا درست ہے۔ (ہدایہ، ج،ص۲۰۵۔ بدائع الصنائع، ج۲،ص۱۶۱)

مال زکوۃ مسجد پر لگانا جائز نہیں

مسئلہ:۔ زکوۃ کے پیسہ سے مسجد بنوانا یا کسی مردے کی طرف سے اس کا قرض ادا کر دینا یا کسی اور نیک کام میں لگا دینا درست نہیں، جب تک کس مستحق کو نہ دے دیا جائے زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ (ہدایہ، ج ۱/ص ۲۰۵۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۳/ص ۴۶۲)

جس قرض کی وصول کی امید ہو تو اس کی زکوۃ

مسئلہ:۔ جس قرض یا بقایہ کے ملنے کی پوری امید ہو، اور وہ تنہا قرض قرض خواہ (اصل مالک) کے پاس موجود مال کو ملا کر نصاب کے بقدر ہو تو جس وقت وصول ہو اس وقت پچھلے تمام سالوں کی زکوۃ دینا واجب ہوگا، اور اگر ملنے سے پہلے ہی ہر سال زکوۃ دیتا رہا تب بھی درست ہے، یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب قرض ملنے کی امید کم ہو۔ (فتاوی دار العلوم، ج ۶/ص ۷۷۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۳/ص ۳۹۷)

جس قرض کے وصول ہونے کی امید نہ ہو اس کی زکوۃ واجب ہوگی

مسئلہ:۔ اور اگر قرض پر کوئی گواہ یا کوئی تحریر نہ ہو نیز قرض دار انکار بھی کر رہا ہو یا اقرار کرتا ہو لیکن ملنے کی بالکل امید نہ ہو پھر اچانک مل جائے تو آئندہ سالوں کی زکوۃ واجب ہوگی، پچھلے سالوں کی نہیں۔ (ہدایہ، ج ۲/ص ۲۰۲۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل)

پرائیویڈٹ فنڈ پر زکوۃ

مسئلہ:۔ پرائیویڈٹ فنڈ یعنی تنخواہ سے لازمی طور پر وضع (الگ) ہونے والی رقم جب تک اس پر قبضہ نہ ہو جائے اس کی زکوۃ واجب نہ ہوگی، جب یہ رقم وصول ہو جائے اور وہ تنہا یا پہلے سے موجود مال سے ملکر نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال گذر جائے تب زکوۃ واجب ہوگی۔ (احسن الفتاوی، ج ۴/ص ۲۷۰۔ کتاب الفتاوی، ج ۳/ص ۳۲۸)

مسئلہ:۔ اگرانکم ٹیکس سے بچنے کے لئے یا کسی اور مصلحت کی خاطر اختیاری طور پر اپنی تنخواہ سے کچھ زائد رقم وضع کرا کر پی ایف (P.F) جمع کرائیں تو یہ اختیاری وضع کرائی ہوئی رقم اموال زکوۃ میں شمار ہوگی، اس کو ملا کر زکوۃ دینی ہوگی، کیونکہ یہ مال ودیعت (امانت) ہے، اور ودیعت میں زکوۃ واجب ہوتی ہے۔ (دارالافتاء دارالعلوم)

طویل المیعاد قرضے مانع زکوۃ ہیں یا نہیں

مسئلہ:۔ سرکاری یا غیر سرکاری اداروں سے لمبی مدت کے لئے لئے گئے قرض کی صورت میں ہر سال جو قرض کی قسط ادا کرنی ہوتی ہے، اتنی رقم اموال زکوۃ میں سے الگ کر کے بقیہ کی زکوۃ ادا کی جائے گی، پورا قرض الگ نہیں کیا جائے گا۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۲۲۵)

دوکان یا مکان وغیرہ کے کرایہ میں ڈپازٹ کی رقم پر زکوۃ کا مسئلہ

مسئلہ:۔ کرایہ دار کی طرف سے مالک مکان یا دکان وغیرہ کو پیشگی (ڈپازٹ) ضمانت کی رقم پر زکوۃ کرایہ دار کے ذمہ نہ ہوگی، بعض کے نزدیک اس کی زکوۃ مالک مکان یا دکان پر ہوگی، اور بعض کے نزدیک کسی پر نہیں۔ (کتاب الفتاوی، ج ۳، ص ۲۷۸)

مستحق زکوۃ کے ہونے نہ ہونے میں شک ہو جائے

مسئلہ:۔ اگر زکوۃ لینے والے کے مستحق ہونے نہ ہونے میں شک ہو جائے تو زکوۃ دینے سے پہلے تحقیق کر لیں، اگر بنا تحقیق دے دیا تو دل کا رجحان دیکھئے اگر غالب گمان یہ ہو کہ جس کو دیا ہے وہ مستحق ہے، تو زکوۃ ادا ہوگئی ورنہ

نہیں ۔ (احسن الفتاوی، ج ۴، ص ۲۹۰)

رشتہ دار مسکین کو زکوۃ و دیگر صدقات دینا زیادہ ثواب ہے

مسئلہ:۔ زکوۃ اور دیگر صدقات وغیرہ دینے میں اپنے رشتہ داروں کو مقدم رکھیں، کیونکہ ان کو دینے میں دوگنا ثواب ملتا ہے، ایک زکوۃ کا دوسرے صلہ رحمی اور قرابت کا (واضح رہے کہ باپ دادا، اولاد اور شوہر بیوی کے علاوہ بقیہ سب ضرورت مند رشتہ داروں، مثلاً بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں اور بھانجے وغیرہ کو زکوۃ دینا شرعاً درست ہے، بلکہ افضل ہے۔ (احسن الفتاوی، ج ۴، ص ۳۰۲)

سوال:۔ کن لوگوں کو دینے سے زکوۃ ادا ہوگی؟

جواب:۔ (۱) غریب مسکین کو، جن کے پاس نصاب کے بقدر مال نہ ہو۔

(۲) مالدار مقروض کو، جس کا قرض موجودہ مال سے زیادہ ہو، یا قرض ادا کرنے کے بعد نصاب کے بقدر نہ بچے۔

(۳) گھر کے مالدار مسافر یا حاجی کو، جس کے پاس گھر پر تو بہت مال ہے، لیکن سفر میں ساتھ نہ ہو اور اپنے مال تک رسائی کی آن لائن یا آف لائن کی کوئی صورت نہ ہو۔

(۴) اپنے اصول (جیسے باپ دادا) اور فروع (اولاد) کے علاوہ رشتہ داروں کو، جیسے بھائی بہن، بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، سوتیلی ماں اور باپ، ساس، سسر وغیرہ۔

(۵) مالدار کی بالغ اولاد کو، جس کے پاس اپنا مال بقدر نصاب نہ ہو۔

(۶) گھر کے نوکر چاکر، خدمت گار و دائی وغیرہ، لیکن ان کی تنخواہ میں شامل نہ کریں، بلکہ تنخواہ سے زائد بطور انعام و اکرام کے دیں، اور دل میں زکوۃ

کی نیت رکھیں تو درست ہے۔

(۷) اپنے رضاعی (دودھ شریک) رشتہ داروں کو۔

سوال:۔ کن لوگوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں؟

جواب:۔ (۱) باپ، دادا، نانا، پرنانا، اسی طرح دادی نانی ماں وغیرہ۔

(۲) لڑکے، لڑکیاں، پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں وغیرہ۔

(۳) بیوی اپنے شوہر کو اور شوہر اپنی بیوی کو نہیں دے سکتا۔

(۴) کافر کو، البتہ نفلی صدقات کافر کو دے سکتے ہیں۔

(۵) صاحب نصاب مالدار کو۔

(۶) مالدار کا چھوٹا بچہ (نابالغ) کو۔

(۷) سیدوں اور علویوں کو، اسی طرح حضرت عباسؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت عقیلؓ یا حضرت حارث بن عبدالمطلبؓ کی اولاد کو۔ (ہدایہ، ج ر۱، ص ر ۲۰۶۔ کتاب المسائل، ج ر۲، ص ر۲۶۵)

عشر (پیداوار) کی زکوۃ

عشر کی فضیلت:

قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ مسلمان اپنی زمینی پیداوار کی زکوۃ (عشر یا نصف عشر) دیا کریں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ ۔اے ایمان والو! خرچ کرو اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور اس پیداوار میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے! **وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ** ۔اور اس کھیتی کا حق ادا کیا کرو

کٹائی کے دن۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے! **اِنَّ فِیۡ مَا سَقَهُ السَّمَاءُ وَالۡعُیُوۡنُ اَوۡ کَانَ عَثۡرِیًا اَلۡعُشۡرُ وَمَا سُقِیَ بِالنَّضۡحِ فَفِیۡهِ نِصۡفُ الۡعُشۡرِ** (بخاری حدیث نمبر ۱۴۸۳)

جو زمین بارش سے یا چشموں سے یا قدرتی نہروں سے سیراب ہوں اس میں عشر (دسواں حصہ) واجب ہے، اور زمین مصنوعی ذرائع سے سینچی جائے اس میں نصف عشر (بیسواں حصہ) واجب ہے۔

سوال:۔ (۱) عشر کی تعریف کیا ہے؟ (۲) کیا زکوۃ کی طرح اس کا نصاب ہوتا ہے؟ (۳) کیا عشر سب زمینداروں پر برابر ہوتا ہے؟ (۴) یہ کن لوگوں کو ادا کیا جاتا ہے؟ (۵) ایک آدمی اگر اپنے مال کی زکوۃ ادا کر دے تو کیا عشر بھی دینا ہوگا؟ (۶) کیا یہ سال میں ایک مرتبہ دیا جاتا ہے یا ہر نئی فصل پر؟ (۷) کیا مویشیوں (جانوروں) کے چارے کے لئے کاشت کی گئی فصل پر بھی عشر ہوگا؟

جواب:۔ (۱) عشر زمین کی پیداوار کی زکوۃ ہے، اگر زمین بارانی ہو کہ بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے تو پیداوار اٹھنے کے وقت اس پر دسواں حصہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دینا واجب ہے، اور اگر زمین کو خود سے سیراب کیا جاتا ہے تو اس کی پیداوار کا بیسواں حصہ دینا واجب ہے۔

(۲) ہمارے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کا کوئی نصاب نہیں، بلکہ پیداوار کم ہو یا زیادہ اس پر عشر واجب ہے۔

(۳) جی ہاں! جو شخص بھی زمین کی فصل اٹھائے اس کے ذمہ عشر واجب ہے۔

(۴) عشر کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوۃ کے مستحق ہیں۔

(۵) عشر پیداوار کی زکوۃ ہے، اس لئے دوسرے مالوں کی زکوۃ

ادا کرنے کے بعد بھی پیداوار پر عشر واجب ہوگا۔

(۶) سال میں جتنی نئی فصل آئیں ہر نئی فصل پر عشر واجب ہوگا۔

(۷) جی ہاں! مویشیوں کے چارے کے لئے کاشت کی گئی فصل پر بھی حضرت امام صاحبؒ کے نزدیک عشر واجب ہے۔ (کتاب الفتاوی، ج۳،ص۳۴۹)

بٹائی کی زمین پر عشر

مسئلہ:۔ جو زمین بٹائی پر دے رکھی ہے اس کی پیداوار میں ہر شریک پر اس کے حصہ میں سے عشر واجب ہوگا۔ (قاموس الفقہ، ج۴،ص۳۹۸)

کھیتی کے اخراجات کو پیداوار سے منہا (الگ) نہیں کیا جائے گا

مسئلہ:۔ کھیتی کی تیاری میں جو اخراجات ہوتے ہیں (مثلاً آب رسانی، مزدوری، کھاد وغیرہ) انہیں آمدنی سے الگ نہیں کیا جائے گا، بلکہ مجموعی پیداوار میں عشر نکالنا ضروری ہوگا۔ (کتاب المسائل، ج۲،ص۲۴۹)

عشر نکالنے سے پہلے غلہ استعمال نہ کیا جائے

مسئلہ:۔ پیداوار میں سے پہلے عشر نکال کر الگ کرنا چاہیے، اس کے بعد ہی پیداوار کو استعمال کرنا چاہیے، اور جو پیداوار فروخت کردی گئی ہو اس کی قیمت سے اولاً دس فیصدی حصہ عشر کا الگ کرکے استعمال ہونا چاہیے، اور جو غلہ پہلے استعمال کرلیا گیا ہو تو حساب لگا کر اس کی قیمت کا دسواں حصہ صدقہ کیا جائے گا۔ (کتاب المسائل، ج۲،ص۲۴۹)

نوٹ:۔ یہ کچھ اہم مسائل تھے جنہیں مختصر ذکر کیا گیا، زکوۃ کی بحث میں تفصیل ہے، اس لئے باقی جو باتیں پیش آئیں اپنے علماء کو بتا کر معلوم کرلیا جائے۔

مسائل صدقۃ الفطر

سوال:۔ صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟ اور اس کے کیا مسائل ہیں؟ اور اس کی مقدار کیا ہے؟ اور کس کو دیا جاتا ہے؟

جواب:۔ (۱) صدقہ فطر ہر مسلمان پر جبکہ وہ بقدر نصاب کا مالک ہو واجب ہے (البتہ زکوۃ اور صدقہ فطر میں فرق یہ ہے کہ زکوۃ کے لئے نصاب پر سال کا گذرنا ضروری ہے، جبکہ صدقہ فطر واجب ہونے میں سال کا گذرنا ضروری نہیں، بلکہ اگر عید سے ایک دن پہلے یا تھوڑی دیر پہلے ہی کہیں سے اتنا مال حاصل ہوا جو بقدر نصاب ہو تو صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے)

(۲) جس شخص کے پاس اپنی استعمال اور ضروریات سے زائد اتنی چیزیں ہوں کہ اگر ان کی قیمت لگائی جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی مقدار ہو جائے تو ایسا شخص صاحب نصاب کہلائے گا، اور اس کے ذمہ صدقہ فطر واجب ہوگا۔

(۳) ہر شخص جو صاحب نصاب ہو اسے اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے، اور اگر نابالغوں کا اپنا مال ہو تو اس میں سے ادا کیا جائے۔

(۴) جن لوگوں نے سفر یا بیماری کی وجہ سے یا ویسے ہی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے روزے نہیں رکھے صدقہ فطر ان پر بھی واجب ہے، جبکہ وہ صاحب نصاب ہو۔

(۵) جو بچہ عید کی رات صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا اس کا صدقہ فطر لازم ہے، اور اگر صبح صادق کے بعد پیدا ہوا تو اس کا صدقۂ فطر واجب نہیں۔

(٦) جو شخص عید رات صبح صادق سے پہلے مرگیا اس کا صدقہ فطر نہیں ،اور اگر صبح صادق کے بعد انتقال کیا تو اس کا صدقہ فطر واجب ہے۔

(۷) عید کے دن عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے ،لیکن اگر پہلے نہیں کیا تو بعد میں بھی ادا کرنا جائز ہے،اور جب تک ادا نہیں کرے گا اس کے ذمہ واجب الاداء رہے گا۔

(۸) صدقہ فطر ہر شخص کی طرف سے پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت ہے، یا اتنی قیمت کی کوئی چیز بھی دے سکتا ہے۔

(۹) ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک سے زائد فقیروں محتاجوں کو دینا بھی جائز ہے،اور کئی آدمی کا صدقہ فطر ایک کو بھی دینا جائز ہے۔

(۱۰) جو لوگ صاحب نصاب نہیں ان کو صدقہ فطر دینا درست ہے۔

(۱۱) اپنے حقیقی بھائی بہن ، چچا، پھوپھی کو صدقہ فطر دینا جائز ہے ،میاں بیوی ایک دوسرے کو صدقہ فطر نہیں دے سکتے ،اسی طرح ماں باپ اولاد کو اور اولاد ماں باپ، دادا دادی کو صدقہ فطر نہیں دے سکتی۔

(۱۲) صدقہ فطر کسی مسلمان غیر سید محتاج ،فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے ،اس لئے صدقہ فطر کی رقم مسجد میں لگانا یا کسی اور اچھائی کے کام میں لگانا درست نہیں۔

قربانی کا بیان

قربانی کی فضیلت:

قربانی کا بڑا ثواب ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ کو پسند نہیں، ان دنوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے، اور فرمایا قربانی کا جانور قیامت کے میدان میں اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا، اور قربانی میں بہایا جانے والا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبولیت کا مقام حاصل کر لیتا ہے، لہذا پوری خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔

آپؐ نے قربانی نہ کرنے والوں پر سخت تنبیہ بھی فرمایا ہے، آپؐ کا ارشاد ہے: **مَنْ وَجَدَ سَعَةً لِاَنْ يُّضَحِّيَ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَحْضُرُ مُصَلَّانَا** ۔ جو قربانی کی گنجائش رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔

نیز آپؐ نے فرمایا کہ قربانی کے جانور کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر ہر بال کی بدلے میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

بقرعید کے تین دنوں میں تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے، اور سب سے عمدہ میزبانی حلال گوشت سے ہوتی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے یہ انتظام کر دیا ہے۔

سوال:۔ قربانی کس پر واجب ہے؟

جواب:۔ قربانی کے وجوب کی شرائط حسب ذیل ہیں:

(۱) آزاد ہونا

(۲) مسلمان ہونا

(۳) ایام قربانی میں مقیم ہونا

(۴) ایام قربانی میں بقدر نصاب مال (روپیہ، پیسہ، سونا، چاندیا مال تجارت یا ضرورت سے زائد ساز و سامان) کا مالک ہونا۔

نوٹ:۔ واضح ہو کہ قربانی اور صدقہ فطر کے وجوب میں مال پر سال گذرنا یا مال نامی (بڑھنے والا مال) ہونا شرط نہیں ہے۔ (قاموس الفقہ، ج ۲، ص ۱۵۵۔ آپ کے مسائل اوران کا حل، ج ۴، ص ۱۸۳)

ایام قربانی کے شروع میں مقیم نہ تھا یا مالک نصاب نہ تھا تو؟

مسئلہ:۔ قربانی کے ایام میں شروع میں تو مسافر تھا یا مالک نصاب نہ تھا، لیکن تیسرے دن کے غروب آفتاب سے پہلے پہلے مقیم ہوگیا، یا مالک نصاب ہوگیا تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔ (احسن الفتاوی، ج ۷، ص ۵۲۰)

فقیر پر قربانی کا وجوب

مسئلہ:۔ اگر غریب شخص نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اس پر اس متعین جانور کی قربانی لازم ہوگئی۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۳۰۴)

فقیر شخص کی قربانی کا جانور گم ہو گیا

مسئلہ:۔ غریب شخص نے (جس پر قربانی واجب نہ تھی) اگر قربانی کی نیت سے جانور خریدا پھر وہ جانور قربانی سے پہلے گم ہو گیا، تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی لازم نہیں، اور صاحب استطاعت پر دوسرے جانور کی قربانی لازم ہوگی

۔(احسن الفتاوی، ج ۷، ص ۵۰۴)

قربانی کا جانور خریدنے کے بعد مر جائے تو کیا کرے؟

مسئلہ:۔ اسی طرح اگر مالدار شخص کا جانور جس کو قربانی کے لئے متعین کیا تھا، اگر وہ قربانی سے قبل مر جائے تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی لازم ہوگی، اور غریب پر نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۴، ص ۲۱۱)

گم شدہ جانور بعد میں مل گیا

مسئلہ:۔ اگر گم شدہ جانور بعد میں مل جائے تو اس کی کئی صورتیں ہیں:

(۱) اگر مالدار کا گم شدہ جانور ملا ہے تو اس پر خاص اسی جانور کی قربانی لازم نہیں، بلکہ کسی بھی ایک جانور کی قربانی کر سکتا ہے۔

(۲) فقیر شخص کا گم شدہ جانور مل گیا اور اس نے مزید ابھی کوئی جانور قربانی کی نیت سے خریدا نہیں تھا، تو اس پر حاصل شدہ جانور (جو مل گیا ہے) کی قربانی لازم ہے۔

(۳) اگر گم شدہ جانور کے ملنے سے پہلے فقیر کوئی دوسرا جانور خرید لیا قربانی کے مقصد سے اور بعد میں گم شدہ جانور بھی مل گیا تو اب اس پر دونوں جانور کی قربانی واجب ہوگی، صاحب استطاعت (نصاب) پر کیونکہ مالدار کی وجہ سے قربانی واجب ہوتی ہے اور غریب پر خریدنے کی وجہ سے، گویا غریب کی قربانی نذر کی طرح ہے کہ مانیں تو واجب ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۴، ص ۱۹۳)

قربانی کی قضا

مسئلہ:۔ اگر قربانی کے ایام گذر گئے اور قربانی نہ کر پائے تو اب ایک جانور کی قیمت یا اگر جانور خرید لیا ہو تو بعینہ وہی جانور مکمل صدقہ کرنا واجب ہے۔
(کتاب الفتاوی، ج ۴/ص ۱۴۰۔۱۶۵)

قربانی کرنے کا صحیح وقت

مسئلہ:۔ جہاں بقرعید کی نماز ہوتی ہے (جیسے شہر) وہاں نماز سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے، اور جہاں بقرعید کی نماز نہیں ہوتی (جیسے دیہات) وہاں دس ذی الحجہ کو طلوع صبح صادق کے بعد قربانی درست ہے، جہاں عید کی نماز ہوتی ہو اور وہاں نماز سے قبل قربانی کر لے تو قربانی نہیں ہوئی، دوبارہ نماز بعد قربانی کرنی ہوگی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۴/ص ۱۸۲)

شہری آدمی کا دیہات میں قربانی کرنا

مسئلہ:۔ قربانی کا جانور جس جگہ ذبح کیا جا رہا ہے اسی جگہ کا اعتبار ہوگا ،لہذا اگر کوئی شہر میں رہنے والا اپنی قربانی کا جانور کسی گاؤں میں بھیج دے تو اس کی قربانی بقرعید کی نماز سے پہلے درست ہے، اگرچہ وہ خود شہر ہی میں موجود ہے
۔ (احسن الہدایہ، ج ۱۳/ص ۳۰۴)

سوال:۔ ایک ملک کا شخص اگر دوسرے ملک میں قربانی کرائے تو کہاں کی تاریخ کا اعتبار ہوگا؟

جواب:۔ جس جگہ قربانی کی جا رہی ہو وہاں قربانی کا وقت ہونا اور جس کی جانب سے کی جا رہی ہو اس پر دس ذی الحجہ کی صبح صادق کا طلوع ہونا ضروری ہے، لہذا اگر ہندوستان میں رہنے والے شخص کی قربانی سعودی میں کی جا رہی ہو تو ضروری ہے کہ ہندوستان میں دس ذی الحجہ کی صبح صادق طلوع ہو چکی

ہو، سعودی کی دس تاریخ جو عموماً ہندوستان سے ایک دن پہلے ہوتی ہے، اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (کتاب المسائل، ج/۲، ص/۳۰۱-۳۰۲)

جس کی جانب سے قربانی کی جارہی ہواور اس کے یہاں بارہ ذی الحجہ ختم ہوگئی ہوتو؟

مسئلہ:۔ جس کی جانب سے قربانی ہورہی ہو اس کے یہاں بارہ ذی الحجہ ختم ہوگئی، اور جہاں قربانی ہورہی ہے وہاں ابھی وقت باقی ہے تو بھی قربانی درست ہے، مگر احتیاط یہ ہے کہ دونوں کی رعایت کی جائے، لہذا سعودی میں مقیم شخص کی قربانی ہندوستان میں ہورہی ہو تو سعودی میں بارہ ذی الحجہ ختم ہونے سے پہلے کرلی جائے، (اسلامی فقہ اکیڈمی کا فیصلہ بھی یہی ہے) بعض حضرات نے ناجائز قرار دیا ہے۔ (آسان مسائل قربانی، ص/۲۶)

گھر میں قربانی کن کن کی طرف سے کرنا ضروری ہے؟

مسئلہ:۔ قربانی صرف اپنی طرف سے کرنا واجب ہے، اولاد کی طرف سے نہیں، بلکہ اگر نابالغ اولاد مالدار بھی ہو تب بھی اس کی طرف سے کرنا واجب نہیں ہے، نہ اپنے مال سے نہ اس کے مال سے، البتہ اگر وہ صاحب نصاب ہے تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔ (فتاوی دار العلوم، ج/۱۵، ص/۴۸۱-۴۸۷)

سوال:۔ قربانی کا جانور کتنی عمر کا ہونا چاہئے؟

جواب:۔ قربانی کا جانور پوری عمر کا ہونا چاہئے، چنانچہ بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ وغیرہ ایک سال کے، اور بھینس، گائے وغیرہ دو سال کے، اونٹ اونٹنی پانچ سال کے ہونے ضروری ہیں، البتہ اگر بھیڑ یا دنبہ چھ ماہ کا اتنا موٹا اور تازہ ہو

کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو، اور سال بھر والے بھیڑ، دنبوں میں اگر چھوڑ دیں تو کچھ فرق معلوم نہ ہوتا ہو، تو ایسے بھیڑ، دنبہ کی بھی قربانی درست ہے۔ (آسان مسائل قربانی، ص/۴۴)

صاحب نصاب پر گذشتہ سال کی قربانی ضروری ہے

مسئلہ:۔ اگر صاحب استطاعت شخص نے وسعت کے باوجود قربانی ترک کردی اور کئی سالوں تک قربانی نہیں کی تو ہر سال کی قربانی کے بدلہ میں ایک بکرا یا بکری کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہے۔ (کتاب الفتاوی، ج/۴، ص/۱۴۰)

سوال:۔ کن جانوروں کی قربانی درست ہے؟

جواب:۔ صرف درج ذیل جانوروں کی قربانی درست ہے۔

(۱) بکری (جس کے ضمن میں پالتو بھیڑ، دنبہ اور مینڈھے وغیرہ بھی شامل ہیں)

(۲) اونٹ، اونٹنی۔

(۳) گائے (جس کے ضمن میں بھینس اور کٹڑے وغیرہ بھی شامل ہیں) (قاموس الفقہ ج/۲ص/۱۵۶)

ایک جانور میں کتنے حصے ہوتے ہیں؟

مسئلہ:۔ بڑے جانوروں میں سات حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں، جبکہ بکرا بکری وغیرہ میں ایک ہی۔ (آسان مسائل قربانی، ص/۴۹)

بڑے جانوروں میں تمام شرکاء کا قربانی کی نیت کرنا

مسئلہ:۔ بڑے جانوروں میں تمام حصہ دار کا قربانی کی نیت کرنا

ضروری ہے، اگر کسی نے کھانے یا بیچنے کی نیت کی تو سب کی قربانی باطل ہو جائے گی۔ (آسان مسائل قربانی، ص؍۳۵)

قربانی کے ساتھ عقیقہ کا حصہ لینا

مسئلہ:۔ بڑے جانور میں قربانی کے ساتھ عقیقہ کا حصہ رکھنا بھی درست ہے۔ (احسن الفتاوی، ج؍۷، ص؍۵۳۶)

قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کرنا

مسئلہ:۔ اگر قربانی کے بڑے جانور میں کئی حصہ دار ہوں اور سب اپنا حصہ حل کرنا چاہتے ہوں آپس میں ایک دوسرے کو انتفاع (نفع) کی اجازت نہ دی ہو تو ایسی صورت میں قربانی کا گوشت تول کر تمام حصہ داروں میں تقسیم کرنا لازم ہے، (اور اگر آپس میں فائدہ اٹھانے کی اجازت دے رکھی ہو تو اس اہتمام کی ضرورت نہیں، تول لینا بہتر ہے) (کتاب المسائل، ج؍۲، ص؍۳۱۴)

نذر کا حصہ بالکل الگ کرنا ضروری ہے

مسئلہ:۔ اگر بڑے جانور میں کسی شریک نے نذر کی قربانی کا حصہ لیا ہے تو اس کا حصہ تول کر بالکل الگ کرنا ضروری ہے، کیونکہ اس حصہ کا استعمال خود حصہ دار یا کسی بھی غنی کے لئے جائز نہیں، بلکہ اسے فقراء میں تقسیم کرنا لازم ہے۔ (کتاب المسائل، ج؍۲، ص؍۳۱۵)

اگر شہر میں ۱۰؍ذی الحجہ کو نماز عید نہ پڑھی جائے تو قربانی کب کرے؟

مسئلہ:۔ اگر شہر میں کسی وجہ سے دس ذی الحجہ کو نماز عید نہ ہو سکی ہو اور گیارہ بارہ کو ادا کی جا رہی ہو تو ایسی صورت میں دس کو زوال کے بعد اور گیارہ بارہ

کونماز سے قبل بھی قربانی کر سکتے ہیں۔(جامع الفتاوی، ج۴/ص/۳۷۵)

عیب دار جانور کی قربانی

مسئلہ:۔ جس جانور میں مندرجہ ذیل عیوب پائیں جائیں اس کی قربانی درست نہیں:

(۱)اتنا دبلا ہو کہ ہڈیوں میں گودا بالکل ختم ہو گیا ہو۔

(۲)اندھا یا کانا ہو، یا کسی آنکھ کی ایک تہائی روشنی ختم ہوگئی ہو۔

(۳)کوئی کان یا دم ایک تہائی یا اس سے زیادہ کٹے ہوں۔

(۴)جو جانور ایک پیر سے بالکل لنگڑا ہو کہ وہ پیر زمین پر رکھ ہی نہ سکتا ہو۔

(۵)جس کی سینگ جڑ سے ٹوٹ گئی ہو یعنی اندر کی ہڈی بھی اکھڑ گئی ہو

(۶)جس کے تمام دانت یا اکثر دانت گر گئے ہوں۔

(۷)خارشتی جانور جو خارش (کھجلی) کی وجہ سے بالکل لاغر (کمزور) ہوگیا ہو۔

(۸)بکری کے دو تھنوں میں سے ایک تھن کاٹ دیا جائے یا خشک ہو جائے ،اور گائے یا اونٹنی کے دو تھن کاٹ دیا جائے یا خشک ہو جائیں تو ان کی قربانی بھی جائز نہ ہوگی،لیکن اگر گائے یا اونٹنی کے چار تھنوں میں سے صرف ایک تھن کٹ جائے تو اس کی قربانی درست ہے۔

(۹)وحشی اور جنگلی جانوروں کی قربانی جائز نہیں ،چاہے اسے پوس کر مانوس کیوں نہ کرلیا گیا ہو۔

(۱۰)خنثی جانور (جس کے بارے میں پتہ ہی نہ چل سکے کہ وہ نر ہے یا مادہ) تو اس کی بھی قربانی درست نہیں۔

(۱۱)جو جانور صرف گندگی اور غلاظت کھاتا ہو، دیگر چارہ نہ کھاتا ہو اس

کی قربانی درست نہیں۔

(۱۲)اگر جانور قربانی کے لئے خرید لیا تھا پھر کوئی عیب ظاہر ہو گیا جس کے رہتے ہوئے قربانی درست نہیں تو اس کے بدلے مالدار پر دوسرے جانور کی قربانی لازم ہے،اور اگر غریب ہے تو اسی جانور کی قربانی کرسکتا ہے۔ (کتاب الفتاوی، ج ۴،ص ۱۴۱، احسن الفتاوی، ج ۷، ص ۴۹۸، ۵۰۵، ۵۱۲، ۵۲۳)

سوال:۔ کن صورتوں میں قربانی کا گوشت صدقہ کرنا واجب ہے؟

جواب:۔ درج ذیل صورتوں میں قربانی کا گوشت تقسیم کرنا ضروری ہے۔

(۱)اگر قربانی کی نذر مانی گئی ہو۔

(۲)ایام قربانی میں باوجود واجب ہونے کے قربانی نہ کرسکا، اب بعد میں اس کی تلافی کے طور پر جو جانور خرید کر کیا جائے، اسے صدقہ کر دینا چاہئے، اگر ذبح کیا جائے تو اس کی تمام اشیاء کو صدقہ کر دینا واجب ہوگا۔

(۳)مرنے والے نے اپنے مال میں سے قربانی کی وصیت ہو اور اسی کے مال سے وصیت پوری کی جائے تو اس گوشت کو بھی صدقہ کر دینا واجب ہوگا۔

(۴)قربانی کا جانور خریدا پھر اس جانور نے بچہ دیا تو اس کو بھی صدقہ کر دینا واجب ہے۔

(۵)ایک بڑے جانور میں سات افراد شریک تھے، ان میں سے ایک شخص کی نیت پچھلے سال کی قربانی کی قضا کرنا تھا، اب چونکہ قضا کی قربانی میں صدقہ کرنا واجب ہوتا ہے، اس لئے اس پورے جانور کو صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

(کتاب الفتاوی، ج ۴، ص ۱۴۷)

قربانی کے جانور کی رسی کا صدقہ کرنا

مسئلہ:۔ قربانی کے جانور کی رسی جھول وغیرہ سب چیزیں خیرات کردیں۔(قاموس الفقہ، ج۲، ص۱۵۹)

چرمِ قربانی کا مصرف

مسئلہ:۔ قربانی کی کھال کو یونہی خیرات کردیں، اور اگر بیچ دیں تو اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے، مسجد کی مرمت یا کسی اور نیک کام میں لگانا درست نہیں، البتہ اگر کھال کو رکھکر اپنے کام میں لائیں تو یہ جائز ہے۔(احسن الفتاوی، ج۷، ص۴۹۵)

قصاب کی اجرت جانور میں سے دینا

مسئلہ:۔ قصاب کو اجرت ہی دی جائیگی، کھال یا گوشت وغیرہ میں سے نہیں دیا جائے گا۔(قاموس الفقہ، ج۲، ص۱۵۸)

قربانی کرنے والا شروع ذی الحجہ سے بال، ناخن وغیرہ نہ کاٹے۔(قاموس الفقہ، ج۲، ص۱۵۹)

قربانی کیسے کریں

قربانی کا مسنون طریقہ:

(۱) افضل یہ ہے کہ اپنی قربانی خود اپنے ہاتھ سے کرے۔

(۲) اگر خود نہ کرسکے تو کم از کم قربانی کے وقت سامنے موجود رہے۔

(۳) جانور کو لٹانے سے قبل چھری تیز کرلینا مستحب ہے، تاکہ ذبح کے وقت جانور کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔

(۴) جانور کو بائیں پہلو لٹادیں، یعنی اس کے پیر پچھّم کی طرف کردیں،

اور سر دکھن جانب ہو، اور ذبح کرنے والا قبلہ رخ ہو اور اپنا دایاں پاؤں اس کے شانے پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کریں۔

(۵) ذبح کے وقت قربانی کی نیت سب کرلیں (دل سے نیت کافی ہے، الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں)

(۶) ذبح سے پہلے بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھے۔

(۷) پہلے یہ دعا پڑھے، **اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالاَرْضَ حَنِیْفاً وَمَااَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ،اِنَّ صَلاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ،اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ .**

ترجمہ:۔ میں ہر طرف سے یکسو ہو کر اپنا رخ اس اللہ کی طرف کرلیا جو زمین وآسمان کا خالق ہے، میں شرک کا ارتکاب کرنے والوں میں سے نہیں ہوں ،میری نماز، قربانی، زندگی اور موت سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، مجھے اسی بات کا حکم ہے اور میں سر تسلیم خم کرنے والوں میں سے ہوں، ائے اللہ یہ قربانی آپ ہی کی توفیق سے آپ ہی کے نام پر ہے۔

(۸) ذبح کے بعد یہ دعا پڑھے۔ **اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَمِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا السَّلامُ.**

ترجمہ:۔ ائے اللہ یہ قربانی میری جانب سے اسی طرح قبول فرمائیے جس طرح آپ نے اپنے حبیب محمد ﷺ اور اپنے خلیل ابراہیم علیہما السلام کی طرف سے قبول فرمائی تھی، اور اگر دوسرے کی جانب سے کر رہا ہو تو مِنِّیْ کی جگہ مِنْ فُلانٍ کہیں، یعنی من کے بعد اس کا نام لیں۔ (کتاب المسائل، ج۲، ص۳۲۲۔۳۲۴)

ذبح میں معاونت کرنے والے بھی بسم اللہ پڑھیں

مسئلہ:۔ جو شخص جانور ذبح کرانے میں دوسرے شخص کا معاون و مددگار ہو تو اس پر بھی بسم اللہ پڑھنا واجب ہوگا۔ (آسان مسائل قربانی، ص/۵۵)

جانور کا ذبح کب متحقق ہوگا؟

مسئلہ:۔ جانور کے گلے میں چار رگیں ہوتی ہیں:

(۱) حلقوم: جس سے سانس لیا جاتا ہے۔

(۲) مَرِی: جس سے کھانا پانی اندر جاتا ہے۔

(۳) شہِ رگ: خون والی رگیں یہ دو رگ ہوتی ہے۔

ان چار رگوں کو کاٹنا چاہئے، لیکن اگر صرف تین رگ ہی کٹے تب بھی ذبیحہ حلال ہے، اور شرعی طور پر ذبح کا تحقق ہوجاتا ہے، اور اگر دو ہی کٹے اور جانور مرجائے تو وہ جانور مردار ہوگا، اس کا کھانا درست نہیں۔ (آسان مسائل قربانی، ص/۵۴)

جانور ٹھنڈا ہونے سے پہلے کھال اتارنا

مسئلہ:۔ جانور کو ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال اتارنا، پاؤں کاٹنا وغیرہ سب مکروہ ہے۔ (آسان مسائل قربانی، ص/۵۴)

مسلمان مرد و عورت کا ذبیحہ

مسئلہ:۔ مسلمان کا ذبح کرنا بہرحال درست ہے، چاہے عورت ذبح کرے یا مرد، پاک ہو یا ناپاک، ہر حال میں اس کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے، اور کافر کا ذبح کیا ہوا حرام ہے۔ (آسان مسائل قربانی، ص/۵۴)

قربانی کے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے

مسئلہ:۔ ذبح کے وقت بسم اللہ قصداً (جان بوجھ کر) نہیں کہا تو وہ مردار ہے اور اس کا کھانا حرام ہے، اور اگر کہنا بھول جائے تو کھانا درست ہے۔

(آسان مسائل قربانی، ص/۵۵)

سوال:۔ حلال جانوروں کی کون سی چیزیں کھانا حرام ہے؟

جواب:۔ سات چیزیں حلال جانور کی کھانا منع ہے، یعنی مکروہِ تحریمی ہے۔(۱) ذکر (نر کی پیشاب گاہ)(۲) فرج،(مادہ کی پیشاب گاہ)(۳) مَثَانہ(۴) غدود، گلٹی(۵) خصیہ (کپورے)(۶) پِتّہ (مرارہ جو کلیجی میں تلخ پانی کا ظرف ہے)(۷) اور بہتا ہوا خون تو قطعی حرام ہے۔(آسان مسائل قربانی، ص/۵۴)

ایک بسم اللہ سے کئی جانور ذبح کرنا

مسئلہ:۔ الگ الگ جانوروں کو ذبح کرنے کے لئے الگ الگ بسم اللہ کہنا ضروری ہے، ایک ہی مرتبہ بسم اللہ کہہ کر کئی جانور ذبح کرنا درست نہ ہوگا۔

(قاموس الفقہ، ج/۳، ص/۴۵۷)

مسائل عقیقہ

سوال:۔ عقیقہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ بچہ کی پیدائش پر شکرانہ کے طور پر جو قربانی کی جاتی ہے اسے عقیقہ کہتے ہیں۔(کتاب المسائل، ج/۲، ص/۳۳۸)

عقیقہ کس دن کیا جائے؟

مسئلہ:۔ جس کے یہاں کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو افضل ہے کہ ساتویں دن اس کا نام رکھ دیں، اور عقیقہ کردیں، عقیقہ کردینے سے بچہ کی بہت سی بلائیں دور ہو جاتی ہیں، اور فتنوں سے حفاظت رہتی ہے۔ (احسن الفتاوی، ج ۷، ص ۵۳۶)

عقیقہ میں کتنے جانور ذبح کریں؟

مسئلہ:۔ عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو بکرے / بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا / بکری ذبح کرنے کا حکم ہے۔ **عَنْ أُمِّ كُرْزٍ ؓ قَالَتْ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ.** (ابوداؤد شریف حدیث نمبر ۲۸۳۴)

ام کرزؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ کہتے تھے عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ایک جیسی اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔

اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرسکیں؟

مسئلہ:۔ اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرسکیں تو جب بھی کریں ساتویں دن کا خیال رکھیں، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہے اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کریں، یعنی اگر جمعہ کو پیدائش ہوئی ہو تو جمعرات کو عقیقہ کریں، اس حساب سے ساتواں دن پڑے گا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۴، ص ۲۲۷)

عقیقہ کے دن سر کے بال مونڈنا

مسئلہ:۔ بچپن میں اگر عقیقہ کیا جائے تو مستحب ہے کہ سر کے بال منڈوا کر اس کے بال کے برابر سونا، چاندی یا اس کی قیمت صدقہ کردیں، اور اگر

بڑی عمر میں عقیقہ کیا جارہا ہو تو سر کے بال منڈوانے ضروری نہیں، بلکہ بڑی عمر کی لڑکی کے بال مونڈنا نا جائز ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۴/ ص ۲۱۵)

کن جانوروں سے عقیقہ جائز ہے؟

مسئلہ:۔ جن جانوروں کی قربانی درست نہیں اس سے عقیقہ بھی درست نہیں، اور جس کی قربانی درست ہے اس سے عقیقہ بھی درست ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۴/ ص ۲۱۷)

کیا عقیقہ میں دعوت ضروری ہے؟

مسئلہ:۔ عقیقہ میں دعوت کرنا ضروری نہں، اختیار ہے عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کریں چاہے پکا کر بانٹیں چاہے مختصر دعوت کر دیں، ہر طرح درست ہے۔ (کتاب الفتاوی، ج ۴/ ص ۲/۱۷۰، ۱۸۰)

عقیقہ کی دعا

عقیقہ کے لئے حدیث میں کوئی خاص دعا منقول نہیں ہے، بعض اہل علم نے عقیقہ کے مقصد و منشاء کو سامنے رکھتے ہوئے ہ دعائیہ کلمات کہنے کو لکھا ہے۔

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ ابْنِيْ/ بِنْتِيْ (دوسرے کی طرف سے کر رہا ہو تو ابنی/ بنتی کی جگہ اس کا نام لیں) دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَ شَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ (لڑکی کے وقت دعا پڑھنے میں سب میں ہٖ کی جگہ ھا لگائیں گے) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَاءَ لِابْنِيْ (لِابْنَتِيْ، لَهٗ) مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:۔ یا اللہ یہ میرے بیٹے یا بیٹی کا عقیقہ ہے، لہذا اس کا خون اس

کے خون کے بدلہ، اس کا گوشت اس کے گوشت کے بدلہ، اس کی ہڈیاں اس کی ہڈیوں کے بدلہ، اس کی کھال اس کی کھال کے بدلہ، اس کے بال اس کے بالوں کے بدلہ میں ہیں، یا اللہ! اس (جانور) کو میرے بیٹے کے بدلہ دوزخ سے آزادی کا بدلہ بنادے۔

اگر قربانی کے ساتھ عقیقہ ہو تو قربانی کی دعا بھی ساتھ ساتھ پڑھ لے۔

(دارالافتاء جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان)

ختنہ کے احکام

ختنہ سنت مؤکدہ ہے:

مسئلہ:۔ شریعت میں ختنہ کرانا سنت مؤکدہ اور شعائر اسلام میں داخل ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ختنہ (سپاری) کے اوپر کی اتنی کھال کاٹ دی جائے جس سے حشفہ پوری طرح ظاہر ہو جائے۔ (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۳۴۴)

بچہ کا ختنہ کب کرایا جائے؟

مسئلہ:۔ بچہ کے ختنہ کے لئے کوئی وقت متعین نہیں ہے، (البتہ ساتویں دن مستحب ہے) اس لئے اس میں بچہ کی صحت اور حالت کو دیکھ کر مناسب وقت تجویز کرنا چاہئے (اور جتنی کم عمری میں ختنہ کرایا جائے اتنا ہی بہتر ہے) (کتاب المسائل، ج ۲، ص ۳۴۴)

بچہ کے کان میں اذان واقامت

مسئلہ:۔ مستحب یہ ہے کہ بچہ کی پیدائش کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کے کلمات کہے جائیں، بچہ کے پیدائش کے

فوراً بعد اذان واقامت کے کلمات کہنے کا حکم کئی حکمتوں پر مبنی ہے، مثلاً (الف) کلمات اذان سے شیطان بھاگتا ہے، تو گویا بچہ کو شیطان کے اثر سے بچانا مقصود ہے۔ (ب) کلمات اذان واقامت توحید خالص اور ایمانیات کے اقرار کے ساتھ ساتھ اسلام کے سب سے اہم رکن نماز کی دعوت پر مشتمل ہیں، اسی بنا پر دنیا میں آنے کے بعد بچہ کے پردۂ سماعت سے ان کلمات کا گذارنا دراصل اس کے دل کی گہرائیوں میں ایمان وعمل کے جذبات جاگزیں کرنے میں بہت مؤثر ہے ۔ (کتاب المسائل، ج ۲ ،ص ۳۴۵)

ختنہ کے شرعی وطبی فوائد

ختنہ کرانے میں بہت سارے شرعی وطبی فوائد ہیں، مثلاً:

(۱) اس عمل کی ادائیگی پر انسان کو انبیاءؑ کی سنت پوری کرنے کا اجر ملتا ہے، اس لئے کہ یہ انبیاءؑ کی سنت ہے۔

(۲) اس عمل کی وجہ سے انسان کامل طہارت اور صفائی حاصل کرسکتا ہے، اس کے بغیر نہیں، اس لئے کہ لٹکی ہوئی کھال مکمل طہارت حاصل نہ ہونے سے مانع ہوتی ہے۔

(۳) یہ عمل وظیفۂ زوجیت کی ادائیگی میں سہولت اور زیادہ لذت کا سبب بنتا ہے۔

(۴) طبی اعتبار سے بھی ختنہ کی افادیت ایک تسلیم شدہ امر ہے، یہاں تک کہ بعض برادرانِ وطن بھی اس کے طبی فوائد کی وجہ سے ختنہ کراتے ہیں۔

(گلدستۂ احکام مستند ومختصر، ص ۱۴۹ ۔ قاموس الفقہ، ج ۳، ص ۳۳۰)

حج کا بیان

حج کے فضائل اور استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے پر وعید:

اسلام کے بنیادی پانچ ارکانوں میں سے حج بھی ہے، جو ابتداء سے انتہاء تک محبت اور اظہار محبت کا نام ہے، حاجی وہی مناظر پیش کرتا ہے، وہی انداز اختیار کرتا ہے جو محبت میں چُور محبّ اپنے محبوب سے ملنے کی آرزو میں کرتا ہے، پراگندہ بال، بنا سلے کپڑے، خوشبو سے دور، میل کچیل سے بے پرواہ، کبھی مکہ، کبھی منیٰ، کبھی مزدلفہ، کبھی عرفات میں بے آرامی برداشت کرتا ہے، کبھی دیوانہ بن کر بیت اللہ کا چکر لگاتا ہے، تو کبھی رضائے الٰہی کے لئے صفا مروہ پر دوڑ لگاتا ہے، ہر وقت ایک ہی جستجو ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل ہو جائے، غرض حج کے سارے احکامات عقل کے پیمانے سے دور، شرابِ محبت سے معمور ہیں، ان کا صحیح اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس کا دل لذت عشق سے آشنا ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے حاجی کے لئے بہت سی بشارتیں سنائی ہیں، چنانچہ فرمایا: جو حج گناہوں اور خرابیوں سے پاک ہو اس کا بدلہ جنت ہی ہے، اور حاجی اس طرح گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہونے والا بچہ پاک ہوتا ہے، اس طرح عمرہ پر بھی بہت ثواب ہے، فرمایا: کہ حج اور عمرہ دونوں گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے۔

حج کی فرضیت کا منکر بھی دائرۂ ایمان سے خارج ہے، غفلت اور سستی بھی وعید کا باعث ہے، جس کے ذمہ حج فرض ہو اور وہ نہ کرے اس کے لئے بڑی

وعید آئی ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس کھانے پینے اور سواری کا اتنا سامان ہو جس سے وہ بیت اللہ شریف جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے، خدا کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حج مقبول کی توفیق عطا فرمائے۔ (ترمذی، حدیث نمبر ۸۱۲، بخاری، حدیث نمبر ۱۵۲۱)

حج کی قسمیں

حج کی تین قسمیں ہیں:

(۱) حج افراد: اس میں میقات سے صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے، اور ارکان حج کے بعد ہی احرام کھلتا ہے، اس میں عمرہ کو حج کے ساتھ جمع نہیں کیا جاتا۔

(۲) حج قران: اس میں حج کے ساتھ عمرہ کو بھی جمع کرے، یعنی دونوں کی نیت کرے، اور دونوں کے لئے ایک ہی احرام باندھے، اس حج کے کرنے والے کو قارن کہتے ہیں۔

(۳) حج تمتع: اس میں حاجی اپنی میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھتا ہے اور حج کو عمرہ کے ساتھ ادا نہیں کرتا، اور عمرہ سے فارغ ہو کر احرام کھول دیتا ہے، پھر وہیں سے آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھتا ہے، اور حج کرتا ہے، اس حج کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں۔ (قاموس الفقہ، ج ۳/ص ۱۹۲، ۱۹۳)

سوال:۔ حج کن لوگوں پر فرض ہے؟

جواب:۔ جس خص کے پاس اتنا سرمایہ ہے جس میں وہ حج کے سفر کے اخراجات بھی برداشت کر سکے اور پیچھے اہل و عیال کے لئے خرچہ بھی مہیا

کردے تو اس کے ذمہ حج فرض ہے۔ (قاموس الفقہ، ج/۳، ص/۱۹۵، ۱۹۶)

احرام باندھنے کا طریقہ

مسئلہ:۔ حج اور عمرہ کے افعال میں سب سے پہلا عمل احرام ہے، حج یا عمرہ کی نیت سے، بعدہٗ سلے ہوئے کپڑے اتار کر چادریں باندھ کر تلبیہ پڑھنے کو احرام کہتے ہیں۔

احرام باندھنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ جب احرام باندھنے کا ارادہ کریں تو پہلے غسل کریں، اور صرف وضو کر لینا بھی کافی ہے، ناخن تراش لیں، بغل اور زیر ناف بالوں کو صاف کر لیں، سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں کنگھی کر لیں، اگر بیوی پاس ہو اور کوئی مانع نہ ہو تو اس سے جماع کرنا (تاکہ احرام کے دوران دل فارغ رہے) الغرض ہر طرح سے نفاست حاصل کر لیں، احرام کے لئے دو نئی یا دھلی ہوئی چادریں ہونا سنت ہے، ایک کا تہ بند بنایا جائے، اور دوسرے کو چادر کی طرح اوڑھا جائے، احرام باندھنے کے بعد اگر وقتِ مکروہ نہ ہو تو مستحب یہ ہے کہ دو رکعت نفل پڑھیں، اور بیٹھے ہی بیٹھے جس حج کا ارادہ ہے اس کی نیت کر لیں، اور تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں، تلبیہ کے مسنون الفاظ یہ ہیں۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ۔ (کتاب المسائل، ج/۳، ص/۱۳۴)

احرام کے واجبات

مسئلہ:۔ احرام میں فی الجملہ تین چیزیں واجب ہیں:

(۱) میقات سے احرام باندھنا۔

(۲) ممنوعات احرام سے بچنا۔

(۳) مردوں کو سلے ہوئے کپڑے اتار دینا۔ (کتاب المسائل، ج ۳ ص ۱۳۲)

احرام کی چند سنتیں

مسئلہ:۔ احرام باندھتے وقت کی چند اہم سنتیں درج ذیل ہیں:

(۱) حج کا احرام حج کے مہینہ میں یعنی عید کا چاند نظر آنے کے بعد شوال، ذی قعدہ یا ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں باندھیں۔

(۲) اپنے شہر کے مخصوص راستہ اور میقات سے احرام باندھنا، جیسے ہندوستان والوں کے لئے یَلَمْلَمْ۔

(۳) احرام سے قبل غسل یا وضو کرنا۔

(۴) مردوں کو ایک چادر اور ایک لنگی پہننا۔

(۵) دو رکعت نماز ادا کرنا، اگر احرام مکروہ وقت میں نہ ہو۔

(۶) احرام کے بعد تلبیہ کا برابر ورد کرنا۔

(۷) مردوں کو بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا۔ (کتاب المسائل، ج ۳، ص ۱۳۳)

احرام کی پابندیاں (مردوں کے لئے)

مسئلہ:۔ احرام شروع ہونے کے بعد مردوں کو درج ذیل باتوں کی پابندی کرنا لازم ہے:

(۱) خوشبو استعمال نہ کرے۔ (۲) سلا ہوا کپڑا نہ پہنے۔ (۳) سر اور چہرہ نہ ڈھنکیں (۴) بالوں کو نہ کاٹیں۔ (۵) بدن سے جوں وغیرہ نہ مارے اور نہ گرائے۔ (۶) ناخن نہ تراشے۔ (۷) جماع یا اسباب جماع اختیار نہ کرے۔ (۸) خشکی کے جانور کو نہ چھیڑے اور نہ مارے۔ (۹) ایسے بند جوتے نہ پہنیں

جن سے پیر کے اوپر کی ابھری ہوئی ہڈی جہاں جوتے کے تسمے ہوتے ہیں چھپ جائے۔ (قاموس الفقہ، ج ۲/ص ۴۴)

احرام کی پابندیاں (عورتوں کے لئے)

مسئلہ:۔ عورت کے لئے بھی احرام کی وہی پابندیاں ہیں جو مردوں کے لئے ہیں، البتہ عورتوں کے لئے کوئی مخصوص لباس نہیں ہے، وہ اپنے روزمرہ کے سلے ہوئے کپڑوں میں احرام باندھیں گی، اور بند جوتے پہن سکتی ہیں، سر کو ڈھکا رکھیں گی، ان کا احرام صرف چہرہ میں ہوتا ہے، کہ کپڑا چہرہ سے نہ لگے، اس لئے پردہ کا خیال رکھتے ہوئے چہرے کو کپڑے سے دور رکھیں گی، ہاتھوں میں دستانے پہننا پسندیدہ نہیں ہے، رنگین کپڑروں اور زیورات کے پہننے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ (قاموس الفقہ، ج ۲/ص ۴۴)

حج کے فرائض

مسئلہ:۔ حج کے فرائض میں دو طرح کے اعمال شامل ہیں:

ایک تو وہ جس کا تحقق اصل عمل سے پہلے ضروری ہے، جسے اصطلاح میں شرط کہتے ہیں، دوسرے وہ ارکان جو اصل اعمال میں شامل ہیں، ان دونوں کو ملا کر حج کے فرائض اصلاً تین ہوتے ہیں، جو درج ذیل ہیں: ان میں سے اگر ایک بھی چھوٹ جائے تو حج صحیح نہ ہوگا، اور نہ ہی دم وغیرہ سے اس کی تلافی ہوسکتی ہے۔

(۱) احرام باندھنا (یہ شرط ہے، احرام کے بغیر حج درست نہیں ہوسکتا)

(۲) ۹/ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے وقت سے ۱۰/ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفہ میں کسی وقت ٹھہرنا، چاہے ایک ہی منٹ کیوں نہ ہو (یہ رکن ہے)

(۳) طواف زیارت کرنا (یہ بھی رکن ہے) (کتاب المسائل، ج ۲/ص ۱۱۵)

واجبات حج

مسئلہ:۔ حج میں درج ذیل امور واجب ہیں: ان میں سے کوئی کام بلا عذر ادائیگی سے رہ جائے تو دم واجب ہوگا، اور حج درست ہو جائے گا، چاہے جان بوجھ کر چھوڑا ہو یا بھول کر۔

(۱) وقوف مزدلفہ (جس کا وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے طلوع آفتاب کے درمیان ہے)

(۲) صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ (۳) جمرات کی رمی کرنا۔ (۴) قارن و متمتع کو دمِ شکر دینا۔ (۵) حلق یا قصر کرانا۔ (۶) آفاقی کے لئے طواف وداع کرنا۔ (کتاب المسائل، ج ۳، ص ۱۱۷)

حج کی سنتیں

مسئلہ:۔ حج کی سنتیں درج ذیل ہیں: سنتوں کا حکم یہ ہے کہ ان کو جان بوجھ کر چھوڑنا برا ہے، مگر چھوٹ جانے سے کوئی جزا لازم نہیں آتی۔

(۱) احرام باندھنے کے لئے غسل کرنا۔

(۲) حج کے مہینوں میں احرام باندھنا۔

(۳) تلبیہ یعنی لبیک پڑھنا۔

(۴) مفرد بالحج آفاقی اور قارن کو طواف قدوم کرنا۔

(۵) جس طواف کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو اس کے صرف ابتدائی تین چکروں میں مردوں کو رمل کرنا (یعنی دونوں شانوں کو حرکت دیتے ہوئے اور قریب قریب قدم رکھتے ہوئے ذرا تیز چلنا)

(۶) جو طواف احرام کی حالت میں کیا جائے اور اس کے بعد سعی کرنی

ہو،اس کے تمام چکروں میں مردوں کو اضطباع (یعنی احرام کی چادر دائں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال دینا،اور دائیں کندھے کو ننگا کر دینا۔

(۷) طواف کرتے وقت جسم اور کپڑے کا نجاست حقیقیہ سے پاک وصاف ہونا۔

(۸) صفا مروہ کی سعی کے دوران میلین اخضرن (گرین لائٹ) کے درمیان مردوں کو دوڑنا۔

(۹) حجر اسود سے طواف شروع کرنا۔

(۱۰) امام کا تین مقامات پر خطبہ دینا،ساتویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں نویں کو عرفہ میں،اور گیارہویں کو منیٰ میں۔

(۱۱) نویں ذی الحجہ کی رات کو منیٰ میں قیام کرنا۔

(۱۲) نویں ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات جانا۔

(۱۳) عرفات سے امام حج کے چلے جانے کے بعد نکلنا۔

(۱۴) عرفات میں غسل کرنا۔

(۱۵) ایام منیٰ میں رات کو منیٰ ہی میں رہنا۔

(۱۶) تینوں جمرات کی رمی میں ترتیب باقی رکھنا۔

اس کے علاوہ اور دیگر سنتیں بھی ہیں تفصیل کے لئے کسی مستند کتاب کا مطالعہ کریں۔ (قاموس الفقہ ،ج ر۳،ص ر۲۰۰)

افعال حج پر ایک نظر

(۱) آٹھ ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد مکہ مکرمہ کی اپنی رہائش گاہ یا مسجد حرام سے حج کا احرام باندھکر منیٰ جانا۔

(۲) منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء، اور نویں ذی الحجہ کو فجر کی نماز ادا کرنا۔

(۳) نو تاریخ کو فجر کے بعد عرفات جانا اور ظہر تک وقوف عرفہ کی تیاری اور آرام کرنا۔

(۴) عرفات میں ظہر، عصر کی نماز ادا کرنا، اور ظہر سے لیکر غروب آفتاب عرفات میں وقوف کرنا، یہ وقوف عرفہ حج کا رکن عظیم ہے۔

(۵) غروب کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر عرفات سے کوچ کر کے مزدلفہ جانا۔

(۶) مزدلفہ میں عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء ادا کرنا، اور وہیں رات گذارنا، رمی کے لئے کم از کم انچاس کنکریاں لینا، احتیاطاً ستر عدد لے لے تو بہتر ہے، اور دس ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر وقوف کر کے جمرات کے لئے نکلنا۔

(۷) دس تاریخ کو صرف آخری جمرہ کرنا۔

(۸) رمی کے بعد قربانی کرنا، پھر سر کے بال منڈوانا، یا کاٹ کر احرام سے نکلنا۔

(۹) دس، گیارہ، بارہ تاریخ میں کسی دن مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت کرنا۔

(۱۰) طواف زیارت کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

(۱۱) گیارہ بارہ ذی الحجہ کو ظہر کے بعد تینوں جمروں کی رمی کرنا۔

(۱۲) ان تاریخوں میں رات منیٰ میں گذارنا، بلا عذر منیٰ سے باہر اپنے ہوٹل یا رہائش گاہ چلا جانا اچھا نہیں ہے۔

(۱۳) بارہ ذی الحجہ کو غروب سے پہلے منیٰ سے رخت سفر باندھ لینا، اگر تاخیر ہو جائے یہاں تک کہ صبح صادق طلوع ہو جائے تو پھر تیرہ تاریخ کو تینوں جمروں کی رمی کر کے مکہ مکرمہ جانا۔

(۱۴) وطن واپسی سے پہلے طواف وداع کرنا۔

مسئلہ:۔ جب تک طواف زیارت نہ کرے گا بیوی سے صحبت، بوس وکنار حرام رہے گا، یہ کسی بھی حال میں بھی فوت نہیں ہوتا ہے، اور نہ اس کا بدلہ دیکر ادا ہو سکتا ہے، بلکہ آخری عمر تک اس کی ادائیگی فرض رہے گی، اس لئے اس کا خاص اہتمام فرمائیں، اور بغیر طواف زیارت کئے ہوئے ہرگز وطن واپس نہ لوٹیں، خواہ چھٹیاں ختم ہو جائیں۔ (قاموس الفقہ، ج ر۳، ص ر۱۹۷)

تنبیہ

موجودہ زمانہ میں انتظامی امور کی وجہ سے معلم حضرات سات ذی الحجہ ہی کو رات میں منیٰ لے جاتے ہیں، اسی طرح آٹھ کی رات کو ہی عرفات پہنچا دیتے ہیں، حاجیوں کو ان کے ساتھ چلے جانا چاہئے، ورنہ بڑی پریشانی ہوتی ہے، اس میں کوئی گناہ نہیں ہوگا، اور چونکہ یہ ہمارے اختیار سے باہر ہوتا ہے اس لئے ان شاء اللہ ہمیں مکمل ثواب ملے گا۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل، ج ر۴، ص ر۴۵ تا ۵۰)

نابالغ بچہ بچی کا احرام

مسئلہ:۔ نابالغ بچہ بچی کو بھی بڑوں کی طرح احرام باندھا جائے گا، اور ممنوعات سے بچایا جائے، یہ الگ بات ہے کہ نابالغ کے ممنوع کا ارتکاب کرنے نہ بچے پر کچھ واجب ہوتا ہے نہ اس کے ولی پر۔ (کتاب الفتاوی، ج ر۴، ص ر۱۲۱)

حج بدل

سوال:۔ حج بدل کرنے والے کس حج کی نیت کرے؟ قران، تمتع، یا افراد کی؟ نیز اگر تمتع یا قران کرتا ہے تو قربانی کس کی طرف سے ہوگی، آمر (حج کرانے والے) کی طرف سے یا مامور (حج کرنے والے) کی طرف سے؟

جواب:۔ حج بدل کرنے والے کو حج افراد یعنی صرف حج کا احرام باندھنا چاہئے اور نیت کرتے وقت آمر کا نام لے کہ فلاں کی طرف سے حج کرتا ہوں، حج افراد میں حج کی وجہ سے قربانی نہیں ہوتی، اس لئے آمر کی طرف سے قربانی کی ضرورت نہیں، مامور اگر مقیم اور صاحب استطاعت ہو تو وہ اپنی طرف سے عام قربانی کرے، اور مسافر غریب پر عام قربانی درست نہیں، اگر وہ حج تمتع کی نیت کرتا ہے یعنی میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھتا ہے تو تمتع کی قربانی خود اپنے مال سے لازم ہے، آمر کے مال سے نہیں، ہاں: اگر آمر نے اس کی اجازت دے دی ہو تو اس کے مال سے قربانی کر سکتے ہیں۔

اس زمانہ میں عرفاً آمر کی طرف سے تمتع ،قران و دم شکر کی اجازت ثابت ہے، اس لئے صراحتاً اذن (اجازت) ضروری نہیں، البتہ صراحتاً اجازت حاصل کر لینا بہتر ہے۔ (خیر الفتاوی، ج ۴، ص ۲۴۴)

حج بدل کے کیا شرائط ہیں اور کون کر سکتا ہے؟

مسئلہ:۔ جس شخص پر حج فرض ہو اور اس نے ادائیگی حج کے لئے وصیت بھی کی تھی تو اس کا حج بدل اس کے وطن سے ہو سکتا ہے، سعودی عرب سے جائز نہیں ہے۔

حنفی مسلک کے مطابق جس نے اپنا حج نہ کیا ہو، اس کا کسی کی طرف

سے حج بدل کرنا جائز تو ہے مگر مکروہ ہے۔(خیر الفتاوی، ج ۴/ص ۲۳۹، ۲۱۲)

بغیر محرم کے حج

حج کے لئے تنہا عورتوں کا قافلہ:

مسئلہ:۔ تنہا عورتوں کی جماعت بنا کر حج کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔(فتاوی دار العلوم، ج ۶/ص ۵۳۹)

نا محرم کے ساتھ سفر حج ممنوع ہے

مسئلہ:۔ عورتوں پر حج کی ادائیگی اسی وقت واجب ہوتی ہے جب کہ اس کے ساتھ جانے والا محرم یا شوہر موجود ہو، اور عورت کے لئے نا محرم کے ساتھ سفر ممنوع ہے۔(کتاب الفتاوی، ج ۴/ص ۴۲۔۴۴)

محرم کسے کہتے ہیں؟

مسئلہ:۔ محرم اسے کہتے ہیں جس سے نکاح کبھی بھی نہیں ہوسکتا ہو۔

(خیر الفتاوی، ج ۴/ص ۲۱۴)

بہنوئی کے ساتھ حج یا سفر کرنا

مسئلہ:۔ بہنوئی کے ساتھ سفر کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔(کتاب الفتاوی، ج ۴/ص ۴۴)

اگر عورت کو مرتے دم تک حج کے لئے کوئی محرم نہ ملے؟

مسئلہ:۔ عورت بغیر محرم کے حج کے لئے نہیں جاسکتی، اس میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے، اگر محرم میسر نہ ہو تو اس پر حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے، اگر چلی

گئی تو حج تو ادا ہو جائے گا البتہ گنہگار ہوگی، آخر حیات تک اسے جانے لئے محرم میسر نہ ہوا تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے حج بدل کرایا جائے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۴، ص ۹۱/۷)

احرام باندھتے وقت ایام حیض ہونا

مسئلہ:۔ اگر عورت حج یا عمرہ کے سفر پر روانگی کے وقت ناپاکی کے ایام میں ہو تو غسل وصفائی کے بعد اسی حالت میں نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے، اس کا احرام شروع ہو جائے گا۔ (خیر الفتاوی، ج ۴، ص ۲۲۳)

ناپاکی کی حالت میں حج کے ارکان ادا کرنا

مسئلہ:۔ اگر ۸/ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ سے منیٰ کے لئے روانگی کے وقت عورت ناپاکی میں ہو تو اسی حالت میں صفائی وغیرہ کر کے حج کا احرام باندھ لے، یعنی نیت کر کے تلبیہ پڑھے اور نفل نہ پڑھے، اور منیٰ چلی جائے، پھر وقوف عرفات، وقوف مزدلفہ اور جمرات کی رمی سب ناپاکی کی حالت میں کرے، بس طواف زیارت اور سعی موقوف رکھے، اسے پاک ہونے کے بعد ادا کر لے۔ (کتاب الفتاوی، ج ۴، ص ۱۱۰)

عمر بھر طواف زیارت نہ کر سکی

مسئلہ:۔ اگر کوئی عورت طواف زیارت کئے بغیر وطن واپس آ گئی اور موت تک اسے طواف زیارت کا موقع نہ ملا تو اس پر مرتے وقت ایک اونٹ کی قربانی کی وصیت لازم ہوگی۔ (احسن الفتاوی، ج ۴، ص ۵۳۹)

حج کی وصیت کا نفاذ تہائی مال سے ہوگا

مسئلہ:۔ اگر میت نے حج کی وصیت کی ہے تو اس کے ترکہ کے تہائی

حصہ سے اسے نافذ کیا جائے گا۔ (کتاب الفتاوی، ج ۴، ص ۶۵)

میت کی طرف سے حج کہاں سے کرائیں

مسئلہ:۔ جس میت نے حج کی وصیت کی ہو تو اس کے وطن اصلی سے حج بدل کرانا ضروری ہوگا (جبکہ تہائی مال وہاں سے حج کرانے کے لئے کافی ہو) اگر وہاں سے ناکافی ہو تو پھر جہاں سے ممکن ہو وہاں سے کرائے۔ (احسن الفتاوی، ج ۴، ص ۵۲۹، ۵۳۰)

عمرہ کا بیان

حج زندگی میں صاحب استطاعت پر ایک بار فرض ہے، اور عمرہ کی کوئی حد نہیں ہے، جب بھی موقع اور توفیق ہو یہ سعادت حاصل کرنا چاہئے، البتہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا ثواب مزید بڑھ جاتا ہے، بلکہ اس کو نبی ﷺ کے ساتھ حج کے مثل قرار دیا ہے، (یعنی آپؐ کے ساتھ حج کرنے پر جو ثواب ملتا وہ رمضان میں عمرہ کرنے پر ملے گا) (ابوداؤد حدیث نمبر ۱۹۹۰)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ درمیانی عرصہ کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت کے علاوہ کچھ نہیں ہے'' (بخاری شریف حدیث، ۱۷۷۳)

عمرہ کے ارکان وشرائط

(۱) عمرہ کی ادائیگی کے لئے اولاً احرام شرط ہے۔

(۲) عمرہ کا رکن اعظم بیت اللہ شریف کا طواف ہے، اور اس طواف میں کم از کم چار چکر فرض ہیں بقیہ واجب ہیں۔

(۳) اور بعض فقہاء نے صفا مروہ کے درمیان سعی کو بھی عمرہ کا رکن قرار دیا ہے، لیکن اکثر فقہاء کے نزدیک یہ سعی فرض نہیں، بلکہ واجب ہے۔ (قاموس الفقہ، ج ۴، ص ۴۱۴)

عمرہ کا وقت

مسئلہ:۔ عمرہ کے لئے سال کا کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے، بلکہ پورے سال میں جب چاہیں عمرہ ادا کر سکتے ہیں (بس حج کے ۵/ ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ ہے) (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۴، ص ۴۴)

عمرہ کے واجبات

سوال:۔ عمرہ میں کتنی چیزیں واجب ہیں؟

جواب:۔ عمرہ میں آٹھ چیزیں واجب ہیں:

(۱) میقات سے احرام باندھنا (ہندوستان سے جانا ہو تو جدہ سے پہلے جب جہاز یلملم کے اوپر سے گذرتا ہے، جس کا جہاز میں باقاعدہ اعلان ہوتا ہے اس سے پہلے احرام باندھنا لازم ہے، بہتر ہے کہ اپنے قریبی ائیر پورٹ سے ہی احرام باندھ لیا جائے، اور حدود حرم کے اندر یعنی مکہ مکرمہ میں مقیم لوگ حدود حرم سے باہر نکل کر (مثلاً مسجد عائشہؓ سے) اور باہر یعنی حل والے اپنے گھر سے عمرے کا احرام باندھیں گے)

(۲) طواف کے چار چکروں کے بعد مزید تین چکر پورا کر کے طواف پورا کرنا (یعنی طواف عمرہ میں اول چار چکر فرض ہیں اور آخری تین چکر واجب ہیں)

(۳) باوضو طواف کرنا۔

(۴) طواف پیدل کرنا (الّا یہ کہ کوئی مجبوری ہو)

(۵) طواف کے بعد دو رکعت واجب الطّواف پڑھنا۔

(٦) صفا مروہ کی سعی کرنا (اور بعض فقہاء نے سعی کو رکن قرار دیا ہے، مگر وہ قول مرجوح ہے)

(۷) سعی پیدل کرنا۔

(۸) طواف وسعی کے بعد حلق (سر چھلانا) یا قصر (بال چھوٹا) کرانا۔ (کتاب المسائل، ج/۳، ص/۴۱۲)

آب زم زم پینے کا طریقہ

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر زم زم کا پانی کھڑے ہو کر نوش فرمایا تھا، اور چونکہ آپ ﷺ احرام کی چادر لپیٹے ہوئے تھے اس لئے سر مبارک کھلا ہوا تھا، اسی لئے اکثر علماء کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چونکہ کھڑے ہو کر زم زم پیا ہے، اس لئے کھڑے ہو کر پینے میں بہر حال اتباع نبوی کی رعایت ہے، زم زم کو صرف حج ہی کے موقع سے پینے کو عظمت جاننا صحیح نہیں، بلکہ ہر وقت اور ہر جگہ پی سکتے ہیں، زم زم قبلہ رخ ہو کر پینا چاہئے یہ ادب ہے، اس سے سر اور اپنے چہرہ کو پونچھے، اور سہولت ہو تو تھوڑا اپنے اوپر بہا لے۔

زم زم پینے کی دعا: **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْماً نَّافِعاً وَّرِزْقاً وَّاسِعاً وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ**۔ ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے علم نافع، کشادہ رزق اور ہر بیماری سے شفا کا طلب گار ہوں۔

عمرہ کی سنتیں

مسئلہ:۔ عمرہ کی سنتیں وہی ہیں جو حج کے ضمن میں مذکور ہیں، البتہ عمرہ

کرنے والے کے لئے ایک سنت یہ ہے کہ طواف شروع کرتے ہی تلبیہ پڑھنا بند کردے۔ (کتاب المسائل، ج ۳، ص ۴۱۳)

نوٹ:۔ حج اور عمرہ کے باب میں تفصیل ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں کہ لکھا جائے، اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ بغیر کئے سمجھنا تھوڑا مشکل ہے، اس لئے حج و عمرہ کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ سفر میں جانے سے پہلے کسی عالم سے مسائل معلوم کرلیں تاکہ وہاں آسانی ہو، بہتر ہے کہ کوئی آسان کتاب بھی ساتھ رکھیں، اس سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابیں ساتھ رہنی چاہئے، اور ان کا مطالعہ بار بار کرنی چاہئے۔

(۱) ''آپ حج کیسے کریں'' حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ

(۲) معلم الحجاج'' مفتی سعید صاحبؒ

(۳) ''احکام الحجاج'' مفتی شفیع صاحبؒ

(۴) ''رفیق حج و عمرہ'' حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانیؒ

(۵) ''کتاب المسائل، ج ۳۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۴

ہر مسلمان کو رات دن اس طرح رہنا چاہئے

(۱) ضرورت کے موافق دین کا علم حاصل کرے، خواہ کتابیں پڑھ کر یا عالموں سے پوچھ کر۔

(۲) احکام شریعت کا ہر وقت ہر حال میں خیال و لحاظ رکھے۔

(۳) گناہوں سے بچنے کی پوری فکر کرے، اگر کوئی گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ کرے، شرم و حیا اور بردباری سے رہے۔

(۴) اپنے ذمہ کسی کا حق نہ رکھے، کسی کو زبان یا ہاتھ سے تکلیف نہ

دے، کسی کی برائی نہ کرے۔

(۵) جہاں تک ہو سکے دوسروں کو فائدہ پہونچائے، خواہ دنیا کا یا دین کا۔

(۶) مال کی محبت اور نام و نمود کی خواہش نہ رکھے، نہ بہت اچھے کھانے کپڑے کی فکر میں سرگرداں رہے۔

(۷) اگر اس کی غلطی پر کوئی ٹوک دے تو ہٹ دھرمی اور ضد سے اپنی بات نہ بنائے، بلکہ غلطی کا اقرار اور توبہ کرے۔

(۸) بغیر سخت ضرورت کے سفر نہ کرے، سفر میں بہت سی باتیں بے احتیاطی کی ہو جاتی ہیں، بہت سے نیک کام چھوٹ جاتے ہیں، معمولات میں خلل پڑتا ہے۔

(۹) بات نرمی سے کرے جھوٹ ہرگز نہ بولے، نہ بہت ہنسے، نہ بہت بولے، خاص طور پر نامحرم سے بے تکلفی کی بات نہ کرے، کسی سے جھگڑا تکرار نہ کرے۔

(۱۰) زیادہ وقت گھر پر تنہائی میں گذارے، اگر دوسروں سے ملنا جلنا پڑے تو عاجزی کے ساتھ رہے، اپنی بڑائی نہ جتلائے، اور امیروں سے تو بہت ہی کم ملے۔

(۱۱) بددین آدمی سے دور ہی بھاگے، مہمانوں، مسافروں، غریبوں، عالموں اور درویشوں کی خدمت کرے، نیک صحبت اختیار کرے۔

(۱۲) دوسروں کا عیب نہ ڈھونڈے، کسی پر بے جا بدگمانی نہ کرے، اپنے عیبوں کو دیکھا کرے اور ان کی درستگی کی فکر کرے۔

(۱۳) عبادات میں سستی نہ کرے، خاص طور سے نماز کو اچھی طرح وقت پر دل لگا کر پابندی کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام کرے۔

(۱۴) دل یا زبان سے ہر وقت اللہ کی یاد میں رہے، کسی وقت غافل نہ

ہو، اگر اللہ کا نام لینے سے مزہ آئے، دل خوش ہو، تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے، اگر مزہ نہ آئے تو لاحول پڑھے، اس لئے کہ یہ وسوسہ ہے خدا سے دور کرنے کا۔

(۱۵) سب کاموں کے لئے وقت مقرر کرلے، اور پابندی سے اس کو انجام دے۔

(۱۶) جو کچھ رنج وغم یا نقصان پیش آئے، اس کو اللہ کی طرف سے جانے، بہت زیادہ پریشان نہ ہو، اور یوں سمجھے کہ اس میں مجھ کو ثواب ملے گا۔

(۱۷) کھانے پینے میں اتنی کمی نہ کرے کو کمزور یا بیمار ہوجائے، اور نہ اتنی زیادہ کہ عبادات میں سستی ہونے لگے۔

(۱۸) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے امید نہ لگائے نہ خواہش رکھے۔

(۱۹) نعمت تھوڑی ہو یا زیادہ، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

(۲۰) کسی باتوں پر مغرور نہ ہوں کہ میرے اندر ایسی خوبیاں ہیں۔

(۲۱) جو لوگ اس کی ماتحتی میں ہیں ان کی خطا وقصور سے درگذر کریں۔

(۲۲) کسی کا عیب معلوم ہوجائے تو اس کو چھپائے، البتہ اگر کوئی کسی کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور وہ آپ کو معلوم ہوجائے تو اس شخص سے کہہ سکتے ہیں۔

(۲۳) جس محفل میں خلاف شرع کام ہو وہاں ہرگز نہ جائے۔

(۲۴) ہروت خدائے تعالیٰ سے ڈرا کرے، موت کو یاد رکھے۔

(۲۵) روزانہ کسی وقت بیٹھ کر اپنے دن بھر کے کاموں کا جائزہ لیا کرے، جو نیکی یاد آئے اس پر شکر ادا کرے، اور جو گناہ ہوئے ہوں ان سے توبہ کرے۔

(۲۶) درود شریف اور استغفار کا کثرت سے ورد رکھے۔

(۲۷) اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرے کہ نیک راہ پر قائم اور ثابت قدم

رکھے۔

(۲۸) اور خاتم بالخیر ہو، ایمان کی حالت میں موت آئے، اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی میسر ہو۔

کچھ ضروری دعائیں

ثنا:۔ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَااِلٰہَ غَیْرُکَ (اے اللہ! تیری ذات تمام عیوب سے پاک ہے، تیرے لئے ہی ساری تعریف ہے، تیرا نام بابرکت ہے، تیری ذات بلند و بالا ہے، اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں)

دونوں سجدے کے درمیان کی دعا:۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ (اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت، عافیت اور رزق عطا فرما)

تشہد:۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَالنَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اے نبی ﷺ! آپ پر اللہ کی جانب سے سلامتی، رحمت اور برکتیں نازل ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلامتی نازل ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں)

درود شریف:۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌمَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمت کاملہ نازل فرما، جیسے تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی آل

پر رحمت کاملہ نازل فرمائی، یقیناً تیری ذات لائق ستائش ہے اور بزرگ وبرتر ہے، اے اللہ! حضرت محمدؐ اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما، جیسے تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر برکات نازل فرمائی، یقیناً تیری ذات لائق ستائش اور بزرگ و برتر ہے)

دعاء ماثورہ:۔ اَللّٰھُمَّ اِنّی ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْماً کَثِیْراً وَّ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

اے اللہ بیشک میں نے (گناہ کر کے) اپنے آپ پر بہت ظلم کئے ہیں اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرسکتا، اس لئے مجھے اپنے کرم سے معاف کردے اور مجھ پر رحم فرما، یقیناً تو بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے)

دعاء قنوت:۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ ،اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعیٰ وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشیٰ عَذَابَکَ ،اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

اے اللہ ہم تجھ سے ہی مدد اور مغفرت طلب کرتے ہیں، تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور بھروسہ کرتے ہیں، تیری بہترین تعریف کرتے ہیں، تیرے شکرگذار ہیں، تیری ناشکری نہیں کرتے، جو تیری نارمانی کرے اس سے ہم قطع تعلق کرتے ہیں، اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تیری ہی لئے نماز پڑھتے ہیں، اور سجدہ کرتے ہیں، اور تیری طرف رجوع ہوتے اور پناہ لیتے ہیں، تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں، اور عذاب سے ڈرتے ہیں، یقیناً تیرا عذاب

کافروں کو ملنے والا ہے۔

کھانا کھانے کی دعا:

(۱) بِسۡمِ اللّٰهِ وَعَلىٰ بَرَكَةِ اللّٰهِ (شروع اللہ کے نام سے اور اس کی برکت سے)

اگر کھانا شروع کرتے وقت بھول جائے تو یہ کہے

(۲) بِسۡمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ (میں نے اس کھانے کے اول وآخر میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا)

جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو یہ پڑھے

(۳) اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ اَطۡعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (تمام تعریف اس خداوند قدوس کی ہے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمانوں میں سے بنایا)

جب کسی کے یہاں دعوت کھائے تو یہ پڑھے

(۴) اَللّٰهُمَّ اَطۡعِمۡ مَنۡ اَطۡعَمَنِیۡ وَاسۡقِ مَنۡ سَقَانِیۡ (اے اللہ!! جس نے مجھے کھلایا ہے اسے کھلایئے اور جس نے مجھے پلایا ہے اسے پلایئے)

پانی پینے کی دعا

(۵) اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ سَقَانَا عَذۡبًا فُرَاتًا بِرَحۡمَتِهٖ وَلَمۡ يَجۡعَلۡ مِلۡحًا اُجَاجًا بِذُنُوۡبِنَا (تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہے جس نے اپنی رحمت سے شیریں پانی پلایا اور ہمارے گناہوں کے سبب نمکین اور کھارا نہیں بنایا)

زمزم پینے کی دعا

(٦) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْماً نَّافِعاً وَرِزْقاً وَّاسِعاً وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ (اے اللہ! میں آپ سے نفع بخش علم کشادہ رزق کا اور ہر بیماری سے شفاء کا سوال کرتا ہوں)

دودھ پینے کی دعا

(٧) اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ (اے اللہ! اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرمایئے اور زیادہ عطا فرمایئے)

سونے کی دعا

(٨) اَللّٰهُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا (اے اللہ آپ کے نام پر مرتا ہوں اور آپ کے نام پر جیتا ہوں)

جب سوتے میں ڈر جائے (ناپسندیدہ خواب دیکھے)

(٩) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَمِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرُّؤْیَا (اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے اور اس خواب کی برائی سے)

جب پسندیدہ خواب دیکھے

(١٠) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں)

جب سوکر اٹھے تو یہ دعا پڑھے

(١١) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ (تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی

دی اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے)

جب بیت الخلاء میں داخل ہو

(۱۲) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (اے اللہ ! میں گندگی اور گندی چیزوں سے پناہ مانگتا ہوں (اس میں ناپاک جن وشیاطین بھی شامل ہیں)

جب بیت الخلاء سے نکلے

(۱۳) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ (تمام تعریفیں اس پروردگار کے لئے ہیں جس نے دور کیا مجھ سے تکلیف دہ چیز کو اور مجھے عافیت بخشی)

مسجد میں داخل ہونے کی دعا

(۱۴) اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ (اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے)

مسجد سے نکلنے کی دعا

(۱۵) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ (اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں)

گھر میں داخل ہونے کی دعا

(۱۶) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَ خَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا (اے اللہ

میں سوال کرتا ہوں آپ سے اچھے داخلے کا اچھی طرح نکلنے کا میں اللہ کے نام سے داخل ہوا اللہ کے نام سے نکلا میں اپنے رب اللہ پر بھروسہ کیا)

سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہونے کی دعا

(۱۷) تَوْباً تَوْباً لِرَبِّنَا اَوْباً لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْباً (توبہ کئے واپس آئے اپنے کی طرف اور ہم پر کوئی گناہ نہ چھوٹے)

گھر سے نکلنے کی دعا

(۱۸) بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (شروع اللہ کے نام سے بھروسہ کیا میں نے اللہ پر نہ کسی کو طاقت ہے اور نہ قوت سوائے اللہ تعالیٰ کے)

صبح کے وقت یہ دعا پڑھے

(۱۹) اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (ہم نے اور پوری دنیا نے صبح کی اس اللہ کے لئے جو جہانوں کا رب ہے)

شام کے وقت یہ دعا پڑھے

(۲۰) اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (ہم نے اور پوری دنیا نے شام کی اس اللہ کے لئے جو جہانوں کا رب ہے)

صبح و شام کے وقت تین مرتبہ یہ دعا پڑھے

(۲۱) بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْئٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (شروع اللہ کے نام سے جس کے نام کے

ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز ضرر (نقصان) نہیں پہونچا سکتی وہ سننے والا اور جاننے والا ہے)

جب آئینہ دیکھے تو یہ دعا پڑھے

(۲۲) اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ (اے اللہ جیسے تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے میرے اخلاق بھی اچھے بنا دے)

نیا کپڑا پہننے کی دعا

(۲۳) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ (تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں جس نے یہ کپڑا مجھے پہنایا جس سے میں اپنی ستر کو چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ خوبصورتی حاصل کرتا ہوں)

روزہ افطار کی دعا

(۲۴) اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ (اے اللہ میں نے آپ کے لئے روزہ رکھا اور آپ کے دیئے ہوئے رزق سے افطار کر رہا ہوں)

افطار کے بعد کی دعا

(۲۵) ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ (پیاس بجھ گئی رگیں تر ہو گئیں ثابت ہوا اجر و ثواب ان شاء اللہ)

جب کسی کے یہاں افطار کرے تو یہ پڑھے

(۲۶) اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ (تمہارے پاس روزہ دار افطار کریں نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں فرشتے تمہارے حق میں دعاء رحمت کریں)

سواری پر سوار ہونے کی دعا

(۲۷) سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس (سواری) کو مسخر کر دیا ورنہ ہم اس کو قابو میں رکھنے والے نہ ہوتے یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں)

جب کسی کو رخصت کرے تو یہ پڑھے

(۲۸) اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ (میں تمہارے دین، امانت (اہل عیال) اور کاموں کا انجام خدا کے سپرد کرتا ہوں)

جب وضو شروع کرے تو یہ پڑھے

(۲۹) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے)

وضو کے درمیان یہ پڑھے

(۳۰) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ (اے اللہ میرے گناہوں کی مغفرت فرما میرے گھر میں وسعت

عطا فرما میرے رزق میں برکت عطا فرما)

جب وضو کر چکے تو یہ دعا پڑھے

(۳۱) کلمۂ شہادت پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں میں سے بنا دیجئے)

جب نیا چاند دیکھے تو یہ پڑھے

(۳۲) اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضیٰ رَبِّی وَرَبُّکَ اللّٰہُ (اے اللہ اس چاند کو ہم پر خیر و برکت ایمان و اسلام و سلامتی کا باعث بنائیے اور توفیق دیجئے ان اعمال کی جو آپ کو پسند ہیں اور (اے چاند) میرے رب اور تمہارے رب اللہ ہیں)